تنبیہ الغافلین

فقیہ ابو اللیث سمرقندی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

باب اخلاص

ریاکاری کی برائی :

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت محمد بن لبید رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے لئے جس چیز کا خوف ہے وہ شرک اصغر ہے عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول شرک اصغر کیا ہے فرمایا ریاء "دکھاوا" اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دیتے وقت فرمائے گا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کو دنیا میں تم اعمال دکھانے کے لئے کرتے تھے، ذرا غور کرو کیا تمہیں ان سے بھلائی مل سکتی ہے؟

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ان سے ایسا معاملہ کیا جائے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "بے شک منافقین اللہ تعالیٰ سے دھوکے کی جزا دیتا ہے اور ان کے اعمال کا ثواب باطل فرما دیتا ہے۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ جاؤ تم ان لوگوں کے پاس جن کے لئے ئی اعمال کئے تھے، میرے پاس تمہارے اعمال کا کوئی ثواب نہیں ہے کیونکہ تمہارے اعمال خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نہ تھے، گویا کہ بندہ ثواب کا حقدار اس وقت ہوتا ہے جب اس کے اعمال خالصۃً لوجہ اللہ ہوں، اور جب غیر کی اس میں شرکت ہو تو اللہ تعالیٰ اس سے بری ہو جاتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں شرکاء کی شرکت سے بے نیاز ہوں اور میں اس عمل سے بھی بے پرواہ ہوں جس میں غیر کی شرکت ہو، نیز جو شخص اپنے عمل میں میرے سوا کسی دوسرے کو شریک کرے گا تو میں اس سے اس کے عمل سے بری ہوں۔ یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے کسی عمل کو قبول نہیں فرماتا جو محض رضائے الٰہی کے لئے نہ ہو، یعنی جو عمل خالص اللہ کے لئے نہ ہو تو وہ قبول ہوگا اور نہ آخرت میں اس کے لئے کوئی ثواب ہوگا۔ بلکہ اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا اس پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے یعنی جو شخص دنیا میں چاہتا ہے تو ہم اس کو دنیا میں ہی جتنا چاہتے ہیں دے دیتے ہیں اس لئے کہ وہ آخرت میں ثواب کا خواہشمند نہیں ہوتا۔ ایسے شخص کے لئے ہم ارادہ کرتے ہیں کہ اس کو ہلاک کر دیں نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ ہم اس کو اپنی مرضی سے نہیں بلکہ اس کی مرضی سے دیں تو ایسے شخص کو آخرت کے روز انتہائی مذموم حالت میں جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ شخص اپنی نفسانی خواہشات کے تحت رحمت الٰہی سے دور ہوگا۔

اور جو شخص آخرت میں ثواب کا متمنی ہے اور اچھی آخرت کے لئے خالصۃً لوجہ اللہ اعلام صالحہ کی سعی کرتا ہے اور وہ مومن بھی ہے اس لئے کہ بغیر ایمان کے عمل نامقبول ہے یعنی ایسے لوگ جو دنیا کو دکھانے کے لئے عمل نہیں کرتے تو ایسے لوگوں کی کوشش مشکور اور عمل مقبول ہوگا۔ یعنی دنیا میں ہم دونوں فریقین "مسلمان اور کافر" کی امداد فرماتے رہتے ہیں یہ عطائے ربی ہے مطلب یہ کہ مومن ہو یا کافر، نیک ہو یا برا، اللہ تعالیٰ کا رزق ان سے روکا نہیں جاتا۔ غرض کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے یہ بات واضح فرما دی کہ جس کے عمل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے نہ ہوں گے اُسے آخرے میں کوئی ثواب نہیں ملے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا البتہ جس کے عمل رضائے الٰہی کے لئے ہوں گے وہ مقبول ہوں گے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ اس حدیث میں ہے کہ بے شمار روزے دار ایسے ہیں کہ جن کو اس روزے سے بجز بھوک اور پیاس کے کچھ حصہ نہیں ملتا اور بے شمار شب کو قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ جنہیں قیام سے سوائے بیداری اور تھکاوٹ کے کچھ نہیں ملتا، یعنی جب نماز وروزہ اللہ کے لئے نہ ہو تو نہیں اس کا ثواب نہیں ملتا جیسا کہ بعض حکماء سے روایت کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ریاکاری اور سُنا کر عبادت کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بازار جا رہا ہو مگر اس کی جیب ٹھیکریوں سے بھری ہوئی ہو اور لوگ کہیں گے اس کی جیب کیسی بھری ہوئی ہے مگر اس کے لئے کوئی منفعت نہیں سوائے لوگوں کی باتوں کے اور اگر وہ کوئی چیز خریدنے کا ارادہ کرے تو اسے ٹھیکیوں کے بدلے کوئی چیز نہیں ملے گی اسی رح وہ عمل جو دکھانے اور سُنانے کے لئے کیا گیا ہو اس سے کوئی نفع حاصل نہ ہوگا اور نا آخرت میں ثواب ملے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اور ہم ان کے اعمال کی جانب متوجہ ہوں گے تو ان کو بکھری ہوئی دھول کی مانند کر دیں گے" یعنی وہ اعمال جو رضائے الٰہی کے لئے نہیں کئے گئے ہوں گے ہم ان کے ثواب کو رد کر دیں گے اور اس کے اعمال کو بکھری ہوئی دھول بنا دیں گے یعنی ایسی دھول جو سورج کی شعاعوں میں نظر آتی ہے۔

بغیر عمل کے ثواب کی امید رکھنا :

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں خالص رضائے الٰہی کے لئے صدقہ کرتا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی اچھی بات ارشاد فرمائیں تو یہ آیت نازل ہوئی "جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید رکھتا ہو" یعنی جو روز حساب سے ڈرتا ہو یا اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا ہو تو وہ عمل صالح کرے اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

ایک حکیم کا قول ہے کہ جس نے سات عمل سات چیزوں کے بغیر کئے وہ اپنے عمل سے فائدہ نہیں اٹھائے گا۔

اوّل۔ یہ کہ وہ خوف سے عمل کرتا ہے مگر ڈرتا نہیں یعنی وہ کہتا ہے کہ میں عذاب الٰہی سے ڈرتا ہوں مگر وہ گناہوں سے نہیں ڈرتا تو ایسے شخص کا یہ قول اس کو کوئی نفع نہیں پہنچائیگا۔

دوم۔ یہ کہ وہ امید پر عمل کرے مگر طلب نہ کرے یعنی وہ یہ تو کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں مگر اعمال صالحہ سے اس کو طلب نہ کرے تو اس کا یہ قول بھی اس کے لئے سودمند نہ ہوگا۔

سوم۔ یہ کہ وہ نیک عمل کی نیت تو کرتا ہے کہ میں عبادات وخیرات کرں گا مگر اس پر وہ عمل پیرا ہونے کا ارادہ نہیں کرتا، تو ایسے شخص کو اُس کی اِس نیت سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

چہارم۔ یہ کہ وہ بغیر مجاہد کے دعاء کرے یعنی اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا تو کرے کہ وہ اسے بھلائی کی توفیق دے لیکن جدوجہد نہ کرے تو ایسی دعا بھی اسے کوئی فائدہ نہ دے گی اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ جدوجہد کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اسے توفیق عطاء فرمائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے"وہ لوگ جو ہماری راہ میں جدوجہد کرتے ہیں تو ہم اسے اپنا راستہ دکھاتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ محسنین کے ساتھ ہے" یعنی وہ لوگ جو اللہ کے دین اور اطاعت میں مجاہدہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق عطاء فرماتا ہے۔

پنجم۔ استغفار بغیر ندامت کے محض استغفار اسے نفع نہ دے گی۔

ششم۔ ظاہر میں لگا رہے مگر باطن کے بغیر یعنی اپنے اعمال کی ظاہری اصلاح تو کرے لیکن باطنی شرائط کی اصلاح نہ کرے تو یہ ظاہر اس کو کوئی نفع نہ دے گا۔

ہفتم۔ عمل میں محنت تو کرے مگر اخلاص کے بغیر یعنی وہ طاعات میں مجاہد تو کرے لیکن اس کا عمل خالصۃً لوجہ اللہ نہ ہو تو بغیر اخلاص کے عمل اس کو کوئی نفع نہ دے گا اور یہ اس کا اپنے نفس کے ساتھ دھوکہ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں ایسی اقوام آئیں گی جو دنیا کے تعاقب میں گھوڑوں کی طرح دوڑیں گی، ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ دین کے بدلے دنیا حاصل کریں گے، ایک اور روایت میں ہے کہ وہ دنیا پر جھپٹیں گے، ان جیسا لباس پہنیں گے ان کی زبانیں شکر سے میٹھی ہوں گی مگر ان کے دل بھیڑیے جیسے ہونگے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تمہیں دھوکہ ہوا ہے یا تم اپنی جرأت دکھاتے ہو یا بغیر ڈر و فکر کے اپنے آپ کو بہادر سمجھتے ہو، مجھے اپنی ذات کی قسم انہیں ایسے دفتنے میں مبتلا کروں گا کہ حکمت و دانائی کے دعویدار بھی حیران رہ جائیں گے۔

نیکی اور بدی کے اظہار :

حضرت ابو صالح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی عمل کرتا ہوں تو اس کو چھپاتا ہوں لیکن لوگ اس سے مطلع ہوجاتے ہیں اور مجھے تعجب ہوتا ہے، کیا اس پر میرے لئے کوئی اجر ہے، آپ نے فرمایا کہ چھپانے کا اجر بھی ملے گا اور اس کے ظاہر ہونے کا اجر بھی ملے گا، فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جو اس کے عمل پر مطلع ہوا اور اس نے اس عمل کی پیروی بھی کی تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے ایک تو اس کے اپنے عمل کا اور دوسرا لوگوں کا اس عمل کا اور دوسرا لوگوں کا اس کی پیروی کرنے کا۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اچھے عمل کی بنیاد ڈالی تو اس کو اس کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی جنہوں نے اس عمل کی پیروی کی ہے۔ اور جو شخص کسی برے کام کی بنیاد ڈالتا ہے تو اس پر اس کو گناہ ملے گا اور ان لوگوں کی برائی کا بھی جنہوں نے اس کی پیروی کی قیامت تک۔ اور اگر وہ صرف اپنے عمل کے ظاہر ہونے پر خوش ہو رہا ہے نہ اس پہ کہ لوگ اس کے اس عمل کی پیروی کر رہے ہیں تو اسے اپنے اجر کے ضائع ہونے سے ڈرنا چاہیئے۔

حضرت ابی حبیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ملائکہ اللہ کے کسی بندے کے عمل کو لے کر اوپر جاتے ہیں تو اس کی کثرت اور پاکیزگی کا ذکر کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی منظور کردہ بلندی تک پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی فرشتوں سے فرماتا ہے کہ بے شک تم میرے اس بندے کے عمل کے محافظ ہو پر میرے اس بندے کے دل میں جو کچھ تھا وہ میں جانتا ہوں یہ اپنے عمل میں میرے لئے مخلص نہیں تھا پس اس کا نام اصحاب سجین میں لکھ دو، پھر ملائکہ میرے دوسرے بندوے کے عمل کو لے کر جاتے ہیں تو اس کو کمتر اور حقیر تصور کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی منظور کردہ بلندی تک جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی ان سے فرماتا ہے کہ بیشک تم میرے اس بندے کے عمل کے محافظ ہو پر میں اس کے قلبی ارادے سے واقف ہوں یہ اپنے عمل میں میرے لئے مخلص تھا اس لئے اس کا نام اصحاب علیین میں لکھ دو، چنانچہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ تھوڑا عمل جو خالص رضائے الٰہی کے لئے ہو وہ اس کثیر عمل سے بہتر ہے جو خالص اللہ کے لئے نہ ہو، اس لئے کہ جو تھوڑا عمل صرف رضائے الٰہی کے لئے ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس کا اجر دُگنا فرما دیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اگر تیری ایک نیکی ہوگی تو ہم اس کو دگنا کر دیں گے اور ہم اسے اجر عظیم عطاء کریں گے اور وہ عمل کثیر جو رضائے الٰہی کے لئے نہ ہوگا تو اس کے لئے کوئی ثواب نہ ہوگا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقہاء کی ایک جماعت نے اپنی سند کے ساتھ مجھے بتایا کہ یسیر اصحی نے بیان کیا کہ جب وہ مدینہ میں داخل ہوا تو وہاں

ایک شخص کے پاس لوگوں کا مجمع دیکھا۔ میں نے کہا یہ کیسا مجمع ہے لوگوں نے کہا کہ یہ ابو ہریرہ ہیں، میں ان کے قریب گیا وہ لوگوں کو حدیث سنا رہے تھے، جب وہ خاموش اور تنہا ہوئے تو میں نے ان سے کہا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ مجھے ایسی حدیث سنائیں جس کو آپ نے خود حضور ﷺ سے سنا ہو اور اس کو حفظ کیا ہو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھو، میں تمہیں وہ حدیث سناتا ہوں جو حضور ﷺ نے ارشاد فرمائی ہے، اس وقت ہم دو کے علاوہ کوئی اور نہ تھا پھر ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر گئے، تھوڑی دیر بعد افاقہ ہوا اور اپنا چہرہ مسلا پھر فرمایا کہ میں تمہیں حضور ﷺ سے خود سنی ہوئی حدیث ضرور سناؤں گا پھر دوسری چیخ ماری اور کافی دیر تک بیہوش رہے پھر افاقہ ہوا اور اپنا چہرہ مسلا پھر فرمایا کہ میں تمہیں حدیث ضرور سناؤں گا جو حضور اکرم ﷺ نے مجھے ارشاد فرمائی تھی پھر چیخ ماری اور بڑی دیر تک بیہوش رہے پھر افاقہ ہوا اور اپنے چہرے کو مسلا اور فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ فرمائے گا تو تمام امتیں وہاں گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوں گی تو سب سے پہلے جن کو بلایا جائے گا ان میں ایک ایسا شخص ہوگا جس نے قرآن کو حفظ کیا ہوگا اور ایک وہ شخص ہوگا جو اللہ کی راہ میں شہید کیا گیا ہوگا اور ایک دولت مند ہوگا تو اللہ تعالیٰ قاری سے فرمائے گا کیا میں تجھے اس کا علم نہیں دیا تھا جو میں اپنے رسولوں پر اتارا تھا؟ تو وہ عرض کرے گا، ہاں یارب، پھر فرمائے گا تو نے اس علم کے مطابق کیا عمل کیا؟ بندہ عرض کرے گا کہ میں تو دن رات اسی عمل میں لگا رہا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے جھوٹ کہا۔ اور فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے بلکہ تیری خواہش تھی کہ لوگ کہیں کہ فلاں قاری بس اسی طرح کہا گیا اور دولت مند سے کہا جائیگا کہ تو نے میرے دیئے ہوئے مال سے کیا کام کیا؟ وہ کہے گا میں نے اس سے صلہ رحمی کی اور صدقہ کیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ بولتا ہے فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے بلکہ تو یہ چاہتا تھا کہ تجھے لوگ سخی کہیں بس تجھے ایسا کہا گیا پھر وہ شخص لایا جائیگا جو اللہ کی راہ میں شہید کیا گیا تھا تو اس سے کہا جائے گا کہ تو کس لئے شہید ہوا؟ کہے گا کہ میں نے تیری راہ میں جہاد کیا پھر شہید ہوا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے فرشتے کہیں گے تو جھوٹا ہے بلکہ تیری خواہش تھی کہ لوگ کہیں فلاں بڑا بہادر ہے پس ایسا کہا گیا پھر حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ اپنے گھٹنے پر مارا اور فرمایا اے ابو ہریرہ اللہ کی مخلوق میں سے وہ تینوں پہلے شخص ہوں گے قیامت کے دن جن کے ساتھ آگ کو بھڑکایا جائے گا، کہتے ہیں کہ جب یہ حدیث حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو بہت روئے اور فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا پھر یہ آیت پڑھی، جو لوگ دنیا کی زندگی اور زینت کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کے اعمال کا صلہ انہیں دنیا میں ہی پورا کر دیا جاتا ہے اور دنیا میں انکا حق نہیں مارا جاتا، یہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے آگ کے کچھ نہیں ہے، دنیا میں کیے گئے ان کے اعمال ضائع اور تباہ و برباد کر دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن حنیف انطا فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن جب بندہ اپنے اعمال کا ثواب مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کیا ہم نے تجھے دنیا میں تیرا ثواب نہیں دے دیا تھا؟ کیا ہم نے تیرے لئے مجالس میں وسعتیں نہیں فرمائی تھیں؟ کیا تو اپنی دنیا میں سردار نہ تھا؟ کیا ہم نے خرید و فروخت میں آسانیاں نہیں دی تھیں؟ کیا ایسی اور اس جیسی اور سہولتیں تجھے میسر نہ تھیں؟

بعض حکماء سے مخلص کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ مخلص وہ ہوتا ہے جو اپنی نیکیوں کو بھی ایسے چھپائے جیسے اپنی برائیوں کو چھپاتا ہے، پھر پوچھا گیا کہ اخلاص کی انتہا کیا ہے؟ تو فرمایا کہ لوگوں کی تعریف کو پسند نہ کرنا، حضرت ذوالنون مصری سے دریافت کیا گیا کہ کسی شخص کو یہ کب علم ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص اور چنیدہ بندوں میں سے ہے، فرمایا چار چیزوں سے (۱) جب راحت و آرام ترک کر دے (۲) تھوڑا بہت جو کچھ ہو وہ اللہ کی راہ میں دے دے (۳) کو پسند کرے (۴) تعریف و مذمت کو یکساں جانے۔

ریا کاری کرنے والے کا انجام:

حضرت عدی بن حاتم طائی سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگوں کو قیامت کے دن جنت میں لے جانے کا حکم دیا جائے گا، جب وہ اس کے قریب پہنچیں گے تو اس کی خوشبو محسوس کریں گے اور جنت کے محلات کی طرف دیکھیں گے اور اہل جنت کے لئے دیگر نعمتوں کا مشاہدہ کریں گے، تب آواز آئے گی کہ ان کو وہاں سے واپس لے آؤ، جنت میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہے تو وہ حسرت اور شرمندگی سے ایسے لوٹیں گے جیسے ان سے پہلے اور بعد والے ان کی طرح لوٹیں گے، تو وہ عرض کریں گے یا اللہ اس سے تو بہتر تھا کہ جنت میں اپنے محبوب بندوں کے لئے مہیا کی گئی نعمتوں کو دکھانے سے ہمیں جہنم میں بھیج دیتے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تمہارے ساتھ ایسا کرنا ہی تھا کیونکہ تم اپنی خلوتوں میں کتنے بڑے بڑے گناہوں کے ساتھ میرے سامنے ہوتے تھے۔ مگر جب تم لوگوں سے ملتے تھے تو بڑے مسکین بن کر ملتے تھے، تم لوگوں کو اپنے وہ اعمال دکھاتے تھے جو تمہارے قلبی ارادوں کے خلاف ہوتے تھے، تم لوگوں سے تو خوف کھاتے تھے مگر مجھ سے تمہیں کوئی خوف نہ تھا، تم نے لوگوں کی جلالت تسلیم کی لیکن میری جلالت کو نہ مانا، تم نے لوگوں کے خوف سے گناہ کو چھوڑا پر میرے خوف سے نہ چھوڑا، پس آج میں تمہیں اپنے دردناک عذاب کا مزہ چکھاؤں گا اور اپنے ثواب عظیم سے محروم رکھوں گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کو تخلیق فرمایا تو اس میں ایسی چیزیں پیدا

فرمائیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھے اور نہ کسی کان نے سنے اور نہ ہی کسی بشر کے دل پر ان کا خیال گذرا۔ پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ مجھ سے گفتگو کرتو جنت نے تین بار کہا کہ بے شک مؤمن کامیاب ہوا پھر کہا کہ ہر بخیل، منافق اور ریا کار پر حرام ہوں۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ریاکاری کرنے والے کی چار نشانیاں ہیں (۱) وہ اپنی تنہائی میں سست رہتا ہے۔ (۲) لوگوں کے سامنے چست رہتا ہے۔ (۳) جب اس کی تعریف کی جائے تو عمل بڑھا دیتا ہے۔ (۴) اگر اس کی برائی کردی جائے تو کام برباد کردیتا ہے۔

شفیق بن ابراہیم الزاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ تین اشیاء عمل کے لئے حصار "قلعہ" ہیں۔

اوّل۔ یہ کہ وہ عقیدہ رکھے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تاکہ اس سے تکبر کم ہو۔

دوم۔ یہ کہ اس کے عمل کا مدار رضائے الٰہی پر ہو تاکہ اس کی خواہش میں کمی ہو۔

سوم۔ یہ کہ اپنے عمل کے ثواب کی آرزو صرف اللہ تعالیٰ سے رکھے مگر طمع اور ریا نہ ہو۔ ان اشیاء سے اعمال خالص ہو جاتے ہیں۔

ہر کام کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونا، کا مطلب یہ ہے کہ وہ جان لے کہ اس عمل کی توفیق اللہ نے بخشی ہے جب وہ اس بات سے آگاہ ہو جائے گا تو وہ زیادہ شکر میں مشغول ہو جائے گا اور وہ خود پسندی میں مبتلا نہیں ہوگا نیز رضائے الٰہی کو مطلوب و مقصود بنانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس عمل میں غور و فکر کرے کہ یہ عمل خالصۃً لوجہ اللہ ہے اور اس میں اس کی رضا ہے تو وہ عمل کرے اور اگر اس نے جان لیا کہ اس میں رضائے الٰہی کا کوئی پہلو نہیں ہے تو اسے ترک کردے تاکہ نفس کی خواہش پر عمل نہ ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "کہ بے شک نفس تو بری چیزوں کا حکم ہی دیتا ہے" اور ان کا قول کہ ثواب کی آرزو اللہ تعالیٰ سے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کا عمل محض رضائے الٰہی کے لئے ہو، وہ لوگوں کی گفتگو کی فکر نہ کرے، جیسا کہ کسی دانا نے کہا ہے کہ عامل کو اپنے عمل کا ادب بکریوں کے کسی چرواہے سے سیکھنا چاہیئے، ان سے پوچھا گیا کہ وہ کیسے؟ فرمایا کہ جب چرواہا بکریوں کے نزدیک نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنی بکریوں سے اپنی نماز کی تعریف کا خواہاں نہیں ہوتا۔ اسی طرح عامل کو یہ خیال نہیں آنا چاہئے کہ لوگ اس کو دیکھ رہے ہیں، ایسی صورت میں وہ تنہائی میں عمل کرے یا لوگوں میں اس کے لئے مساوی ہے کیونکہ وہ لوگوں سے اپنے عمل کی تعریف کا خواہاں نہیں ہے۔

صحیح عمل کے اسباب:

بعض حکماء نے کہا ہے کہ صحت عمل کے لئے چار چیزیں ضروری ہیں۔ (۱) شروع کرنے سے پہلے اس کا علم کیونکہ کوئی عمل بغیر علم کے صحیح نہیں ہوتا اس لئے کہ بغیر علم کے عمل اصلاح کی بہ نسبت فساد کا زیادہ موجب ہوتا ہے۔ (۲) عمل شروع کرنے سے پہلے اس کی نیت، اس لئے کہ عمل بغیر نیت کے درست نہیں ہوتا جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی۔ پس روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ اور جملہ عبادات بغیر نیت کے صحیح نہیں اس لئے عمل شروع کرنے سے پہلے اس کی صحت کے لئے نیت کا ہونا لازمی ہے (۳) عمل کے دوران صبر و تحمل کرے تاکہ اطمینان و سکون کے ساتھ عمل کر سکے (۴) اخلاص کیونکہ بغیر خلوص کے کوئی عمل قبول نہیں ہوگا، جب تیرا عمل اخلاص کے ساتھ ہوگا تو اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور لوگوں کے دل تیری جانب مائل فرمادے گا۔

ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں جب بندہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے دلوں کو اس کی طرف پھیر دیتا ہے یہاں تک کہ ان کی محبتیں اور رحم دلیاں اس کو عطا ہو جاتی ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبریل سے فرماتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی اس سے محبت کر، پھر جبریل آسمان کے ملائکہ سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت فرماتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو تو وہ سب اس سے محبت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت وسیع کردی جاتی ہے اور جب کسی سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتا ہے تو اس کے ساتھ بھی اسی طرح بغض کا اعلان ہوتا ہے۔

حضرت شفیق بن ابراہیم الزاہد سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے دریافت کیا کہ لوگ مجھے صالح کہتے ہیں تو میں کیسے جانوں کہ میں نیک ہوں یا نہیں تو شفیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے باطن کو صالحین کے سامنے ظاہر کرو اگر وہ راضی ہوں تو سمجھ لو کہ تم صالح ہو ورنہ نہیں۔ دوم یہ کہ دنیا کو اپنے پر پیش کرو اگر تیرا دل اس کو رد کردے تو جان لے کہ تو صالح ہے سوم یہ کہ موت کو اپنے نفس پر پیش کرو اگر وہ اس کی آرزو کرے تو سمجھ لے کہ تو صالح ہے ورنہ نہیں۔ اگر یہ تینوں اوصاف تیرے اندر جمع ہو جائیں تو پھر اللہ کے آگے عاجزی کرو تاکہ تیرے عمل میں ریاء داخل نہ ہو سکے ورنہ وہ تیرے عمل کو ختم کردے گا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مؤمن کون ہوتا ہے، صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ مؤمن کی موت سے قبل اللہ تعالیٰ اس کے کانوں کو اس کی پسندیدہ باتوں سے بھردے گا اور اگر کوئی شخص ستر کوٹھیوں میں گھری ہوئی ایک کوٹھڑی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے اور ہر کوٹھی لوہے کے دروازے سے بند ہو تو اللہ تعالیٰ اسے اس عمل کی چادر پہنا دیتا ہے یہاں تک کہ لوگ اس کا تذکرہ روز افزوں کرتے رہتے ہیں، عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ کیسے بڑھاتے ہیں فرمایا کہ اس مؤمن کو پسند کرتا ہے

جواس کے عمل میں اضافہ کرے پھر فرمایا تم جانتے ہو کہ فاجر کون ہوتا ہے، صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا فاجر وہ ہے کہ جس کی موت سے قبل اللہ تعالیٰ اس کے کانوں کو ان کی ناپسندیدہ باتوں سے بھر دے گا اگر کوئی ستر گھروں میں گھری ہوئی کسی کوٹھڑی میں اللہ کی معصیت کرتا ہے اور ہر گھر کا دروازہ لوہے کا ہے تو بھی اللہ تعالیٰ اسے اس کے عمل کی چادر پہنائے گا یہاں تک کہ لوگ اس کا زیادہ سے زیادہ تذکرہ کریں گے عرض کیا گیا یارسول اللہ کس طرح زیادہ کریں گے فرمایا کہ فاجر شخص ایسے اعمال کو پسند کرتا ہے جو اس کے گناہوں میں اضافہ کریں۔ حامد لفاف کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کہ آخرت میں ہلاک فرمانے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے تین باتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (۱) اسے علم عطاء کیا جاتا ہے مگر علماء جیسے اعمال سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ (۲) اسے صالحین کی صحبت تو عطاء کر دی جاتی ہے مگر ان کے مراتب کی معرفت سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ (۳) عبادت کے دروازے تو اس پر کھول دیئے جاتے ہیں لیکن عمل خالص سے اسے محروم کر دیا جاتا ہے۔ فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے ساتھ ایسا اس کی بدباطنی اور گندی نیت کے سبب کیا جاتا ہے اگر اس کی نیت صحیح ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کو علم کا نفع عمل میں اخلاص اور احترام صالحین کی معرفت عطاء فرماتا، فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جبلہ یحصبی کہتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں عبدالملک بن مروان کے ساتھ تھے کہ ایک شخص شب بیدار ہمارے ہم سفر ہوئے وہ رات کو بہت ہی کم سوتے تھے، بہت دنوں تک تو ہم ان کو پہچان بھی نہ سکے پھر ہم نے جانا کہ وہ تو صحابی رسول ﷺ ہیں ان کی روایت کو دہ حدیثوں میں ایک یہ بھی ہے کہ کسی مسلمان نے یہ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ قیامت کو نجات کس چیز میں ہوگی۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے دھوکہ نہ کرو۔ سائل نے عرض کیا ہم کس طرح اللہ کو دھوکہ دیں گے، آپ نے فرمایا یوں کہ تم اللہ کے حکم پر عمل کرو مگر ارادہ رضائے الٰہی کے سوا ہو، لہٰذا ریاء سے ڈرو کیونکہ یہ شرک باللہ ہے اور قیامت کے دن لوگوں کے روبرو ریا کار کو چار ناموں سے بلایا جائے گا، اے کافر، اے فاجر، اے غدار، اے خاسر تیرا عمل ضائع ہو گیا، تیرا ثواب غارت ہو گیا، آج کے دن تیرا کوئی حصہ نہیں، اے دھوکے باز تو اپنا اجر اس سے مانگ جس کے لئے تو نے عمل کیا تھا، میں ”جبلہ“ نے اس اصحابی سے عرض کیا تجھے اللہ کی قسم جس کے سوا کوء معبود نہیں واقعی آپ نے حضور ﷺ سے یہ سنا ہے؟ فرمایا مجھے اللہ معبود بر حق کی قسم میں حضور ﷺ سے یہ کوئی خود سنا ہے لیکن اگر کوئی غلطی ہوگئی ہو تو وہ عمداً نہ ہوگی پھر پڑھا بے شک منافقین اللہ تعالیٰ سے دھوکہ کرتے ہیں اور اللہ انے سے تدبیر فرماتا ہے۔

ریا اور خود پسندی سے عمل کو ضائع نہ کرو :

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ آخرت میں وہ اپنے عمل کا ثواب پائے تو لازم ہے کہ وہ بغیر ریاء کے خالصۃً اللہ کے لئے عمل کرے پھر وہ اس عمل کو بھول جائے کہیں خود پسندی اس کے عمل کو ضائع نہ کر دے اسی لئے کہا گیا ہے کہ عبادت کرنا سہل ہے مگر اس کی محافظت مشکل ہے۔ حضرت ابو بکر واسطی فرماتے ہیں کہ عمل کرنے سے زیادہ اس کی حفاظت مشکل ہے اس لئے کہ اس کی مثال اس شیشے جیسی ہے جو جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور وہ معمولی سی سختی بھی برداشت نہیں کرتا یہی حال عمل کا ہے کہ جیسے ہی اس مین ریاء اور خود پسندی شامل ہوئی وہ غارت ہو گیا، جب کوئی ریاء سے ڈرتے ہوئے عمل کرتا ہے تو اگر وہ قدرت رکھتا ہے تو ریا کو اپنے دل سے نکال دے، اور اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کوشش کرے، اور اگر اس کی قدرت نہیں رکھتا تو پھر عمل کو ترک نہ کرے بلکہ عمل میں در آئے ریاء سے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے پھر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ عمل میں اخلاص کی توفیق بخشے، جیسا کہ ایک مثال میں کہا گیا ہے کہ جب سے ریا کار مر گئے ہیں تو دنیا ویران ہو گئی ہے اس لئے کہ وہ نیک کام کرتے تھے مثلاً چھاؤنی، سرائے اور مساجد بنواتے تھے اس میں لوگوں کا بھلا ہوتا تھا اگرچہ اس میں ریا ہوتا تھا اور کبھی کبھی تو کسی مسلمان کی دعاء سے ان کہ بھی فائدہ پہنچتا تھا، جیسا کہ نقل کیا گیا ہے کہ پرانے لوگوں میں سے کسی نے رباط ”چھاؤنی“ بنوائی اور وہ اپنے دل میں کہا کرتا تھا پتہ نہیں میرا یہ عمل اللہ کے لئے ہے یا نہیں تو کسی نے خواب میں اس سے کہا کہ اگر تیرا یہ عمل اللہ کے لئے نہیں تھا تو مسلمان تو تیرے لئے یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو۔

حذیفہ بن یمان کے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ اے اللہ منافقین کو ہلاک کر دے حضرت حذیفہ نے فرمایا اگر وہ ہلاک کر دیئے گئے تو تم اپنے دشمنوں کے مقابلے میں کیسے صف بندی کرو گے یعنی وہ جنگوں کے لئے نکلتے ہیں اور دشمنوں اور قتل کرتے ہیں، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ منافقین کی قوت سے مؤمنین کی تائی فرماتا ہے اور مؤمنین کی دعاؤں سے منافقین کی مدد فرماتا ہے۔ فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ فرائض میں باتیں کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس میں ریا کو کوئی دخل نہیں کیونکہ وہ تمام مخلوق پر فرض کیا گیا ہے جب وہ فرض ادا کرتا ہے تو اس میں ریا کیسے داخل ہوگا اور بعض کہتے ہیں فرائض وغیرہ میں بھی ریا داخل ہوتا ہے۔ فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس کی دو صورتیں ہیں اگر وہ عمل کرتا ہے لوگوں کو دکھانے کے لئے۔ اگر دکھاوا نہ ہوتا تو وہ فرض ادا ہی نہ کرتا ایسا شخص منافق ہے، اور یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ”بیشک منافق جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں“ یعنی وہ آل فرعون کے ساتھ ہاویہ میں ہوگا اس لئے کہ اگر وہ موحد خالص ہوتا تو ریا اسے عمل سے نہ روک سکتا۔ اور اگر عوام الناس کے روبرو تو خوب اور ٹھیک ٹھاک فرض ادا کرتا ہے مگر جہاں کوئی ایک بھی دیکھنے والا نہ ہو تو پھر صحیح ادا نہیں کرتا پس اس کا ثواب بھی ناقص ہوگا اور اس سے محاسبہ کرتے ہوئے ریا سے متعلق پوچھا جائے گا۔ ”اللہ بہتر اور صحیح جاننے والا ہے“

باب موت کی ہولناکی اور اس کی شدت

فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے یعنی دارالآخرت میں جانا پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند فرماتا ہے، ملاقات کی محبت کا معنیٰ یہ ہے کہ جب مومن نزع کی حالت میں ہوتا ہے کہ جس وقت ایمان بھی مقبول نہیں ہوتا تو ایسی حالت میں مؤمن کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے تو وہ اپنی موت کو اپنی زندگی سے زیادہ چاہنے لگ جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر اپنے فضل کا اضافہ فرماتا ہے اور اسے اپنی کثیر عطاؤں سے مالا مال فرماتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کو پسند نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتا ہے جب کافر اپنے لئے تجویز کی گئی سزاؤں کا شمار کرتا ہے تو وہ اپنی گمراہی پر روتا ہے اور موت کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند فرماتا ہے یعنی اسے رحمت سے دور فرماتا ہے اور سزا دینے کا ارادہ فرماتا ہے امام ثوری فرماتے ہیں حدیث کے یہ معنے نہیں کہ ان کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ان سے محبت فرماتا ہے یا ان کے ناپسند کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی ناپسند فرماتا ہے بلکہ اس بیان کی غرض یہ ہے کہ جب ان کی ملاقات اللہ تعالیٰ کو پسند ہوتی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے خواہشمند ہوتے ہیں (انتھا کلمہ د نوضحہ۔

محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور بندے کی اپنے رب سے محبت اسکی تابع ہے اور اسی کا عکس ہے جس طرح پانی کا عکس دیوار پر ظاہر ہوتا ہے اور حضور ﷺ کا یہ فرمان اس کی تائید کرتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے اپنی طرف مشغول فرما دیتا ہے اور قرآن مجید میں یحبونہ سے یحبھم کو مقدم رکھنے میں اسی طرف اشارہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی محبت کا ذوق عطا فرمائے اور محبت میں ہی ہمیں نکریمہ بخشے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ موت کو تو ہم سب بھی ناپسند کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ ناپسندیدگی مقصود نہیں بلکہ جب مؤمن کے پاس موت آتی ہے تو اس وقت ملائکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان نعمتوں کی بشارت لے کر آتے ہیں جو اس کو عطا ہونے والی ہوتی ہیں تو پھر اس کو اللہ تعالیٰ سے ملنے سے بڑھ کر کوئی شے محبوب نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند فرماتا ہے البتہ جب فاجر یا کافر کے پاس موت آتی ہے تو فرشتے اس کے برے انجام سے اس کو ڈرانے کے لئے آتے ہیں تب وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے بیان کیا گیا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں، بنی اسرائیل کی قوم کے عجیب عجیب واقعات ہیں پھر یہ بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل کا ایک گروہ قبرستان پہنچا تو کہنے لگے کہ ہم یہاں نماز پڑھیں اور اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ کسی مردے کو قبر سے اٹھائے اور وہ ہمیں موت کے بارے میں بتائے، پھر انہوں نے نماز پڑھی اور اپنے رب سے دعا مانگی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے انتہائی پرانی سیاہ قبر سے اپنا سر نکالا اور کہا اے لوگو تم کیا چاہتے ہو، اللہ کی قسم مجھے فوت ہوئے نوے 90 سال بیت چکے ہیں لیکن موت کی تختی اب بھی یوں محسوس کرتا ہوں جیسے یہ ابھی ابھی آئی ہو تم اللہ سے دعا کرو کہ وہ مجھے اصل حالت میں لوٹا دے اس کی پیشانی پر سجدوں کا نشان تھا۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ موت کی شدت اور اس کی تکلیف مؤمن پر اس قدر ہے جیسے تلوار سے کسی کو تین سو ضربیں لگائی جائیں فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جس کو موت پر یقین ہے اور وہ جانتا ہے کہ ایک آ کر رہیگی تو اسکے لئے ضروری ہے کہ استعداد کے مطابق نیک عمل کرنا اور برے برے اعمال سے اجتناب کرے، اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ موت کب آئے گی حضور ﷺ نے صرف امت کی نصیحت کے لئے موت کی شدت اور سختیوں کو بیان فرمایا ہے تا کہ وہ اس کے لئے تیاری کریں اور دنیا کے مصائب پر صبر کریں اس لئے کہ مصائب دنیا پر صبر موت کی سختی صبر سے آسان ہے کیونکہ موت کی سختی عذاب آخرت سے اور عذاب آخرت عذاب دنیا سے سخت ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسور ہاشمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میری حاضری کا مقصد یہ ہے کہ مجھے کوئی نادر علم سکھائیں آپ نے فرمایا کہ تو نے رأس العلم کے متعلق کیا کیا؟ اس نے کہا یہ رأس علم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تو نے اللہ جل جلالہٗ کو پہچان لیا ہے اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو نے موت کو جان لیا ہے؟ کہا ہاں آپ نے فرمایا پھر موت کے لئے کیا تیاری کی ہے اس نے کہا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ آپ نے فرمایا جاؤ پہلے انہی پر پختہ رہو، پھر آنا میں تجھے نادر علم سکھاؤں گا، جب وہ شخص کئی سالوں بعد آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا، اپنا ہاتھ دل پر رکھ کہ جو چیز تمہیں پسند نہیں ہوگی وہ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی ناپسند کرو گے اور جو چیز اپنے لئے پسند کرو گے وہی اپنے مسلمان بھائیوں کیلئے پسند کرو گے یہی نادر علم ہے۔ بے شک موت کی تیاری رأس العلم ہے بہتر یہ ہے کہ اس کی تیاری میں مشغول ہو جاؤ، انہی عبداللہ بن مسور ہاشمی سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''پس جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دینے کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کی گمراہی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے سینے کو تنگ فرما دیتا ہے جب نور السلام دل میں داخل ہو جاتا ہے تو اس میں فراخی و کشائش پیدا ہو جاتی ہے، عرض کیا گیا، کیا اس کی کوئی علامت بھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، غرور کے گھر سے بیزاری، اور دار خلد کے ساتھ وابستگی اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری۔

پانچ باتوں کو غنیمت جانو :

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو بطریق نصیحت فرمایا کہ پانچ باتوں کو پانچ باتوں سے پہلے غنیمت سمجھو، (۱) اپنے شباب کو بڑھاپے سے پہلے (۲) اپنی صحت کو بیماری سے پہلے (۳) اپنی فراغت کو مصروفیت سے پہلے (۴) اپنی امارت کو غربت سے پہلے (۵) اپنی حیات کو موت سے پہلے۔ بے شک حضور ﷺ نے ان پانچ باتوں میں کثیر علم جمع فرمایا ہے، بے شک آدمی جو عمل جوانی کے عالم میں کرسکتا ہے بڑھاپے میں اس کی قدرت نہیں رکھتا، کیونکہ جوانی میں اگر معصیت کی عادت پڑجائے تو بڑھاپے میں وہ اس کو چھوڑنے پر قدرت نہیں رکھتا اس لئے نوجوان کو چاہیے کہ وہ جوانی میں ہی اچھے اعمال کی عادت ڈال لے تا کہ بڑھاپے میں نیک عمل اس کے لئے آسان ہوجائے نیز آپ کا یہ فرمانا کہ صحت سے پہلے غنیمت جانو، اس لئے کہ صحت منداپنے مال وجان کو کام میں لاسکتا ہے تو صحت مند کو چاہیے کہ وہ اپنی کہ وہ اپنی تندرستی کو غنیمت سمجھے اور اپنے مال اور بدن کو اعمال صالحہ میں لگائے کیوں کہ بیماری کی صورت میں وہ بدنی طاعت میں کمزور ہوجائیگا اور اس کے ہاتھ میں مال ایک تہائی رہ جائے گا، اسی طرح مصروفیت سے پہلے فراغت کا مفہوم یہ ہے کہ رات کو وہ فارغ کی حالت میں نماز پڑھے اور دن کی مصروفیت میں بالخصوص سردیوں میں روزے رکھے جیسا کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ سردیاں مؤمن کے لئے غنیمت ہیں اس لئے کہ سردیوں میں راتیں لمبی ہوتی ہیں جن میں وہ قیام کرتا ہے اور دن چھوٹے ہوتے ہیں جن میں وہ روزے رکھتا ہے ایک اور روایت میں ہے کہ رات بہت لمبی ہے اسے سوکر چھوٹا نہ کرو اور دن روشن ہے اس کو اپنے گناہوں سے تاریک نہ کرو نیز فقیری سے پہلے امیری کو غنیمت سمجھو یعنی اللہ تعالی نے جو تجھے روزی عطا کی ہے اس پر راضی ہو اور اسے غنیمت جان لے اور لوگوں کے مال کی طرف طمع نہ کر، اور آپ کا یہ فرمان کہ زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جان کا مفہوم یہ ہے آدمی جب تک زندہ ہے تو وہ عمل پر قدرت رکھتا ہے لیکن جب مرجاتا ہے تو اسکے عمل منقطع ہوجاتے ہیں پس مؤمن کے لئے ضروری ہے کہ وہ فانی ایام حیات کو ضائع نہ کرے اور زندگی کے باقی دنوں کو غنیمت جانے۔ فارسی میں ایک دانا کا قول ہے کہ جس نے بچپن کھیل کود میں، جوانی مستی میں اور بڑھاپا سستی میں گزار دیا تو اس نے خدا پرستی کب کی؟ یعنی بچپن بچوں کے ساتھ کھیل میں جوانی غفلت اور لہو ولہب میں اور بڑھا کمزوری میں گزار دیا، موت کے بعد عمل یعنی عبادت ختم۔ اس کے لئے زندگی میں لعنت کی جاتی ہے، پس ملک الموت کی آمد کے لئے تیار رہو اور اسے ہر وقت یاد رکھو کیوں کہ وہ تجھ سے کبھی غافل نہیں ہے۔

موت اور قبر کی کیفیت :

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری مرد کے سر کے پاس ملک الموت کو دیکھا۔ تو آپ نے اس سے فرمایا کہ میرے صحابی سے نرمی کرنا کیونکہ وہ مؤمن ہے ملک الموت نے عرض کیا آپ کو خوشخبری ہو یا محمد ﷺ، میں تو ہر مؤمن کے لئے نرم ہوں۔ قسم بخدا یا محمد ﷺ جب میں بنی آدم کی روح نکالتا ہوں وار اہل خانہ روتے ہین تو میں کہتا ہوں کہ یہ چیخ وپکار کیوں؟ قسم بخدا ہم نے اس پر نہ تو ظلم کیا ہے نہ اسے لیجانے میں عجلت کی ہے اور نہ ہی اس کی روح قبض کر کے ہم نے گناہ کیا ہے لہٰذا تم اس حکم الہی پر راضی ہوجاؤ تو اجر پاؤ گے اگر تم نے اسے خطاء سمجھا اور جزع فزع کو تو گنہگار ہوجاؤ گے اور تمہاری مرضی کا خیال رکھنا ہم پر لازمی نہیں بلکہ تمہارے ذمہ ہمارا قرض باقی ہے ہم دوبارہ آئینگے لہٰذا ڈرو۔ ڈرو تم خشکی اور تری میں جہاں بھی لوگ بستے ہیں میں چوبیس گھنٹے ان کے چہروں کو دیکھتا ہوں۔ میں ان کے ہر چھوٹے بڑے سے واقف ہوں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کو جانتا ہوں قسم بخدا اگر میں چاہوں کہ ایک مچھر کی روح قبض کرلوں تو حکم الہی کے بغیر میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھ کر فرمایا کہ اگر موت کو بکثرت یاد کرتے تو وہ تمہیں دنیاوی لذتوں اور ہنسنے سے روک دیتی جیسا کہ میں تمہیں دیکھ رہا ہوں پھر فرمایا کہ موت کو بکثرت یاد کرو کہ لذتوں کو توڑنے والی ہے پھر فرمایا کہ قبر جنت کے باغات میں سے ایک باغ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے حضرت کعب رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ موت سے متعلق کوئی بات سناؤ تو انہوں نے کہا کہ موت ایسے کانٹے دار درخت کی مچل ہے جو ابن آدم کے پیٹ میں داخل کردیا گیا ہو اور ہر کانٹا اس کے رگ وریشے میں اپنی جگہ پکڑے پھر کوئی طاقت اور انسان اس درخت کو کھینچے جس سے اس کا کچھ حصہ ٹوٹ جائے اور کچھ اندر ہی رہ جائے حضرت سفیان ثوری کے متعلق کہا جاتا ہے کہ جب کبھی ان کے سامنے موت کا ذکر کیا جاتا تو وہ کئی دنوں تک بجھے بجھے سے رہتے اور جب ان سے کچھ پوچھا جاتا تو فرماتے میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا، ایک حکیم کا قول ہے کہ عقلمند کو تین چیزیں کبھی نہیں بھولنی چاہئیں (۱) دنیا کا فنا ہونا اور اس کے اردگرد کا اجڑ جانا (۲) موت (۳) وہ آفات جن سے کوئی نہیں بچ سکتا حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار چیزوں کو صرف چار قسم کے لوگ ہی جانتے ہیں

(۱) جوانی کی قدر کو بوڑھے جانتے ہیں (۲) تندرستی جیسی نعمت کو مریض (۳) عافیت کی قدر کو مصیبت زدہ (۴) اور زندگی کی قدر کو مرنے والے ہی جانتے ہیں، حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ بات اس بات کے موافق ہے جسے ہم نے ذکر کیا ہے کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص سے مروی ہے ہو فرماتے ہیں کہ میرے والد اکثر کہا کرتے تھے کہ مجھے ایسے شخص پر تعجب ہے کہ موت کے وقت جس

کی عقل اور زبان صحیح ہو مگر وہ موت کی کیفیت بیان نہ کرے پھر کہا کہ جب میرے والد کی موت کا وقت آیا تو ان کی عقل اور زبان درست تھی تو میں نے کہا ابا جان آپ تو فرماتے تھے کہ موت کے وقت جس کی زبان وعقل صحیح ہو اور موت کی حالت بیان نہ کرے تو اس پر تعجب ہے، فرمایا بیٹا موت بیان سے باہر ہے پھر بھی کچھ بتا دیتا ہوں، قسم اللہ کی ایسا لگتا ہے جیسے رضوئی پہاڑ میرے کندھوں پر رکھ دیا گیا اور میری روح سوئی کے ناکے سے نکالی جا رہی ہو اور ببول کے کانٹے میرے پیٹ میں گھسے ہوئے ہوں جیسے زمین وآسمان کے دونوں طبق آپس میں مل چکے ہوں اور میں بیچ میں پھنس گیا ہوں، پھر فرمایا اے میرے بیٹے مجھ پر تین حالتیں آ چکی ہیں (۱) مجھے حضور ﷺ کو قتل کرنے کا جنون تھا۔ اگر انہی دنوں مجھے موت آ جاتی تو میری تباہی لازمی تھی (۲) اللہ تعالی نے مجھے اسلام کی راہ دکھائی اور حضور ﷺ مجھے سب سے زیادہ محبت ہوگئی نیز میں نے جنگوں میں شرکت کی، کاش کہ انہی دنوں میں مر جاتا تو حضور ﷺ میرا جنازہ پڑھاتے اور میرے حق میں دعا فرماتے (۳) پھر ہم دنیاوی کاموں میں منہمک ہوگئے اب پتہ نہیں اللہ تعالی کے نزدیک میرا کیا حال ہوگا، حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں ابھی وہاں سے اٹھا ہی نہ تھا کہ وہ فوت ہوگئے۔

موت سے متعلق نصیحت آموز اقوال :

حضرت شقیق بن ابراہیم کہتے ہیں کہ زبانی طور پر چار چیزوں میں لوگ میرے موافق ہیں لیکن عمل میں نہیں ہیں (۱) کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالی کے غلام ہیں لیکن کام آزادوں جیسے کرتے ہیں (۲) کہتے ہیں کہ اللہ تعالی ہمارا کفیل ہے وہی ہمیں رزق دیتا ہے لیکن دنیا میں سے کچھ حاصل کئے بغیر ان کے دل مطمئن نہیں ہوتے (۳) کہتے ہیں کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے لیکن دنیاوی مال ومتاع جمع کرتے ہیں (۴) کہتے ہیں کہ موت کا وقت بدل نہیں سکتا مگر کام وہ اس قوم جیسے کرتے ہیں جو یہ سمجھتی ہے کہ اس پر موت نہیں آئے گی۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں جن پر مجھے اتنا تعجب آتا ہے کہ ہنسی آ جاتی ہے اور تین چیزوں پر اتنا دکھ ہوا کہ رونا آ گیا، وہ تین چیزیں کہ جن پر مجھے ہنسی آئی ان میں پہلی یہ ہے کہ وہ شخص جو دنیا کی تلاش میں ہے اور موت اس کی طالب ہے یعنی وہ دنیا سے لمبی لمبی امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہے لیکن اسے موت کی فکر نہیں ہے (۲) دوسرا غافل لیکن اس سے غفلت نہیں کی جا رہی یعنی وہ موت سے غافل ہے لیکن اس کے روبرو قیامت ہے (۳) وہ شخص جو جی بھر کر ہنستا ہے لیکن اسے معلوم نہیں کہ اللہ تعالی اس سے راضی ہے یا ناراض ہے اور وہ چیزیں جنہوں نے مجھے رلایا ہے ان میں پہلی چیز اپنے محبوبوں کا فراق ہے یعنی حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام کا وصال (۲) مرتے وقت گھبراہٹ (۳) اللہ تعالی کے حضور پیشی کوئی پتہ نہیں کہ میرے لئے جنت کا حکم ہوگا یا جہنم کا۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ موت کے بارے میں جتنا تم جانتے ہو اتنا اگر حیوانوں کو علم ہو جاتا تو تمہیں کبھی اچھا گوشت کھانے کو نہ ملتا۔

ابی حامد لفاف کہتے ہیں جو شخص کثرت سے موت کو یاد کرتا ہے تو اسے تین باتوں میں تکریم دی جاتی ہے یعنی توبہ میں عجلت، رزق میں قناعت اور عبادت میں فرحت، اور جس کو موت کا خیال نہیں اسے تین چیزوں سے تکلیف دی جاتی ہے یعنی توبہ میں دیر، معمولی رزق پر عدم رضا اور عبادت میں سستی، حضرت عیسی علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے کہ وہ حکم الہی سے مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے، بعض کافروں نے کہا کہ آپ تو تازہ مرنے والوں کو زندہ کرتے ہیں ہو سکتا ہے وہ مرا ہی نہ ہو ذرا کسی قدیم مردہ کو زندہ کرکے دکھایئے آپ نے ان سے فرمایا کہ تم خود ہی کسی مردے کا انتخاب کرلو تو وہ کہنے لگے اچھا آپ سام بن نوح کو زندہ کریں آپ اس کی قبر پر آئے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالی نے سام بن نوح کو زندہ فرما دیا، ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید تھے ان سے کہا گیا یہ کیا؟ آپ کے زمانے میں تو بڑھاپا نہیں ہوتا تھا، سام نے کہا کہ میں نے ایک آواز سنی تو گمان کیا کہ شاید قیامت واقع ہوگئی تو قیامت کی ہیبت سے میرے سر اور داڑھی کے بال سفید ہوگئے، سوال کیا گیا کہ آپ کی موت کو کتنا عرصہ ہوا ہے کہ مؤمن جب مرتا ہے تو اس پر حیات اور دنیا کی طرف واپسی پیش کی جاتی ہے تو وہ موت کی سختی کی بناء پر اسے قبول نہیں کرتا لیکن شہدا موت کی شدت نہیں پاتے تب وہ دنیا میں آنے کی تمنا کرتے ہیں تاکہ وہ جہاد میں شریک ہوکر پھر شہید کئے جائیں۔

حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ بیٹھیں تاکہ ہم آپ سے کچھ باتیں سنیں آپ نے فرمایا میں چار چیزوں میں مشغول ہوں اگر ان سے فراغت ملی تو تمہارے پاس بیٹھوں گا پوچھا گیا وہ کون سی چار باتیں ہیں فرمایا (۱) میں سوچتا ہوں کہ یوم میثاق میں اولاد آدم سے جب اللہ تعالی نے وعدہ لیا تھا تو فرمایا تھا کہ یہ جنتی ہیں میرا کچھ نہیں گیا یہ جہنمی ہیں میرا کچھ نہیں گیا لیکن میں نہیں جانتا کہ میں کس فریق میں تھا (۲) میں سوچتا ہوں کہ جب اللہ تعالی بچے کو اس کی ماں کے پیٹ میں تخلیق فرمانے کا فیصلہ فرماتا ہے اور اس میں روح پھونکی جاتی ہے تو اس کا موکل فرشتہ عرض کرتا ہے یا اللہ یہ بدبخت ہے یا نیک بخت؟ میں نہیں جانتا کہ میرے لئے اس وقت کیا ارشاد ہوا تھا (۳) جس وقت ملک الموت آکر میری روح قبض کرنے کا ارادہ کرے گا تو عرض کرے گا، یا اللہ یہ مسلمانوں کے ساتھ ہے یا کافروں کے؟ میں نہیں جانتا کہ میرے لئے کیا جواب ارشاد ہوگا (۴) میں اللہ تعالی کے اُس فرمان کے بارے میں سوچتا رہتا ہوں کہ جب وہ فرمائے گا "اے گنہگارو الگ ہو جاؤ" مجھے نہیں معلوم میں کس گروہ میں ہونگا۔

مرتے وقت مؤمن کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت :

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوش قسمت ہے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے فہم عطا فرمائی اور اسے غفلت کی اونگھ سے بیدا کیا اور اسے اپنے خاتمے کی فکر کرنے کی توفیق بخشی، ہم اپنے خاتمہ بالخیر کے لئے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں اس لئے کہ مؤمن کو بوقت موت اللہ تعالیٰ سے بشارت ملتی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور ثابت قدم رہے اور کہا گیا ہے کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کا مطلب یہ ہے کہ وہ فرائض ادا کرتے ہیں اور محرمات سے بچتے ہیں، یحیٰی بن معاذ رازی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ یعنی وہ فعلاً اور قولاً ثابت قدم رہے بعض نے کہا ہے وہ سنت اور جماعت پر قائم رہے تو اس پر رحمت کے فرشتے نازل ہوں گے یعنی ایمان پر قائم لوگوں پر موت کے وقت فرشتے یہ خوشخبری لے کر آئیں گے کہ تم خوف نہ کھاؤ اس سے جو کچھ امر دنیا سے تمہارے سامنے ہے اور تمہیں اس جنت کی بشارت ہو جس کے لئے لسان نبوت سے تمہارے لئے وعدہ کیا گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ موت کے وقت بشارت کی پانچ وجوہات ہیں (۱) عام مؤمنین کے لئے انہیں کہا جائے گا کہ ابدی عذاب سے خوف نہ کھانا یعنی تم پر ہمیشہ عذاب نہیں رکھا جائے گا کیوں کہ تمہارے انبیاء کرام اور اولیاء کرام شفاعت فرمائیں گے۔ ثواب کے نہ ملنے پر غم نہ کرو جنت کے لئے خوش ہو جاؤ تمہارا ٹھکانہ جنت ہے (۲) مخلصین کے لئے انہیں کہا جائے گا کہ اپنے اعمال کے رد کے جانے پر خوف نہ کھاؤ کیوں کہ تمہارے اعمال مقبول ہیں اور ثواب کے نہ ملنے پر ملال نہ کھاؤ اس لئے کہ تمہارے لئے دگنا ثواب ہے اور توبہ کے بعد جو کچھ تم نے کیا ہے اس کا بھی ملال نہ کھاؤ (۳) توبہ کرنے والوں کے لئے ان سے کہا جائے گا کہ اپنے گناہوں سے نہ ڈرو کہ وہ بخشے گئے ہیں اور توبہ کے بعد ثواب نہ ملنے پر بھی غم نہ کھاؤ (۴) زاہدوں کے لئے ہے کہ تم حشر اور حساب کا خوف نہ کھاؤ اگر دُگنا ثواب نہیں ملا تو غم نہ کرو خوش خبری سنو بغیر حساب اور عذاب کے جنت کی (۵) علماء کے لئے جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتے ہیں اور عالم باعمل ہیں ان سے کہا جائے گا کہ تم قیامت کے دن کی ہولناکیوں کا خوف نہ کرو اور نہ تم غم کرو کہ تمہیں تمہارے عمل کی جزا دی جائے گی خوشخبری ہو کہ تمہارے لئے بھی جنت ہے اور تمہارے نقش قدم پر چلنے والوں کے لئے بھی، خوشی ہے اس شخص کے لئے جس کو آخری لمحے بشارت نصیب ہو کیوں کہ یہ بشارت اس کے لئے ہے جو مؤمن ہوگا اور اس کے عمل اچھے ہوں گے پھر اس پر فرشتے نازل ہوں گے تو یہ ملائکہ سے دریافت کریں گے کہ تم کون ہو؟ ہم نے تم سے بڑھ کر حسین چہرے والا اور خوشبو والا نہیں دیکھا تو ملائکہ کہیں گے ہم تمہارے دوست ہیں دنیا میں ہم تمہارے اعمال کو لکھتے تھے اور ان کی حفاظت کرتے تھے اور ہم آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں، پس عقل مند کو چاہیے کہ وہ غفلت کی نیند پر متنبہ ہو اور غفلت کی نیند سے بیدار ہونے کی چار علامتیں ہیں۔ (۱) امور دنیا کو قناعت کے ساتھ قابو میں رکھے اور آہستہ چلے (۲) آخرت کے کاموں میں حریص ہو جائے اور عجلت کرے (۳) دینی کاموں میں علم کے ساتھ تدبیر کرے اور کوشش کرے (۴) مخلوق کے متعلق ہمدردی اور حسن معاملہ کا جذبہ رکھے۔

افضل انسان وہ ہے جو موت کی تیاری میں لگا رہے :

کہا گیا ہے کہ پانچ خصلتیں جس شخص میں ہوں وہ تمام لوگوں سے افضل ہے (۱) اپنے رب کی اس طرح عبادت کرے کہ وہ مقبول ہو (۲) خلق خدا کے لئے اس کا نفع ظاہر ہو (۳) لوگ اس کے شر سے مامون و محفوظ ہوں (۴) لوگوں کے پاس جو کچھ ہے وہ اس کی توقع نہ رکھے (۵) موت کے لئے ہمیشہ تیار رہے۔ جان لے میرے بھائی کہ ہم مرنے کے لئے پیدا کیے گئے ہیں اور اس سے چھٹکارا ناممکن ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''بیشک تو مرنے والا ہے اور انہوں نے بھی مرنا ہے''۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اے پیارے نبی آپ فرما دیجئے کہ تمہارا فرار تمہیں ہرگز فائدہ نہ دے گا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو'' پس ہر مسلمان پر لازم ہے کہ موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''تم موت کی تمنا تو کر کے دیکھو اگر تم سچے ہو لیکن وہ کبھی بھی ہرگز اس کی آرزو نہ کریں گے ان اعمال کے باعث جو انہوں نے اپنے ہاتھوں کیئے ہیں'' پس اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا جو سچے ہیں وہ موت کی تمنا کرتے ہیں اور جو جھوٹے ہیں وہ اپنے برے اعمال کے سبب موت سے بھاگتے ہیں۔ کیوں کہ سچا مؤمن موت کے لئے تیار رہتا ہے اور وہ اپنے رب سے ملاقات کی تمنا رکھتا ہے جیسا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں محتاج کو پسند کرتا ہوں تا کہ اپنے رب کے لئے متواضع رہوں اور میں بیماری کو پسند کرتا ہوں کیونکہ وہ میرے گناہوں کا کفارہ ہے اور اپنے رب سے ملاقات کے شوق میں موت کو پسند کرتا ہوں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ انسان نیک ہو یا بد موت اس کے لئے بھلائی ہے اگر وہ نیک ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس نیکوکاروں کے لئے بھلائی ہے، اور اگر وہ گنہگار ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اس کو مزید مہلت دے رہے ہیں تا کہ وہ اور زیادہ گناہ کرے اور ایسوں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ موت مؤمن کی سواری ہے نیز حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور ﷺ سے سوال کیا گیا .... سب سے افضل مؤمن کون ہے؟ فرمایا جس کا اخلاق اچھا ہے پھر دریافت کیا گیا دانا مؤمن کون ہے؟ فرمایا جو بکثرت موت کو یاد کرتا ہے اور موت کے لئے اچھی تیاری کرتا ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں دانا وہ ہے جو نفس کو اپنے تابع کرے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے اور وہ شخص ذلیل ہے جو نفسانی خواہشات کی اتباع کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی آرزو رکھے۔

باب عذاب قبر اور اس کی شدت

مسلمان کی موت کا حال :

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک انصاری شخص کے جنازے کے لئے حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے قبر پر آئے اور قبر ابھی تیار نہ تھی، پس حضور ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ارد گرد ایسے بیٹھ گئے گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے ہیں "یعنی ادب سے" آپ کے ہاتھ میں عود کی لکڑی تھی اور اس سے آپ مٹی کرید رہے تھے پھر آپ نے سر اٹھایا اور دو یا تین بار فرمایا عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگو پھر فرمایا جب مؤمن بندہ دنیا سے آخرت کی طرف جانے لگتا ہے تو اس کے پاس ایسے فرشتے آتے ہیں جن کے چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں اور ان کے پاس جنتی کفن اور جنتی خوشبو ہوتی ہے وہ بیٹھ جاتے ہیں حدِ نگاہ تک پھر عزرائیل اس کے سر کے پاس آکر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے نفس مطمنہ اللہ کی مغفرت ورضا کی طرف نکل، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کی روح ایسے بہتی ہوئی نکلتی ہے جیسے مشکیزے سے پانی کے قطرے۔ اور ملائکہ اس کو لے لیتے ہیں اور ایک لحظے کے لئے بھی اسے عزرائیل کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ وہ اسے جنتی کفن اور خوشبو میں رکھ لیتے ہیں جس سے مشک سے زیادہ اچھی خوشبو نکلتی ہے پھر وہ اسے لے کر اوپر جاتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت سے بھی گذرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں یہ خوشبو دار روح کس کی ہے؟ تو وہ اس کا اچھا نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے پھر وہ آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں، دروازہ کھلواتے ہیں تو ان کے لئے دروازہ کھل جاتا ہے اور وہاں اس کا استقبال ہوتا ہے اور وہ فرشتے دوسرے آسمان تک ہمراہ چلتے ہیں اسی طرح ساتویں آسمان تک اسے لے جایا جاتا ہے پھر ارشاد باری ہوتا ہے کہ اس کے اعمال نامے کو علیین میں لکھو اور اسے زمین پر بھیج دو کیونکہ ان کو نکالیں گے تو روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے پھر دو فرشتے آکر اس سے سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے میرا رب اللہ ہے پھر پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ جواب میں کہتا ہے میرا دین اسلام ہے پھر ملائکہ سوال کرتے ہیں اس ذات کے متعلق تو کیا کہتا ہے جو تیری طرف مبعوث ہوئے تھے تو وہ جواب دیگا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں تو وہ کہیں گے تو نے کیسے جانا تو وہ کہے گا میں نے کتاب اللہ پڑھی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی تو ایک ندا آئے گی میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنتی فرش بچھا دو اور اسے جنتی لباس پہنا دو اور اس کے لئے جنت کی طرف کا ایک دروازہ کھول دو تا کہ اسے وہاں سے ہوا اور خوشبو پہنچتی رہے اور حدِ نگاہ تک اس کی قبر کو کشادہ کر دو پھر ایک حسین چہرے والا مرد اس کے پاس آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ آج کے دن کی آسانی پر خوشی منا جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا تو وہ اس سے کہے گا تو کون ہے؟ تو وہ کہے گا میں تیرا نیک عمل ہوں پس وہ کہے گا یا اللہ قیامت قائم کر دے یہاں تک کہ میں اپنے گھر والوں اور خدام میں لوٹ جاؤں یعنی جنت میں۔

کافر کی موت کا حال :

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کافر بندہ دنیا سے آخرت کی جانب جانے لگتا ہے تو اس کے پاس کالے چہروں والے فرشتے آتے ہیں اور ان کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں تو وہ حدِ نظر تک پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں پھر عزرائیل اس کے سر کے پاس آکر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے نفس خبیثہ اللہ تعالیٰ کے غضب اور سختی کی طرف نکل پھر وہ اس کے تمام جسم میں پھیل جاتی ہے تو عزرائیل اس کو ایسے کھینچتا ہے جیسے بھیگی ہوئی اون سے کنڈی کو کھینچا جاتا ہے، جس سے اس کی رگیں اور پٹھے ٹوٹ جاتے ہیں، جب وہ اس کو پکڑتا ہے تو دیگر ملائکہ اس سے فوراً لے لیتے ہیں اور ایک لمحہ بھی اس کے پاس نہیں رہنے دیتے اور اس کی روح کو ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں، اس سے بدبو نکلتی ہے اور وہ اسے اوپر لے جا کر جاتے ہیں اور فرشتوں کی جس جماعت سے بھی گذرت ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ خبیث روح کس کی ہے؟ تو وہ اس کا گندہ نام لے کر کہتے ہیں کہ یہ فلاں ابن فلاں کی روح ہے پھر وہ آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں، دروازہ کھلواتے ہیں لیکن دروازہ اس کے لئے نہیں کھولا جاتا پھر حضور علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی "کہ نہ ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جائیں گے اور نہ ان کو جنت میں داخل کیا جائیگا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ چلا جائے" پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اس کے اعمال نامے کو سجین میں لکھ دو پھر اس کی روح کو پھینکا پھر دوبارہ اس کی روح کو اس کے جسم میں ڈالا جاتا ہے تو ملائکہ آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے افسوس میں نہیں جانتا، وہ پوچھتے ہیں اس ذات مقدس کے متعلق کیا کہتا ہے جو تم میں مبعوث کئے گئے؟ وہ کہے گا افسوس میں نہیں جانتا، پھر آسمان سے ایک آواز آئے گی کہ میرے بندے نے جھوٹ بولا ہے اس کے لئے جہنمی بچھونا بچھا دو اور اس کے لئے جہنم کا ایک دروازہ کھول دو تو جہنم کی گرمی اور لو اس کی قبر میں داخل ہوگی اور قبر اس پر تنگ ہو جائے گی جس سے اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جائیں گی اور اس کے پاس ایک قبیح صورت آدمی آئے گا جس کے کپڑے گندے اور بدبودار ہوں گے وہ اسے کہے گا کہ آج کے برے دن کی تجھے بشارت ہو جس کا تجھ سے وعدہ کیا گیا تھا تو وہ پوچھے گا تو کون ہے؟ وہ کہے گا میں تیرا

عمل ہوں تو وہ کہے گا یارب قیامت کو قائم نہ کر یارب قیامت کو قائم نہ کر۔

مسلمان اور کافر کی روح نکلنے میں فرق اور قبر کی کیفیت :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب مؤمن پر موت پیش ہوتی ہے تو فرشتے مشک وعنبر اور ریشمی کپڑے لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی روح کو اس طرح نکالتے ہیں جیسے آٹے سے بال نکالنے میں اور اسے کہتے ہیں اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف رجوع کر تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ہے اور جب اس کی روح نکالتے ہیں تو اس کو مشک وعنبر میں کر کے ریشمی کپڑے میں لپیٹ لیتے ہیں اور اسے اعلیٰ علیین میں بھیج دیتے ہیں اور جب کافر پر موت آتی ہے تو فرشتے بال سے بنے ہوئے ٹاٹ جن میں کوئلے ہوتے ہیں لے کر اس کے پاس آتے ہیں اور اس کی روح کو شدت سے کھینچتے ہیں اور اسے کہتے ہیں اے نفسہ خبیثہ اے رب کی طرف چل تجھ پر سختی کی جائے گی کیوں کہ عذاب الٰہی اور رسوائی تیرا مقدر ہے جب اس کی روح نکالی جاتی ہے تو اس کو کوئلوں مین رکھ کر یوں آواز دی جاتی ہے جیسے ہنڈیاں کی جوش کے وقت شوں شوں کی آواز، پھر اسکی روح کو ٹاٹ میں لپیٹ کر سجین کی طرف لے جایا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب مؤمن کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو اس کی قبر کو اس پر ستر ہاتھ تک کشادہ کر دیا جاتا ہے اور اس پر خوشبو میں بکھیری جاتی ہے اور اسے ریشم سے ڈھانپ دیا جاتا ہے اگر اسے قرآن میں کچھ یاد ہو تو اس کو اس کا نور کافی ہوتا ہے نہیں تو سورج جیسی روشنی اس کی قبر میں کی جاتی ہے اور اس کی مثال اس دلہن جیسی ہوتی ہے جو سوتی ہے تو اسے اہل خانہ مین سے سوائے محبوب کے اور کوئی نہیں اٹھاتا۔ اور ایسے اٹھتی ہے جیسے اس کی نیند مکمل نہ ہوئی ہو۔ اور کافر اس پر تو قبر تنگ کر دی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں اس کے پیٹ میں جو ہڈیوں تک اس کے گوشت کو کھا جاتے ہیں پھر عذاب کے فرشتے اس پر آتے ہیں جو کہ بہرے گونگے اور اندھے ہوتے ہیں ان کے پاس لوہے کے گرز ہوتے ہیں جس سے وہ اس کو مارتے ہیں نہ تو وہ اس کی آواز سنتے ہیں کہ رحم کریں اور نہ اس کو دیکھ سکتے ہیں کہ ترس کریں نیز صبح وشام اس پر آگ پیش کی جاتی ہے۔

قبر کو بکثرت یاد کرو اسی میں نجات ہے :

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اسے عذاب قبر سے نجات ملے تو اس کے چاہیے کہ وہ چار چیزوں کو اپنے اوپر لازم کرلے اور چار چیزوں سے بچے، وہ چار چیزیں جن کی پابندی لازمی ہے وہ یہ ہیں نمازوں کی محافظت، صدقہ، تلاوت اور بکثرت تسبیحات اس لئے کہ یہ چیزیں قبور کو روشن اور فراخ کرتی ہیں اور وہ چار باتیں جن سے اجتناب لازمی ہے وہ یہ ہیں جھوٹ خیانت، چغل خوری اور پیشاب جیسا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری چار چیزیں ناپسند ہے، نماز میں فضولیات، قرأت میں لغویات، روزے میں گناہ، بے پردگی کی باتیں اور قبرستان میں ہنسنا۔ محمد بن سماک رضی اللہ عنہ نے قبرستان کی طرف دیکھ کر فرمایا ان قبروں کے سکوت سے دھوکے میں نہ آجانا اس میں اکثر غم زدہ لوگ ہیں اور قبروں میں مماثلت سے بھی دھوکہ نہ کھانا کیوں کے ان میں بہت ہی فرق ہے پس عقل مند پر لازم ہے کہ دخول قبر سے پہلے اسے بہت یاد کرتا رہے۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو شخص اکثر قبر کو یاد کرتا ہے وہ جنت کا ایک باغ پائیگا اور جو غفلت کرتا ہے وہ قبر کو جہنم کے گڑھے کی صورت میں پائیگا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ فرمایا اے اللہ کے بندو موت، موت اس سے بچنا ناممکن ہے اگر تم اس کے لئے کھڑے رہے تو تمہیں پکڑے گی اور اگر تم اس سے فرار ہو گئے تو موت تمہیں پہچان لے گی کیوں کہ تمہاری پیشانی پر وہ کندہ ہے لہٰذا بہت ہی جلدی اپنی نجات کی فکر کرو، اور ایک اور چیز یعنی قبر بھی تمہاری جستجو میں ہے، آگاہ رہو کہ قبر جنت کے باغوں مین سے ایک باغ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا، خبردار وہ روزانہ تین مرتبہ اس طرح کہتی ہے کہ میں ظلمت کا گھر ہوں میں وحشت کا گھر ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں خبردار اس دن کے پیچھے ایک اور سخت دن ہے ایسا دن کہ اس میں بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور بوڑھے کمزور ہو جائیں گے، تمام دودھ پلانے والیاں اپنے دودھ پیتوں کو بھول جائیں گی اور حمل والیوں کے حمل گر جائیں گے اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب بہت ہی سخت ہے، خبردار اس دن کے آگے نار ہے جس کی گرمی سخت ہے جس کی گہرائی بہت دور ہے، وہاں کے زیور لوہے کے ہیں، وہاں کا پانی صدید ہے، اس میں اللہ کی رحمت نہیں ہے فرمایا کہ پھر مسلمان بہت روئے پھر فرمایا اس دن کے آگے جنت ہے جو آسمانوں اور زمین جتنی چوڑی ہے وہ متقین کے لئے تیار کی گئی ہے اللہ تعالیٰ دردناک عذاب سے ہمیں بچائے اور ہمیں جنت الفردوس مقام عطاء فرمائے۔

اُسید بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ مؤمن جب مرتا ہے اور اسے اٹھاتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو، جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اس سے کلام کرتے ہوئے کہتی ہے تو مجھے محبوب تھا اور تو میری پیٹھ پر چلتا تھا اور اس وقت بھی تو مجھے بہت محبوب ہے اور جب کافر کو مرنے کے بعد اٹھا کر لے جاتے ہیں تو وہ کہتا ہے مجھے واپس لے چلو اور جب وہ قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اس سے کلام کرتے ہوئے کہتی ہے مجھے تجھ

سے بغض تھا اور تو میری پیٹھ پر تھا تو اس وقت بھی مجھے بہت برا لگ رہا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر ٹھہری تو رونے لگ گئے آپ سے کہا گیا کہ جنت اور دوزخ کا ذکر کرتے وقت تو آپ نہیں روتے لیکن یہاں آپ رو رہے ہیں فرمایا حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل قبر ہے، اگر اس سے نجات پالی تو بعد کی منزلیں آسان ہوں گی اور اگر اس سے نجات نہ پاسکے تو بعد کی منزلیں اس سے بھی سخت ہوں گی۔

عذاب قبر کے اسباب :

عبدالحمید بن محمود مغولی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس میں بیٹھا تھا کہ ایک قوم کے لوگ آئے اور کہا کہ ہم حج کے لئے نکلے تھے اور ہمارے ساتھ ایک ساتھی بھی تھا، ہم ایک پہاڑی خطے میں پہنچے جہاں پر ایک قبیلہ آباد تھا، ہمارا ساتھ وہیں فوت ہوگیا، ہم نے اس کی قبر کے لئے لحد کھودی تو دیکھا کہ ایک سیاہ سانپ نے پوری لحد کو بھر رکھا ہے ہم نے دوسری جگہ لحد کھودی وہاں بھی کالے ناگ نے قبر کو لپیٹ رکھا ہے، پھر ہم نے تیسری جگہ لحد کھودی وہاں بھی یہی کچھ دیکھا آخر کار ہم اس کو وہیں چھوڑ کر آپ کے پاس آگئے ہیں، ابن عباس نے فرمایا کہ اس کے افعال ہیں جو وہ کرتا تھا تم جاؤ اور اس کا کچھ حصہ دفن کردو قسم اللہ کی اگر تم ساری زمین بھی کھوڈالو تو بھی تم اس میں یہی کچھ پاؤ گے اور اس واقعہ سے اس کی قوم کو مطلع کردو، کہتے ہیں ہم نے لوٹ کر اس کے کچھ حصے کو دفن کردیا جب ہم حج سے لوٹے تو اس کے مال و اسباب سمیت اس کے گھر گئے اور اس کی بیوی سے ہم نے معلوم کیا کہ وہ کیا کرتا تھا؟ تو اس نے کہا وہ گندم کا تاجر تھا روزانہ حسب ضرورت گندم نکالتا اور پھر اتنا ہی اس میں مٹی اور بھوسی ملا دیتا تھا حضرت فقیہ سمر قندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ خیانت بھی عذاب قبر کا ایک سبب ہے اور اس میں زندہ لوگوں کے لئے عبرت ہے تا کہ وہ خیانت سے باز رہیں کہتے ہیں کہ روزانہ پانچ مرتبہ زمین پکارتی ہے اس کی پہلی صدا یہ ہوتی ہے اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر چلتا ہے مگر تیرا ٹھکانہ میرا پیٹ ہے۔ (۲) اے ابن آدم رنگ برنگے کھانے تو میری پیٹھ پر کھاتا ہے لیکن میرے پیٹ میں تجھے کیڑے کھائیں گے (۳) اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر ہنستا ہے مگر وہ وقت قریب ہے کہ تو میرے پیٹ میں روئے گا (۴) اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر خوش ہے مگر عنقریب تو میرے پیٹ میں غمزدہ ہوگا (۵) اے ابن آدم تو میری پیٹھ پر گناہ کرتا ہے مگر عنقریب تو میرے پیٹ میں عذاب میں مبتلا ہوگا۔

حضرت عمرو بن دینار سے مروی ہے کہ اہل مدینہ میں سے ایک شخص کی بہن مدینہ کے قریب رہتی تھی جب وہ بیمار ہوتی تو اس کا بھائی وہاں اس کی عیادت کے لئے گیا، پھر وہ مرگئی تو اس کی تجہیز و تکفین کے بعد جب وہ اپنے گھر لوٹا تو اسے یاد آیا کہ وہ رقم کی تھیلی قبر میں بھول آیا ہے اس نے اپنے ایک دوست کو معاونت کے لئے ساتھ لیا اور قبر کھودی تو تھیلی مل گئی، اس نے اپنے دوست سے کہا، تو ہٹ جا، میں ذرا قبر میں دیکھ لوں کہ میری بہن کس حال میں ہے جیسے ہی قبر سے مٹی وغیرہ ہٹائی تو وہاں آگ کے شعلے دیکھے، قبر کو بند کیا اور آکر اپنی والدہ سے کہا کہ میری بہن کیسے عمل کیا کرتی تھی؟ ماں نے کہا اب اپنی بہن کے متعلق سوال نہ کر کہ وہ فوت ہوچکی ہے۔ اس نے بتانے پر زور دیا تو کہا کہ تیری بہن نماز میں تاخیر کرتی تھی اور صحیح وضو کے ساتھ نماز پڑھتی تھی اور پڑوسی جب سو رہے ہوتے تھے تو ان کے دروازوں پر جاکر کان لگا کر ان کی سن گن لیتی تھی پھر وہ چغلی کیا کرتی تھی، یہی باتیں اس کے لئے عذاب قبر کا باعث بنیں جو شخص چاہتا ہے کہ اسے عذاب قبر سے نجات ملے تو اسے چاہیے کہ چغل خوری اور گناہوں سے احتراز کرے تاکہ اسے عذاب سے نجات ملے اور منکر نکیر کے سوالات میں اسے مشکل پیش نہ آئے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اللہ تعالیٰ مومنوں کو ان کی ثابت قدمی پر دنیاؤ آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے'' اور یہ ثابت قدمی مومن، مخلص اور اطاعت گزار شخص کو تین حالتوں میں میسر ہوگی۔ (۱) ملک الموت کو دیکھنے کے وقت (۲) منکر نکیر کے سوالوں کے وقت (۳) روز حشر محاسبے اور سوالات کے وقت۔ پھر ملک الموت کو دیکھنے کے بعد ثابت قدمی تین طریقوں پر ہوگی۔

(۱) کفر سے بچے، اس سے روح نکلتے وقت توحید پر ثابت قدمی کی توفیق نصیب ہوتی ہے (۲) فرشتے اس کو رحمت کی خوشخبری دیتے ہیں (۳) اس کو جنت میں اس کی جگہ دکھادی جاتی ہے۔ ایسے ہی قبر میں ثابت قدمی بھی تین طرح کی ہے (۱) اللہ تعالیٰ اسے اچھی تلقین فرماتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کی توفیق کیمطابق جواب دیتا ہے (۲) خوف، ہیبت اور دہشت اس سے اٹھالی جاتی ہے (۳) وہ جنت میں اپنے مکان کو دیکھتا ہے اور اس کی قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بن جاتی ہے۔ اور حساب کے وقت ثابت قدمی کی بھی تین صورتیں ہیں (۱) ان سے پوچھے گئے سوالات کے جوابات کی اسے تلقین کی جائے گی (۲) حساب اس پر سہل کیا جائے گا (۳) اس کی معمولی خطاؤں اور لغزشوں سے چشم پوشی کی جائے گی اور کہا گیا ہے کہ ثابت قدمی چار موقعوں پر کام آئے گی (۱) موت کے وقت (۲) قبر میں کہ وہ بلاخوف جواب دیگا (۳) حساب کے وقت (۴) پل صراط کے وقت کہ وہ بجلی کی سرعت سے گذر جائے گا۔

قبر میں سوالات کی کیفیت کیا ہوگی :

قبر میں کئے جانے والے سوالات کے متعلق پوچھا گیا کہ وہ کیسے ہوں گے فرمایا کہ اس میں علماء نے کلام فرمایا ہے اور اس سے متعلق روایات میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ سوال روح سے ہوگا جسم سے نہیں اور اس وقت روح اس کے جسم میں سینے تک داخل ہوگی، بعض کہتے ہیں کہ روح سے جسم

اور کفن کے درمیان ہوگی اس سلسلے میں جو آثار و مرویات ہیں وہ اہل علم کے نزدیک صحیح ہیں تاکہ انسان قبر میں سوال کا اقراری رہے اور اس کی حقیقت کی کھوج میں نہ لگے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ وہاں کے حالات بہتر جانتا ہے ہم قبر میں جائیں گے تو دیکھ لیں گے اور اگر منکر نکیر کے ایک سوال کا بھی انکار کیا گیا تو پھر اس کی دو جہیں ہوں گی یا تو وہ کہے گا یہ عقلی طور پر درست نہیں اور خلاف طبیعت ہے یا وہ کہے گا کہ یہ عقلی طور پر تو درست ہے لیکن اس کا ثبوت نہیں تو اس قول سے نبوت اور معجزے کا ابطال ہوتا ہے کیوں کہ رسول بظاہر آدمیوں جیسے تھے اگرچہ ان کا مزاج مختلف تھا، بے شک ملائکہ نے وہاں حاضری دی، ان پر وحی نازل ہوئی، موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر پھٹ گیا، ان کا عصا اژدہا بن گیا یہ سب اشیاء خلاف طبیعت ہیں لہٰذا ان کا منکر اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اگر کہا کہ جائز ہے لیکن ثابت نہیں تو ہم نے اپنی مرویات ذکر کر دی ہیں جو کہ سامع کے لئے کافی ہیں اور قرآن مجید میں اس کی شہادت موجود ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو میرے ذکر سے روگردانی کرتا ہے بے شک اس کا رزق تنگ کر دیا جائے گا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے" مفسرین کی ایک جماعت نے کہا کہ جینا تنگ کر دیں گے سے مراد قبر کا سوال ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت میں ان کے قول ثابت پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن قبر میں پہنچتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اس کو قبر میں بٹھاتے ہیں پھر سوال کرتے ہیں جب کہ وہ مردہ دفن کر کے لوٹنے والوں کی جوتیوں کی چرچراہٹ بھی سنتا ہے، دونوں فرشتے اس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے، تیرا نبی کون ہے تو وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور محمد ﷺ میرے نبی ہیں پھر وہ کہتے ہیں اللہ تجھے ثابت قدم رکھے، سو جا ٹھنڈی آنکھوں سے اور اللہ تعالیٰ اس کے فرمان کہ "اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا و آخرت میں ان کے قول ثابت پر ثابت قدم رکھے گا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو قول حق پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو قول حق کی توفیق نہیں دیتا اور جب کافر یا منافق اپنی قبر میں داخل ہوتا ہے تو فرشتے اس سے سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا، دونوں فرشتے کہیں گے تو نے جاننے کی کوشش ہی نہیں کی پھر وہ اس کو گرز سے ماریں گے جس کو زمین و آسمان کے درمیان انسانوں اور جنات کے علاوہ سب سنیں گے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا اس وقت تیری کیا حالت ہوگی عمر، جب تیرے پاس قبر میں دو فرشتے منکر نکیر آئیں گے جن کا رنگ سیاہ اور سبز آنکھیں ہوں گی ان کے دانت زمین کو کرید رہے ہوں گے، بال ان کے زمین پر لگ رہے ہوں گے، ان کی آواز بجلی کی کڑک جیسی ہوگی اور بجلی کی کوند جیسی ان کی آنکھیں، حضرت عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آج کے دن جیسی وہاں میرے پاس عقل ہوگی فرمایا ہاں تو حضرت عمر نے کہا پھر تو اللہ تعالیٰ کی اجازت سے میں ان کے لئے کافی ہوں گا۔
حضور ﷺ نے فرمایا کہ عمر کو توفیق عطا ہوگئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ مرے وقت انسان کی ایسی چیخ نکلتی ہے جسے سوائے انسان کے ہر جاندار سنتا ہے اور اگر انسان اس کو سن لے تو بیہوش ہو کر گر جائے، جب اس کو اس کی قبر کی طرف لے کر جاتے ہیں اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے مجھے جلدی لے چلو، اگر تمہیں علم ہوتا تاکہ میرے لئے آگے کیا بھلائی ہے تو تم مجھے بہت جلدی لے جاتے اور اگر وہ نیک نہ ہو تو کہتا ہے کہ مجھے لے جانے میں جلدی نہ کرو اگر تمہیں علم ہو جائے کہ میرے لئے آگے کا شر ہے تو تم مجھے لے جانے میں اتنی جلدی نہ کرتے اور جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے انتہائی کالی رنگت اور سبز آنکھوں والے اس کے سر کے نزدیک آتے ہین تو اس کی نماز کہتی ہے کہ میرے پہلو سے تم نہیں آسکتے، اس ٹھکانے سے ڈر کی وجہ سے اس نے کتنی راتیں جاگ کر گزار دیں، پھر وہ پاؤں کی طرف سے آنا چاہیں گے تو سامنے والدین سے کی گئی نیکی آجائے گی اور کہے گی میرے پہلو سے تم نہیں آؤ گے، کیونکہ اسی ٹھکانے سے ڈر کی وجہ سے یہ ہماری خدمت میں دوڑتا رہتا تھا۔ پھر وہ دائیں طرف سے آنا چاہیں گے تو اس کا صدقہ کہے گا کہ تم میرے پہلو سے نہیں آسکتے، کیوں کہ اسی جگہ سے بچنے کے لئے تو روزے کی بھوک پیاس اٹھائی تھی، پھر اسے جگایا جائے گا جیسے نیند والے کو جگاتے ہیں اور اس سے کہا جائے گا کیا تو نے اس ہستی کو دیکھا ہے کیا کچھ وہ فرمایا کرتے تھے وہ کہے گا کس کے متعلق کہتے ہو، کہا جائے گا محمد ﷺ کے متعلق تو وہ کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں پھر دونوں فرشتے اس سے کہیں گے کہ تو زندہ رہا تو مومن مرا تو مومن، پھر اس کی قبر کو کشادہ کر دیا جائے گا اور انعامات الٰہیہ کے خزانے اس کے لئے کھول دیئے جائیں گے ہم بھی اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی توفیق دے اور ہمیں گمراہ کن خواہشات سے بچا کر ہماری حفاظت فرمائے اور عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔

عذاب قبر سے محفوظ رہنے کے اسباب :

روایت کیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے قبر کے عذاب سے پناہ طلب کرتے تھے، حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ عذاب قبر سے متعلق مجھے کچھ معلوم نہ تھا۔ ایک دن مجھ سے یہودی عورت نے کوئی چیز مانگی میں نے دے دی تو اس نے کہا کہ تجھے اللہ تعالیٰ عذاب قبر سے بچائے، میرے خیال میں آیا کہ یہ بات بھی شاید یہودیوں کی خرافات کا حصہ ہے، جس وقت حضور ﷺ جلوہ افروز ہوئے تو میں نے بات بتائی آپ نے فرمایا کہ

عذاب قبر حق ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور نیک اعمال کر کے قبر کی تیاری کرے، اس لئے کہ دنیا میں یہ تیاری سہل ہے لیکن وہاں جا کر اس کو ایک نیکی کرنے کی اجازت بھی نہ ملے گی تب اسے حسرت وندامت ہوگی عقل مند پر لازم ہے کہ وہ مرنے والوں کے حالات پر فکر کرے کیوں کہ مرنے والے کی یہ آرزو ہوتی ہے کہ کاش اسے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے یا ایک مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی اجازت مل جائے یا ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی اجازت مل جائے مگر اس کو اجازت نہ ملیگی تب وہ زندہ لوگوں پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں کہ کس طرح یہ لوگ غفلت اور لہو ولعب میں اپنے دنوں کو برباد کر رہے ہیں میرے بھائی اپنے وقت کو برباد نہ کرو کیوں کہ یہ تمہارا راس المال ہے اور اس سے تم نفع حاصل کر سکتے ہو کیوں کہ مال آخرت آج سستا ہے اس لئے اس کو خوب جمع کر لو، پھر ایک دن یہی مال بہت ہی مہنگا اور قیمتی ہو جائے گا نیز آج کا جمع شدہ مال کل کام آئے گا ورنہ کل یہی مال ڈھونڈے سے بھی نا ملے گا، ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس محتاجی کے دن کے لئے مستعد رہنے کی توفیق بخشے اور ہمیں ان شرمندہ لوگوں میں شامل نہ کرے جو پھر دنیا میں آنے کی ایسی التجا کر رہے ہوں جو سنی نہ جائے، اللہ تعالیٰ ہمارے لئے اور تمام مسلم مرد وخواتین کے لئے موت کی سختیوں اور قبر کی ہولناکیوں کو آسان کرے "آمین یارب العالمین" بے شک وہ ارحم الراحمین ہے اور وہ ہمیں کافی ہے اور اچھا مددگار ہے ولاحول و لا قوة اِلا باللّٰہ العلی العظیم

باب قیامت کی ہولناکیاں اور وہاں کی فریادیں

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا کوئی دوست اپنے دوست کو بروز قیامت یاد رکھے گا؟ آپ نے فرمایا سوائے تین مواقع کے بقیہ ہر جگہ یاد رکھے گا، ایک تو میزان کے وقت، ہر کسی کو یہ خوف ہوگا کہ سیدھے ہاتھ سے ملتے ہیں یا الٹے ہاتھ سے سوم جب ایک گردن آگ سے نکلے گی اور سب کو گھیرے میں لیتے ہوئے کہے گی میں تین طرح کے لوگوں پر موکل کی گئی ہوں ان لوگوں پر جو دوسرے خداؤں کو پکارتے تھے اور ہر متکبر سرکش اور ہر اس شخص پر جو یوم حساب پر ایمان نہ رکھتا تھا۔ پھر ان کو اسی طرح گھیرے میں لے کر جہنم کی وادیوں میں ڈال دے گی اور جہنم پر بال سے باریک ایک پل ہے جو کہ تلوار سے تیز ہے جس پر لوہے کے کانٹے اور کنڈیاں ہیں اور لوگ اس کے اوپر سے گزریں گے کوندتی ہوئی بجلی کی طرح، تیز ہوا کی طرح، بچتے بچاتے ہوئے اور کچھ زخمی ہو کر منہ کے بل جہنم میں گر جائیں گے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دو نفخوں کے مابین چالیس سال کا وقفہ ہوگا پھر آسمان سے منی رجال کی مانند پانی نازل ہوگا تو لوگ یوں اُٹھیں گے جیسے زمین سے سبزی اُگتی ہے، حضرت ابو ہریرہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ زمین اور آسمانوں کی تخلیق سے فارغ ہوا تو پھر صور کو بنا کر حضرت اسرافیل کو دے دیا جس کو وہ منہ میں رکھ کر عرش الٰہی کی طرف دیکھتے ہوئے اس انتظار میں ہیں کہ کب اس کو پھونکنے کا حکم مل جائے۔

نفخۂ صور پر دنیا کی تباہی کی کیفیت :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے صور کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ نور کا سینگ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیسا ہے فرمایا کہ بہت لمبا چوڑا ہے قسم بخدا اس کے دائرے کی وسعت زمین آسمان جیسی ہے اس نفخہ میں تین مرتبہ پھونکا جائے گا اور بعض روایات میں دو مرتبہ پھونکا آیا ہے، ایک نفخہ ہلاک ہونے کا اور دوسرا زندہ ہو کر اٹھنے کا، حضرت کعب کی روایت میں دو نفخے ہیں اور حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں تین نفخ ہیں، ایک گھبراہٹ کا دوسرا بے ہوشی کا تیسرا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو پہلا صور پھونکنے کا حکم دے گا تو وہ اس میں پھونکیں گے تو زمین و آسمان کی مخلوق گھبرا جائے گی مگر جسے اللہ چاہے زمین ہلنے لگے گی اور دودھ پلانے والی دودھ پیتے بچے کو فراموش کر بیٹھے گی۔ اور حمل والیوں کے حمل وضع ہو جائیں گے اور تو لوگوں کو مدہوش دیکھے گا اور وہ مدہوش نہ ہوں گے لیکن عذاب الٰہی بہت سخت ہے، اور ابچے بوڑھے ہو جائیں گے اور شیاطین بھی خوفزدہ ہو کر اڑتے پھریں گے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے ''اے لوگو ڈرو اپنے رب سے بے شک قیامت کا جھٹکا بہت بڑی شے ہے'' پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم دے گا تو وہ موت کا صور پھونکیں گے پھر زمین و آسمان کی سب مخلوق مر جائے گی مگر جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اور صور میں پھونک ماری جائے گی تو زمین و آسمان کی تمام مخلوق مر جائیگی مگر جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا، اس استثناء سے ارواح شہداء مراد ہیں، بعض نے کہا کہ جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل مراد ہیں پھر اللہ تعالیٰ عزرائیل سے فرمائیں گے میری مخلوق سے باقی کون رہ گیا ہے اور وہ خود بھی جانتے ہوں گے وہ عرض کرے گا اے میرے رب تو ہی حی لاتموت ہے، جبرائیل، میکائیل، اسرافیل اور حاملین عرش اور میں بھی باقی ہوں، اللہ تعالیٰ عزرائیل کو حکم فرمائے گا کہ ان کی ارواح بھی قبض کرلے۔ اسی طرح کلبی اور مقاتل کی روایات میں مذکور ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل مر جائیں گے اور حاملین عرش بھی مر جائیں پھر عزرائیل سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری مخلوق میں سے کون باقی بچا ہے عرض کرے گا اے رب تو ہی حی لاتموت ہے اب تیرا یہ کمزور غلام عزرائیل ہی باقی ہے اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے عزرائیل کیا تو نے میرا یہ قول نہیں سنا کہ ''ہر روح نے موت کو چکھنا ہے'' اور تو بھی تو میری مخلوق میں سے ہے پس تو بھی مر جا تو وہ بھی مر جائے گا۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ عزرائیل کو حکم دیا جائے گا کہ وہ بھی اپنی روح قبض کرے تو وہ جنت و دوزخ کے درمیان ایک جگہ آ کر آ کر اپنے وجود سے اپنی روح کو کھینچے گا تو اس کی ایسی چیخیں نکلیں گی کہ اگر تمام مخلوق زندہ ہوتی تو وہ اس کی چیخ سے مر جاتی اور وہ کہے گا کہ اگر میں جانتا کہ روح کا قبض کرنا اتنا سخت ہے تو میں مومنوں کی روح قبض کرتے وقت نرمی کرتا پھر وہ مر جائے گا اور مخلوق میں سے کوئی بھی نہ بچے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ حقیر دنیا سے فرمائے گا کہاں ہیں وہ بادشاہ کہاں ہیں وہ بادشاہوں کے بیٹے اور خود کو جابر کہنے والے اور ان کے بیٹے کہاں ہیں اور کہاں ہیں وہ لوگ جو میری عطاؤں کو کھاتے تھے مگر عبادت دوسرے کی کرتے تھے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج کے دن بادشاہ کون ہے تو کوئی ایک بھی جواب نہ دے گا پھر اللہ تعالیٰ خود ہی جواب میں فرمائے گا ''اللہ الواحد القہار''

دوبارہ اٹھایا جانا اور حساب و کتاب کا منظر :

اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ چالیس دن تک پانی برسائے یہاں تک کہ وہ پانی بارہ ہاتھ جتنا ہر شے کے اوپر ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اسی پانی سے مخلوق کو اٹھائے گا جیسے سبزی اگتی ہے یہاں تک کہ ان کے اجسام مکمل ہوجائیں گے اور وہ پہلے جیسے ہوجائیں گے پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل اور حاملین عرش کو زندہ ہونے کا حکم فرمائے گا تو وہ زندہ ہوجائیں گے اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا تو وہ صور لے کر منہ سے لگالیں گے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل و میکائیل بھی زندہ ہوجائیں گے پھر اللہ تعالیٰ روحوں کو طلب کر کے صر میں جمع کردے گا اور اسرافیل حکم الٰہی سے دوبارہ زندہ ہونے کا صور پھونکیں گے اور ارواح شہد کی مکھیوں کی طرح نکل کر زمین وآسمان کے مابین پھیل جائیں گی اور اپنے اپنے جسموں میں داخل ہوجائیں گی اور زمین ان سے پھٹ جائے گی، حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں وہ پہلا فرد ہوں گا جس پر زمین کھل جائے گی "یعنی سب سے پہلے آپ اٹھیں گے" دوسری روایت میں ہے کہ جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل علیہ السلام حکم الٰہی سے زندہ ہوکر حضور علیہ السلام کی قبر انور پر آئیں گے ان کے پاس براق اور جنتی حلے ہوں گے تب قبر انور کھل جائے گی اور آپ جبرائیل سے مخاطب ہوکر فرمائیں گے کہ یہ دن کونسا ہے؟ وہ کہیں گے قیامت کا دن ہے یہ خوف اور کھڑکھڑاہٹ کا دن ہے آپ فرمائیں گے جبرائیل، میری امت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیسا معاملہ فرمایا تو وہ جواب میں عرض کریں گے آپ کو خوشخبری ہو آپ ہی وہ پہلے ہیں جن پر زمین کھولی گئی ہے پھر اسرافیل اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے تو سب کھڑے ہوکر دیکھنے لگیں گے پھر وہ قبر سے نکل کر جلدی جلدی اللہ تعالیٰ کی جانب چلیں گے، وہ اپنی قبروں سے ننگے بدن اور ننگے پاؤں نکلیں گے اور ایک ہی جگہ پر ستر سال تک رکے رہیں گے، نہ تو اللہ تعالیٰ ان کی طرف توجہ فرمائے گا اور نہ ہی ان کے لئے کوئی فیصلہ ہوگا اور وہ لوگ خون کے آنسو روئیں گے وہ پسینے سے شرابور ہوں گے، کسی کی ٹھوڑی تک ہوتا تو کسی کے منہ میں داخل ہورہا ہوگا پھر انہیں میدان حشر میں بلایا جائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "بلانے والے کی جانب تیز تیز جارہے ہوں گے" اور نگاہیں بھی ادھر ہی لگ رہی ہوں گی، جب کل مخلوق جن وانس جمع ہوجائیں گے تو اچانک آسمان کی کھڑکھڑاہٹ سنیں گے جس سے ان کی گھبراہٹ میں اضافہ ہوگا پھر آسمان پھٹ جائے گا اور ملائکہ آسمان سے ایسے اتریں گے جیسے دنیا میں کوئی ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑے ہوتے ہیں، تو لوگ ان سے کہیں گے کیا تمہارا حساب و کتاب کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے حوالے کردیا ہے؟ فرشتے کہیں گے نہیں بلکہ وہ تو ابھی آئے گا پھر دوسرے آسمان کے فرشتے نازل ہوں گے اور وہ پہلے والوں کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہوجائیں گے پھر تیسرے، چوتھے، پانچویں، چھٹے اور ساتویں آسمان سے بہت زیادہ تعداد میں فرشتے اتریں گے اور وہ دنیا والوں کو گھیر کر کھڑے ہوجائیں گے۔

فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضرت ضحاک سے مروی ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ پہلے آسمان کو حکم فرمائے گا تو وہ کھل جائے گا پس تمام فرشتے اور جو کچھ اس میں ہے وہ نیچے اتر کر پوری زمین ومافیہا کو گھیر لیں گے اسی طرح تمام آسمانوں کے فرشتے اتر کر صفیں بنالیں گے، زمین والے جدھر کا رخ کریں گے ادھر ہی سامنے ملائکہ کی سات صفیں پائیں گے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے "اے گروہ جن وانس اگر تم زمین وآسمان سے باہر نکل جانے کی طاقت رکھتے ہو تو نکل کر دکھاؤ، مگر بادشاہ کے حکم کے بغیر نہیں نکل سکتے" ایک اور ارشاد ہے۔ جس دن آسمانوں بادلوں سے کھل جائے گا اور اور فرشتے بھیجے جائیں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آنحضرت ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے گروہ انس وجن میں نے تو تمہیں نصیحت کی تھی اب یہ تمہارے اعمال صحیفوں میں ہیں اگر اس میں کوئی بھلائی پاؤ تو اللہ تعالیٰ جہنم کو حکم دے گا تو اس سے طویل، دراز اور سیاہ گردن باتیں کرتے ہوئے نکلے گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی پوجا نہ کرنا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور تم میری عبادت کرنا یہی صراط مستقیم ہے بے شک اس نے تم میں سے بہتوں کو گمراہ کیا تو کیا تمہیں عقل نہیں تھی، یہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، اپنے کفر کے سبب آج تم اس میں داخل ہو تو تمام اُمتیں گھٹنوں کے بل گر پڑیں گی جیسا کہ ارشاد باری میں اور آپ ہر امت کو دیکھنا کہ وہ گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے اور ہر امت اپنے نامۂ اعمال کی طرف بلائی جائے گی۔

بعد ازاں اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے درمیان اور وحشی جانوروں اور چوپایوں کے درمیان فیصلہ فرمائے گا یہاں تک کہ بغیر سینگ کی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلایا جائے گا پھر فرمائے گا کہ تم مٹی ہوجاؤ، اس وقت کافر کہے گا افسوس کہ میں بھی مٹی ہوجاتا پھر بندوں کے درمیان فیصلہ کیا جائے گا،

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن لوگ ایسے اٹھیں گے جیسا کہ ان کی والدہ نے ان کو ننگے بدن ننگے پاؤں جنا تھا حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا کہ کیا مرد اور عورتیں سبھی ایسے ہوں گے فرمایا ہاں۔ حضرت عائشہ نے کہا ہائے وہ تو ایک دوسرے کو دیکھیں گے تو آپ نے ان کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا ابن ابی قحافہ کی بیٹی۔ اس دن لوگوں کو ادھر اُدھر دیکھنے کی مہلت نہ ہوگی وہ تو چالیس سال تک بغیر کچھ کھائے پیئے آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائے کھڑے رہیں گے اور پسینے کچھ لوگوں کے پاؤں تک کچھ کے پنڈلیوں تک اور کچھ کے پیٹوں تک پہنچے ہوئے ہوں گے اور اتنا طویل عرصہ کھڑے رہنے کی وجہ سے کچھ کے منہ میں پسینہ لگام کی سی طرح ہوگا پھر ملائکہ حلقہ کی صورت میں عرش کے گرد کھڑے ہوں گے، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے منادی پکارے گا کہ کہاں ہے فلاں بیٹا فلانی کا تو لوگ اپنا سر اٹھائیں گے اس آواز کی جانب اور پکارا جانے والا نکلے گا اپنی جگہ سے پھر رب العالمین کے سامنے کھڑا ہوگا، پھر کہا جائے گا کہاں ہیں اصحاب مظالم۔ ایک ایک کر کے سب کو بلایا جائے گا اور اس کی

نیکیاں مظلوم کو دی جائیں گی۔ اس دن درہم و دینار نہ ہوں گے بس نیکیوں اور برائیوں کے ذریعے فیصلے ہوں گے مظلوم لوگ ان کی سب نیکیاں لے لیں گے تب ظالموں کی برائیاں ان پر ماردی جائیں گی جب اسکے پاس کوئی نیکی نہ رہے گی تو اس سے کہا جائے گا جاؤ تم جہنم کی طرف آج کوئی ظلم نہیں ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب فرمانے والا ہے اس دن مقرب فرشتے، نبی و رسول اور شہدا کوئی بھی حساب سے نہ بچے گا اور حساب و کتاب کی سختی کو دیکھ کر سب کا یہی کیال ہوگا کہ آج بغیر اللہ کی رحمت کے نجات ناممکن ہے، حضرت معاذ جبل سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک چار چیزیں نہ پوچھ لی جائیں گی اس وقت تک کوئی بھی اپنی جگہ سے قدم نہیں لا سکے گا۔ (۱) اس نے اپنی عمر کہاں صرف کی (۲) اپنے جسم کو کہاں جتلا رکھا (۳) اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا (۴) اپنے مال کو کیسے حاصل کیا اور کہاں کہاں خرچ کیا۔

روز حساب حضور علیہ السلام کی شفاعت :

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک والد اپنے بیٹے سے قیامت کے دن کہے گا کہ میں دنیا میں تیرا باپ تھا تو وہ اپنے باپ کی اچھی تعریف کرے گا باپ پھر کہے گا بیٹا مجھے تھوڑی سی تیری نیکیوں کی ضرورت ہے شاید کہ میری نجات ہو جائے تو اس کا بیٹا اس سے کہے گا کہ آج تو مجھے بھی ایسا ہی خوف ہے جیسا کہ آپ کو ہے اس لئے میں آپ کو کچھ دینے کی طاقت نہیں رکھتا پھر وہ اپنی بیوی سے اپنے تعلق کا اظہار کرتے ہوئے کہے گا کہ دنیا میں میں تیرا شوہر تھا تو وہ اس کی اچھی تعریف کرے گی تو وہ اس سے کہے گا کہ ایک نیکی مجھے دے دے شاید کہ میری نجات ہو جائے میری حالت تو تو دیکھ رہی ہے تو بیوی کہے گی میں طاقت نہیں رکھتی جب بات سے تو خوف زدہ ہے اس کا مجھے خوف ہے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''اگر کوئی بھاری بوجھ والا کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے پکارے گا تو کوئی بھی اس کا بوجھ نہ اٹھائے گا چاہے وہ کتنا ہی قریب کیوں نہ ہو'' یعنی جو شخص گناہوں کے بوجھ تلے ہے تو بوجھ اٹھانے میں کوئی اس کی مدد نہ کرے گا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ کافر کے منہ میں اس کا پسینہ لگام کی طرح ہوگا اس دن کی طوالت کے سبب یہاں تک کہ وہ کہے گا یارب مجھ پر رحم کر، اگر چہ مجھے جہنم میں بھیج دے ''لیکن یہاں سے نجات دے دے'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ہر نبی کے پاس ایک مقبول دعا تھی جو انہوں نے دنیا میں مانگ لی مگر میں نے اپنی وہ مقبول دعا قیامت کے دن کے لئے اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھی، خبردار میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں اور میں وہ پہلا ہوں جس پر زمین کھل جائے گی مگر مجھے اس پر فخر نہیں۔ اور قیامت کے دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا جس کے نیچے آدم و ابن آدم اور بشر کے علاوہ بھی ہوں گے مگر اس پر مجھے اس پر فخر نہیں پھر فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں شدید غم اور کرب ہوگا پھر وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے اے ابو البشر ہمارے لئے شفاعت فرمائیں اپنے رب کے حضور کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمائے وہ فرمائیں گے مجھ سے ایسا کہنا ناممکن ہے کیوں کہ میں تو اپنی خطاء کے باعث جنت سے نکالا گیا تھا آج تو مجھے اپنی فکر ہے لیکن تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اول مرسلین ہیں تو لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آ کر عرض کریں گے کہ آپ رب کے حضور ہماری سفارش کریں تو وہ بھی فرمائیں گے یہ ناممکن ہے کیونکہ میرے دعا پر ساری مخلوق غرق ہو گئی تھی مجھے تو آج اپنی فکر ہے لیکن تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ خلیل اللہ ہیں تو لوگ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے سفارش کریں کہ وہ ہمارا فیصلہ فرمادے تو وہ بھی فرمائیں گے ناممکن کیوں کہ تین باتیں مجھ سے ایسی ہوئی تھیں جو بظاہر اسلام سے مطابقت نہ رکھتی تھیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تین باتیں وہی ہیں جو انہوں نے دین الٰہی کی خاطر کہی تھیں، ان میں سے ایک تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں مذکور ہے کہ ''پس ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں میں دیکھا اور فرمایا میں بیمار ہوں'' اور دوسری ''بلکہ ان کے بڑے نے یہ سب کچھ کیا ہے'' اور تیسری ''اپنی بیوی کے لئے یہ کہنا کہ وہ میری بہن ہے'' اس لئے مجھے بھی آج اپنی فکر ہے۔ لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ کلیم اللہ ہیں تو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہیں گے آپ اللہ سے ہماری سفارش کریں وہ ہمارا فیصلہ فرمادے، آپ فرمائیں گے ناممکن، اس لئے کہ مجھ سے غیر ارادی طور پر ایک قتل ہو گیا تھا، اب تو مجھے اپنی فکر ہے لہٰذا تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو روح اللہ ہیں لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سفارش کے لئے حاضر کریں گے تو وہ بھی کہیں گے یہ ناممکن، اس لئے کہ لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو معبود بنایا تھا، اب تو مجھے بھی اپنی ہی فکر ہے۔ لیکن تم دیکھو اگر تم میں سے کسی کے پاس تھیلی میں کچھ پونجی ہو اور اس پر مہر لگی ہو تو کیا کوئی اس مہر کو توڑے بغیر اس پونجی تک پہنچ سکتا ہے؟ تو سب کہیں گے نہیں۔ تب وہ فرمائیں گے کہ بے شک محمد ﷺ پر نبوت ختم ہوئی اور آج وہ سب سے آگے ہیں اور تحقیق اللہ تعالیٰ انکے سبب سے ہمارے گناہوں کو بخش دے گا۔ لہٰذا تم وہاں جاؤ۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا، ہاں، میں یہ کام کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اجازت فرمادے گا کہ میں جسے چاہوں پسند کرلوں مگر حضور ﷺ دربار الٰہی سے منظوری تک انتظار فرمائیں گے۔

پھر جب اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کا فیصلہ فرمائے گا تو ایک منادی پکارے گا کہ محمد ﷺ اور آپ کی امت کہاں ہے، آپ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں سب

سے آخر اور قیامت کے دن حساب و کتاب کے وقت سب سے پہلے ہونگے پس میں اور میری امت کھڑے ہوں گے اور دوسری امتیں ہمارے لئے راستہ کشادہ کردیں گی ہم گزریں گے تو وضو سے ہماری پیشانیاں چمک رہی ہوں گی ہمارے لئے کہیں گے کہ یہ امت تو نبیوں جیسی لگ رہی ہے پھر میں جنت کے دروازے کی جانب بڑھوں گا اور اس کو کھلاؤں گا تو کہا جائے گا کون ہو، جواب میں کہوں گا میں محمد رسول اللہ ہوں تو میرے لئے دروازہ کھول دیا جائے گا۔ میں داخل ہوکر اپنے رب کے حضور سربسجود ہوکر ایسی حمد کرونگا کہ کسی نے نہ تو پہلے ایسی حمد کی ہوگی اور نہ بعد میں کوئی ایسی حمد کرے گا پھر کہا جائے گا کہ آپ اپنا سر اٹھائیں جو بھی کہو گے سنا جائے گا اور مانگو گے عطا کیا جائے گا آپ سفارش کریں قبول کی جائے گی تب میں اپنا سر اٹھا کر ہر شخص کے لئے سفارش کروں گا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوگا یعنی جو یقین کے ساتھ گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں۔

اهل ایمان هی جنت میں داخل هوں گے :

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں داخل ہوئے اور حضرت کعب احبار لوگوں سے باتیں کر رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اے کعب ہمیں خوف کی باتیں بتاؤ تو انہوں نے کہا قسم اللہ کی، فرشتے اپنے پیدائش کے دن سے ہی ایسے کھڑے ہیں کہ ان کی کمر نہیں جھکی اور دوسرے سجدے میں ہیں کہ سے نہیں اٹھایا یہاں تک کہ صور پھونکا جائے گا تو وہ سب کہیں گے اے اللہ ہم تیری تسبیح و تحمید کرتے ہیں مگر پھر بھی تیری عبادت کا حق ہم ادا نہ کر سکے، اپنے مالک کی قسم قیامت کے دن جہنم قریب کردی جائے گی جس میں دھاڑنے اور چنگھاڑنے کی آوازیں ہوں گی یہاں تک کہ جب حد درجہ نزدیک ہوگی تب وہ ایک ہولناک آواز نکالے گی تو تمام نبی اور شہید گھٹنوں کے بل جھک جائیں گے اور کہیں گے اے اللہ میں تجھ سے صرف اپنے لئے سوال کرتا ہوں، حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل و حضرت اسحٰق علیہم السلام کو بھول جائیں گے اور کہیں گے یا رب میں تیرا خلیل ابراہیم ہوں۔

اے عمر ابن خطاب اس دن اگر تیرے پاس ستر نبیوں کے اعمال بھی ہوں گے تب بھی تو یہی گمان کرے گا کہ نجات مشکل ہے، یہ سن کر لوگ رو رو کر نڈھال ہوگئے جب حضرت عمر نے یہ حال دیکھا تو فرمایا اے کعب ہمیں کوئی خوشخبری سناؤ، فرمایا کہ خوش ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی تین سو تیرہ شریعتیں ہیں اگر قیامت کے دن کوئی بندہ بھی ان میں سے کسی ایک کو اخلاص کے کلمہ کے ساتھ لے کر آئے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا، قسم بخدا اگر تم رحمت الٰہی کی کنہہ جان لو تو تم عمل میں سست ہو جاؤ گے اے میرے بھائی اس راز کے لئے ابھی سے مستعد ہو جاؤ نیک عمل کرو اور گناہوں سے بچو اس لئے کہ تیرا معین روز قیامت کے قیریب ہے ورنہ اپنی زندگی پر نادم ہوگا۔

اور جان لے جب تو مرے گا تو تیرے لئے قیامت قائم ہوگی جیسا کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا کہنا ہے کہ تم قیامت، قیامت تو کہتے ہو حالانکہ تم میں سے کسی ایک کی موت ہی اس کی قیامت ہے، علقمہ بن قلیس سے مذکور ہے کہ وہ کسی شخص کے جنازہ میں شریک تھے تو وہ قبر پر کھڑے ہوگئے جب اس کو دفن کردیا گیا تو فرمایا کہ اس بندے کے لئے تو قیامت قائم ہوگئی، یہ اس لئے فرمایا کہ انسان جب مرجاتا ہے تو وہ قیامت کے دن اپنے لئے امر کو مشاہدہ کرتا ہے کیوں کہ وہ جنت دوزخ اور ملائکہ کو دیکھتا ہے اور وہ عمل کی قدرت نہیں رکھتا، اس لئے کہ اب وہ قیامت کی منزل پر ہوتا ہے پس موت کے ساتھ ہی اس کے عمل پر مہر لگ جاتی ہے نیز روز حشر وہ اپنے اسی عمل پر اٹھے گا جس پر مَرا تھا خوشی ہے ان لوگوں کے لئے جن کا خاتمہ بالخیر ہوا، ابوبکر واسطی فرماتے ہیں کہ دولت تین طرح کی ہے، زندگی کی دولت، دولت بوقت موت اور قیامت کے دن کی دولت، زندگی کی دولت تو یہ ہے وہ اپنی زندگی اطاعت الٰہی میں گزار دے اور موت کے وقت کی دولت یہ ہے کہ توحید و رسالت کی گواہی دیتے ہوئے اس کی روح نکلے اور صحیح دولت خوشخبری والی قیامت کے دن کی ہے جب وہ قبر سے نکلے گا تو خوشخبری دینے والا اس کو جنت کی بشارت دے گا۔

قیامت کے دن مجرموں کی رسوائی :

یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے مذکور ہے انہوں نے اپنی مجلس میں یہ آیت پڑھی ''حشر کے دن متقیوں کو سوار کر کے رحمٰن کی طرف لا جائے گا اور مجرموں کو پیاسا اور پیدل جہنم کی طرف ہانکا جائے گا'' پھر فرمایا اے لوگو! حوصلہ، حوصلہ، کل قیامت کے دن ٹولیوں کی شکل میں تمہیں محشر کی طرف جمع کیا جائے گا، تم فوج در فوج آؤ گے مگر اکیلے اکیلے اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے کئے جاؤ گے اور تم سے تمہارے اعمال کے متعلق حرف حرف پوچھا جائے گا البتہ اولیائے کرام کو گروہ در گروہ اللہ تعالیٰ کے حضور لایا جائے گا اور گنہگاروں کو پا پیادہ ٹولیوں کی صورت میں جہنم میں ڈالا جائے گا، اور یہ سب اس دن ہوگا جب زمین ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائے گی اور تیرا رب اور صف بہ صف فرشتے آئیں گے اور اس دن جہنم کو سراپا تباہی بنا کر لایا جائے گا۔ میرے بھائیو تمہیں پچاس ہزار برس طویل دن کے لئے ہلاک درپیش ہے یعنی زلزلے کے دن کی، نزدیک آنے والے دن کی، روز قیامت کی، یوم حسرت کی، یوم ندامت کی ہلاکت کی یہ سخت دن وہ دن ہے جن تمام لوگ رب العالمین کے حضور کھڑے ہوں گے وہ پوچھ کچھ کا دن ہے وہ محاسبہ کا دن ہے وہ میزان کا دن ہے، وہ باز پرس کا دن ہے، وہ زلزلے اور چیخ کا دن ہے، وہ کھڑ کھڑانے کا دن ہے، وہ یوم نشور ہے، اس دن آدمی اپنے ہاتھوں سے کئے ہوئے

تمام اعمال دیکھ لے گا، وہ نفع ونقصان کا ایسا دن ہے کہ اس میں بہت سے چہرے سفید اور بہت سے سیاہ ہوں گے، اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آیگا، اس دن نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کوئی مطالبہ ادا کر سکے تا، اس سختی کے عام دن ظالموں کو ان کا کوئی عذر نفع نہ دے گا، ان کے لئے لعنت اور برا ٹھکانہ ہوگا، اس روز ہر شخص اپنی ہی سوچے گا، اس روز مائیں اپنے بیٹوں کو بھول جائیں گی اور حاملہ اپنا حمل ڈالدیں گی اور تو لوگوں کو نشے میں دیکھے گا مگر وہ نشہ میں نہ ہوں گے اور لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی بہت سخت ہے۔

مقاتل بن سلیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت کے دن لوگ سو برس تک ایسے کھڑے رہیں گے کہ پسینہ ان کے منہ میں لگام کی طرح ہوگا اور سو سال تک حیرت زدہ ظلمت میں کھڑے رہیں گے اور سو سال تک آپس میں گڈمڈ ہو کر اپنے رب کے حضور باہم جھگڑتے رہیں گے، کہا گیا ہے کہ قیامت کے ایک دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے مگر وہ خالص مؤمن کے لئے ایک گھڑی کی طرح گزر جائے گا، اے عقل مند اطاعت الٰہی میں دنیا کے مصائب پر صبر کرتا ہے کہ روز قیامت کی تکالیف تیرے لئے آسان ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ ہی اچھائی کی توفیق عطا فرمانے والا ہے۔

باب جہنم اور اصحاب جہنم کی حالت

فقیہہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں حضور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نار جہنم کو ایک ہزار سال تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی پھر اسے ایک ہزار سال تک جلایا گیا یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر ایک ہزار سال تک جلایا گیا، یہاں تک وہ تاریک ترین رات کی طرح سیاہ ہوگئی، یزید بن مرثد سے مروی ہے کہ ان کے آنسو کبھی نہ تھمتے تھے وہ ہمیشہ روتے رہتے تھے جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے یوں وعید ہوتی کہ اگر گناہ کیا تو ہمیشہ حمام میں محبوس رہے گا تب بھی حق یہ ہے کہ میرے آنسو نہ رکتے لیکن یہاں تو وعید ہی ایسی آگ میں محبوس رکھنے کی ہے جس کو صرف بھڑکانے کی مدت تین ہزار سال ہے، حضرت عبداللہ بن حبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ میں اونٹ کی گردن کی مثل سانپ ہیں جس کو ڈسیں گے تو وہ چالیس برس تک تکلیف میں مبتلا رہے گا، اور خچروں جیسے بچھو ہیں وہ بھی جس کو ڈسیں گے تو وہ چالیس برس تک اس کی تکلیفوں میں مبتلا رہے گا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے کہ تمہاری یہ دنیاوی آگ جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جہنمیوں میں کمترین عذاب والا وہ ہے جس کے پاؤں میں آگ کے جوتے ہوں گے، جس سے اسکا دماغ ہنڈیا کی طرح ابل رہا ہوگا، اس کی آنکھوں سے آگ برس رہی ہوگی، اس کی آنتیں پیٹ سے نکل کر اسکے قدموں میں پڑی ہوں گی وہ سمجھتا ہوگا کہ سب سے زیادہ عذاب میں میں مبتلا ہوں حالانکہ وہ اہل نار میں سے کمترین عذاب میں مبتلا ہوگا۔

اصحاب جہنم کی فریاد پر جواب ایزدی :

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے کہ دوزخی لوگ مالک نامی داروغہ جہنم کو پکاریں گے تو چالیس سال تک ان کو جواب نہیں لے گا پھر داروغ ان سے کہے گا کہ تم نے بس ہمیشہ ایسے ہی رہنا ہے پھر وہ اللہ تعالیٰ کو پکار کر کہیں گے "اے ہمارے پروردگار ہمیں نکال دے۔ اگر پھر ہم ایسا کریں تو بے شک ہم ظالموں میں ہونگے" تو انہیں پوری دنیا کی مدت کی دگنی مقدار تک جواب نہیں دیا جائے گا، پھر ان سے کہا جائے گا کہ "راندے ہوئے اس میں رہو اور تم بات نہ کرو" صحابی فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم پھر وہ قوم ایک جملہ تک نہیں بولے گی، پس بعد ازاں جہنم میں ان لوگوں کی چیخ وپکار ہوگی ان کی آوازیں گدھوں جیسی ہونگی جس کی اول کو زفیر اور آخر کو شہیق کہتے ہیں، پھر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قوم کیا تمہارے لئے اس سے کوئی پناہ ہے یا کیا تم اس پر صبر کر سکتے ہو، اے قوم کیا تمہارے لئے اس سے کوئی پناہ ہے یا کیا تم اس پر صبر کر سکتے ہو، اے قوم اطاعت الٰہی تم پر آسان ہے لہٰذا اس کی اطاعت کرو، کہا جاتا ہے کہ جہنمی ہزار سال تک چیختے رہیں گے مگر انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا، پھر وہ کہیں گے اگر ہم دنیا میں صبر کرتے تو چھٹکارا مل جاتا۔ تو وہ ایک ہزار سال تک صبر کریں گے لیکن ان کے عذاب میں کوئی کمی نہ ہوگی تب وہ کہیں گے "ہمارے لئے برابر ہے ہم فریاد کریں یا صبر کریں اب ہمارے لئے کوئی نجات نہیں ہے" پھر وہ اللہ تعالیٰ سے پیاس اور شدت عذاب کی وجہ سے ایک ہزار سال تک بارش کی دعا کرتے رہیں گے تا کہ حرارت اور پیاس میں کمی ہو جب وہ ایک ہزار برس تک الحاح وزاری کرتے رہیں گے تب اللہ تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام سے فرمائیں گے یہ کیا شے مانگتے ہیں جبرائیل عرض کرے گا اے اللہ تو جانتا ہے کہ یہ بارش کا سوال کر رہے ہیں پھر ایک سرخ بادل ظاہر ہوگا وہ گمان کرینگے کہ بارش برسے گی لیکن اس سے خچر کی مانند بچھو گریں گے اگر وہ ان میں سے ایک کو بھی ڈسے گا تو ایک ہزار سال تک اس کا درد نہ جائے گا پھر وہ بارگاہ الٰہی میں ایک ہزار سال تک بارش کی دعا مانگیں گے تو ایک سیاہ بادل نمودار ہوگا تو وہ کہیں گے یہ بارش والا بادل ہے لیکن ان پر اونٹ کی گردنوں جیسے سانپوں کی بارش ہوگی، اگر وہ رکاوٹ لے گا تو ایک ہزار سال تک اس کے درد میں افاقہ نہ ہوگا اور یہی معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کہ "ہم ایک عذاب پر دوسرے عذاب کو زیادہ کر دیں گے ان کے فساد کی بناء پر" یعنی اللہ تعالیٰ کا انکار اور معصیت کی وجہ سے اگر کوئی شخص عذاب الٰہی سے نجات چاہتا ہے اور اس کے ثواب کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ شدائد دنیا پر اطاعت الٰہی میں صبر کرے اور معصیت اور خواہشات دنیا سے اجتناب کرے کیونکہ جنت کو شدائد و مصائب نے اور جہنم کو خواہشات نے اپنے گھیرے میں لیا ہوا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے (ترجمہ) (۱) عقل مند کے لئے بڑھاپا ایک سبق ہے جب اس کے آثار چہروں پر ظاہر ہوتے ہیں تو وہ اسے بچپن جیسی باتوں سے منع کرتا ہے۔

(۲) میں دیکھتا ہوں آدمی اس وقت بھی عیش کی امید کرتا ہے جب کھیتی کا پودا سبزے کے بعد پیلا پڑ جاتا ہے۔

(۳) برے دوست کے میل ملاپ سے بچ اور اگر اس سے بچنے کی صورت نہ ہو تو پھر اپنے گھر میں رہ۔

(۴) سچے ساتھی کے نزدیک ہو اور اس کے ساتھ جھگڑنے سے ڈر، تب تو اسکی خالص دوستی پائیگا۔

(۵) کسی ایسے کریم النفس محترم کا پڑوس تلاش کر جس کی ہمسائیگی میں تجھے بلندی ملے۔

(۶) کسی نا اہل کے ساتھ بھلائی کرنے والا اس کا صلہ سمندر کی تہہ میں تلاش کرے۔

(۷) اللہ تعالیٰ کی جنت آسمانوں کی چوڑائی میں ہے مگر وہ مشکلات میں محفوظ ہے۔

جنت اور جہنم مصائب اور خواہشات کے حصار میں :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بلا کر جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا وہ نعمتیں دیکھو جو جنتیوں کے لئے ہیں، جبرئیل دیکھ کر لوٹے اور عرض کی تیری عزت کی قسم ہر سننے والا ضرور اس میں داخل ہوگا پھر مشکلات کا حصار کر کے فرمایا کہ اب دیکھو۔ جبرئیل نے واپس آکر عرض کیا تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب شاید ہی کوئی اس میں داخل ہو سکے؟ پھر اس کو جہنم کی جانب بھیجا کہ جہنمیوں کے لئے تیار کیے گئے عذاب کو دیکھے، تو لوٹ کر عرض کیا تیری عزت کی قسم کوئی بھی سننے والا اس میں داخل نہ ہوگا، پھر لذتوں اور خواہشات کا حصار کر کے فرمایا کہ اب دیکھو جا کر، تو واپس آکر جبرئیل نے عرض کی تیری عزت کی قسم مجھے ڈر ہے کہ اب تو کوئی بھی اس میں داخل ہوئے بغیر نہ رہے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جیسے چاہو تم دوزخ کا ذکر کرو لیکن جتنا تم بیان کرو گے وہ شے اس سے بھی زیادہ شدت والی ہوگی، میمون بن مہران کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی ''اور ان سب کے لئے جہنم کا وعدہ ہے'' تو حضرت سلیمان علیہ السلام سر پر ہاتھ رکھ کر نکلے اور بھاگ گئے اور تین دن تک کسی کو نہ ملے بڑی مشکل سے وہ لوٹے۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام خلاف معمول حضور ﷺ کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوئے کہ رنگ بدلا ہوا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا کہ رنگ کیوں بدلا ''اڑا'' ہوا ہے؟ عرض کیا یا محمد ﷺ میں آپ کی خدمت میں ایسے وقت حاضر ہوا ہوں کہ مجھے جہنم کی آگ دھونکنے کا حکم دیا گیا ہے، اور ایسے شخص کے لئے مناسب نہیں ہے جو جانتا ہے کہ جہنم، جہنم کی آگ، عذاب قبر برحق ہے اور عذاب الٰہی بڑا سخت ہے پھر جہنم سے محفوظ ہونے سے پہلے اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں، تو حضور ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل مجھے جہنم کا حال سناؤ، عرض کیا ہاں، اللہ تعالیٰ نے جہنم کو بنایا تو پھر اسے ایک ہزار سال تک بھڑکایا گیا یہاں تک کہ وہ سُرخ ہوگئی، پھر ہزار سال تک بھڑکائی گئی کہ وہ سفید ہوگئی، پھر ہزار سال تک وہ بھڑکائی گئی کہ وہ سیاہ ہوگئی، چنانچہ شدید تاریک ہے اس کے شعلے اور انگارے کبھی نہ بجھیں گے اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق پر مبعوث فرمایا اگر جہنم کو سُئی کے سوراخ جتنا بھی کھول دیا جائے تو تمام اہل دنیا جل جائیں گے اور قسم بخدا اگر جہنمیوں کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا بھی زمین و آسمان کے درمیان لٹکا دیا جائے تو سب کے سب اس کی بدبو اور حرارت سے ختم ہو جائیں گے اور اگر قرآن میں مذکور زنجیر میں سے ایک ہاتھ بھر ٹکڑا پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ پگھل جائے گا اور زنجیر ساتویں زمین تک پہنچ جائے گی، اگر مغرب میں ایک شخص کو عذاب دیا جائے تو اس کی شدت سے مشرق والے جل جائیں گے اس کی تپش بہت ہی زیادہ ہے اور وہ بہت ہی گہری ہے اس کے زیورات لوہے کے ہیں وہاں پینے کے لئے کھولتا پانی اور پیپ ہے لباس آگ کا ہے، اس کے سات دروازے ہیں، عورتوں اور مردوں کیلئے الگ الگ دروازے ہیں۔

جہنم کے دروازے اور دخول جہنم کا منظر :

حضور ﷺ نے فرمایا اے جبرائیل کیا جہنم کے دروازے ہمارے دروازوں کی مانند ہیں عرض کیا نہیں وہ کشادہ اور اوپر نیچے ہیں اور ستر برس کی مسافت پر ایک دوسرے سے دور ہیں، اور ہر دروازہ دوسرے سے ستر گنا زیادہ گرم ہے، دشمنانِ الٰہی کو جہنم کے دروازوں پر لایا جائے گا تو دوزخ کے داروغے طوق اور زنجیریں لے کر ان کا استقبال کریں گے پھر زنجیریں ان کے منہ میں ڈالی جائیں گی جو پیچھے نکل آئیں گی اور اس کے بائیں ہاتھ کو گردن سے باندھ دیا جائے گا اور دائیں ہاتھ کو الٹا کر کے پس پشت زنجیروں سے جکڑ دیا جائے گا اور ہر شخص کو اس کے شیطان کے ہمراہ زنجیروں سے باندھ کر منہ کے بل گھسیٹا جائے گا، ملائکہ لوہے کے گرز سے ان کو ماریں گے کوئی بھی اس غم و دکھ سے نکلنا چاہے تو پھر اسے اسی میں دھکیل دیا جائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جبرائیل ان دروازوں میں رہنے والے کون ہیں؟ عرض کیا سب سے نچلے دروازے میں منافق اور اصحاب مائدہ سے کفر کرنے والے اور آل فرعون ہیں، اس جگہ کا نام ہاویہ ہے دوسرے دروازے میں مشرکین ہیں اس جگہ کا نام جحیم ہے، تیسرے دروازے میں صابی ہیں اس کا نام سقر ہے، چوتھے دروازے میں شیطان اور اس کے متبعین اور مجوسی ہیں اس جگہ کا نام لظی ہے، پانچویں میں یہودی ہیں اس کا نام حطمہ ہے، چھٹے میں عیسائی ہیں اور اس کا نام السعیر ہے، پھر حضور ﷺ سے حیا کرتے ہوئے جبرئیل رک گئے تو آپ نے فرمایا کہ ساتویں دروازے والوں کے متعلق بھی بتادو، عرض کیا اس میں آپ کی امت میں سے گناہ کبیرہ والے ہوں گے جو بغیر توبہ کیے مرگئے، تو آپ یہ سن کر غش کھا کر گر گئے، جبرئیل علیہ السلام نے آپ کا سر اقدس اپنی گود میں رکھ لیا جب کچھ افاقہ ہوا تو فرمایا اے جبرئیل میرے لئے یہ بات عظیم مصیبت اور شدید غم کی ہے کہ میری امت میں سے کوئی شخص جہنم میں جائے، جبرئیل نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ کی امت کے اہل کبائر جہنم میں جائیں گے، پھر حضور ﷺ رونے لگے اور جبرئیل بھی رونے لگے، اور آپ اپنے حجرے شریف میں چلے گئے اور لوگوں سے کنارہ کشی فرمالی، صرف نماز کے لئے آتے اور پھر اندر چلے جاتے، دو دن یونہی تنہائی اور گریہ وزاری میں گزر گئے۔

تیسرے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کی اے رحمت کے گھر والو آپ پر سلامتی ہے، کیا رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کی کوئی سبیل ہے، لیکن کسی کے جواب نہ ملنے پر وہ کونے میں کھڑے ہو کر رونے لگے، اسی طرح فاروق اعظم رضی اللہ عنہ آئے پھر حضرت

سلمان فارسی آئے لیکن کسی کو بھی جواب نہ ملا تو وہ روتے ہوئے گرتے پڑتے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر حاضر ہوئے اور عرض کیا اے رسول اکرم ﷺ کی صاحبزادی آپ پر سلام ہو "اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر پر نہ تھے" پھر کہا اے لختِ جگرِ رسول، حضور ﷺ نے لوگوں سے تنہائی اختیار فرمالی ہے صرف نماز کے لئے تشریف لائے ہیں لیکن کسی سے نہ تو گفتگو فرماتے ہیں نہ کسی کو حاضری کی اجازت دیتے ہیں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا چادر اوڑھ کر در دولت پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہوئے کہتی ہیں یارسول اللہ میں فاطمہ ہوں، آپ اس وقت سجدے میں سر رکھے ہوئے تھے، سر مبارک اٹھا کر فرمایا اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک فاطمہ کیا بات ہے، تمہارے لئے تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے، فرمایا ان کے لئے دروازہ کھول دو، چنانچہ آپ اندر تشریف لے گئیں اور حضور ﷺ کو روتا دیکھ کر خوب بھی زاروقطار رونا شروع ہو گئیں وہ آپ کا رنگ پیلا پڑ گیا ہے، حالت دگرگوں ہے چہرہ انور سے رونے اور غم کے باعث گوشت ڈھلک چکا ہے، یارسول اللہ! کیا کوئی نیا حکم ملا ہے؟ فرمایا فاطمہ جبرئیل آئے تھے اور جہنم کے دروازوں کی تفصیل سناتے ہوئے بتایا کہ ساتویں دروازے میں میری امت کے کبیرہ گناہوں والے ہوں گے اسی بات پر میں رویا اور غم زدہ ہو گیا، عرض کیا یا سول اللہ وہ اس میں کس طرح داخل ہوں گے فرمایا ہاں فرشتے ان کو گھسیٹ کر لے جائیں گے جہنم میں، لیکن ان کے نہ چہرے سیاہ ہوں گے، نہ آنکھیں نیلی ہوں گی اور نہ ان کے مونہوں پر مہریں لگیں گی نہ ان کو شیطانوں کے ساتھ اکٹھا کیا جائے گا اور نہ ان کو زنجیروں سے باندھا جائیگا بی بی صاحبہ فرماتی ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ان لوگوں کو فرشتے کس طرح جہنم میں لے جائیں گے فرمایا مردوں کو داڑھیوں سے اور عورتوں کو چوٹی اور پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر، میری امت کے کتنے بوڑھے ہوں گے جن کی داڑھیوں کو پکڑا جائے گا اور جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ اپنے ضعف کی دہائی دیتے اور پکارتے رہ جائیں گے ارو کتنے نوجوان کو داڑھیوں سے پکڑ کر جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ اپنی نوعمری اور خوبصورتی کی دہائی دیتے رہ جائیں گے اور میری امت کی کتنی عورتیں ہوں گی جن کو پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ اپنی بے پردگی اور اہانت پر جلاتی رہیں گی، فرشتے ان لوگوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ یہ لوگ کون ہیں؟ ہمارے پاس ایسے بدنصیب تو کبھی نہیں آئے یہ کون ہیں جن کے چہرے سیاہ نہیں جن کی آنکھیں نیل گوں نہیں اور نہ ہی اس کے منہ پر مہر ہے اور نہ ان کو شیطانوں کے ہمراہ جکڑا گیا ہے نیز طوق بھی ان کی گردنوں میں نہیں ہے تو لے جانے والے فرشتے ان سے کہے گا اے بدبخت لوگو تم کون ہے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ جب فرشتے ان کو آگے لے جا رہے ہوں گے تو وہ پکاریں گے "واہ محمداہ" یعنی یارسول اللہ ہماری مدد فرمائیں، لیکن مالک فرشتے کو دیکھتے ہی اس کی ہیبت سے حضور علیہ السلام کا اسم مبارک بھول جائیں گے تو وہ ان سے کہیں گے کون ہو تم؟ تب جواب دیں گے ہم وہ ہیں جن پر قرآن نازل ہوا ہم وہ ہیں جو رمضان کے روزے رکھتے تھے، مالک فرشتہ کہے گا، قرآن تو امت محمدیہ پر نازل ہوا تھا پھر وہ آنحضرت کا اسم گرامی سنتے ہی کہیں گے ہم امت محمدیہ ہیں، مالک فرشتہ کہے گا کیا تمہیں معصیت الٰہی سے منع کرنے والی کوئی بات قرآن میں نظر نہیں آئی، جب وہ ان کو جہنم کے کنارے لے جا کر دروغوں کے حوالے کرے گا تو وہ کہیں گے مالک ذرا ہمیں اپنی حالت زار پر آنسو بہانے کی اجازت دے دے، اجازت ملے گی تو خوب روئیں گے یہاں تک کہ آنسوں کی جگہ خون بہے گا، پھر مالک کہے گا کاش کہ اس طرح تم دنیا میں روتے اور اسی طرح دنیا میں اللہ سے ڈرتے تو آج تمہیں آگ نہ مس کرتی، پھر مالک، دروغوں سے کہے گا انہیں پکڑ کر آگ میں پھینک دو، جب ان کو آگ کے حوالے کیا جائیگا تو سب پکاریں گے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں تو آگ واپس لوٹ جائے گی مالک کہے گا آگ ان کو پکڑ لے، مگر وہ کہے گی میں کلمہ پڑھنے والوں کو کیسے پکڑوں، مالک فرشتہ پھر کہے گا تو آگ پھر وہی جواب دے گی، مالک کہے گا ہاں رب العرش نے اسی کا حکم دیا ہے تب وہ ان میں سے کسی کو پیروں تک، کسی کو گھٹنوں تک، کسی کو پسلیوں تک، کسی کو گلے تک پکڑے گی، جب آگ چہرے کی طرف بڑھے گی تو مالک کہے گا ان کے چہروں کو نہ جلا، اس لئے کہ دنیا میں انہوں نے کبھی رحمٰن کے لئے سجدے کئے تھے اسی طرح ان کے دلوں کو نہ جلا کیوں کہ وہ رمضان میں پیاسے رہ چکے ہیں جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ جہنم میں رہیں گے اور یاارحم الرٰحمین یاحنان یامنان کہتے رہیں گے۔

اے جبریل امت محمدیہ کے عاصیوں کا کیا حال ہے :

جب اللہ تعالیٰ ان گنہگاروں کو جہنم سے نکالنے کا حکم فرمائیں گے کہ امت محمدیہ کے لوگوں نے کیا معصیت کی تھی، جبرئیل عرض کرے گا یا اللہ تو ہی بہتر جانتا ہے، حکم ہوگا، دیکھو وہاں ان کا کیا حال ہے، جبریل جا کر مالک کا رُخ کریں گے، مالک فرشتہ جہنم کے بیچ تخت پر فروکش ہوگا وہ جبریل کو دیکھتے ہی تعظیماً کھڑا ہو جائے گا اور آمد کا مقصد پوچھے گا تو جبریل کہے گا امت محمدیہ کے گنہگاروں کا کیا حال ہے مالک بتائے گا ان کا تو بہت ہی برا حال اور تنگ ٹھکانا ہے، ان کے جسموں پر گوشت کو آگ نے جلا دیا ہے صرف ان کے چہرے اور دل نور ایمان کی وجہ سے محفوظ ہیں، جبریل کہیں گے ذرا ڈھکنا اٹھاؤ میں بھی ان کو دیکھ لوں، جہنم کے خازن فرشتے مالک کے حکم سے ڈھکنا اٹھائیں گے تب وہ لوگ جبریل کے حسن صورت کو دیکھ کر یقین کر لیں گے کہ یہ عذاب کا فرشتہ نہیں ہے پھر وہ سوال کریں گے یہ اتنا حسین وجمیل اللہ کا کون بندہ ہے؟ مالک کہے گا یہ جبریل ہے یہ اللہ تعالیٰ کا وہ مکرم فرشتہ ہے جو محمد ﷺ پر وحی لایا کرتا تھا، حضور ﷺ کا نام سنتے ہی وہ جبریل سے کہیں گے کہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں ہمارا سلام عرض کرنا اور یہ کہ ہماری

معصیت نے ہمیں آپ سے الگ کر دیا ہے نیز ہماری ابتر حالت کا بھی ذکر کرنا، جبریل واپس بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ امت محمدیہ کا کیا حال ہے وہ عرض کرے گا یا اللہ بہت برے اور وہ ناگفتہ بہ حالت میں ہیں حکم ہوگا انہوں نے تجھ سے کیا کہا، جبریل عرض کریں گے انہوں نے مجھ سے اپنے نبی کی خدمت میں سلام اور اپنی بدحالی عرض کرنے کو کہا ہے ارشاد ہوگا جاؤ اور پہنچا دو، جبریل حاضر خدمت ہوں گے اور آنحضرت ﷺ سفید موتیوں کے خیمے میں جلوہ افروز ہوں گے جس کے چار ہزار دروازے.. مکمل سونے کے ہوں گے، جبریل عرض کریں گے یا محمد ﷺ میں آپ کی امت کے گنہگاروں سے آ رہا ہوں جنہیں جہنم میں عذاب دیا جا رہا ہے وہ آپ کی خدمت میں سلام عرض کر رہے تھے اور کہتے تھے کہ ان کا بہت برا حال ہے اور تنگ ٹھکانہ ہے، حضور علیہ السلام عرش کے نیچے حاضر ہو کر سر بسجود ہوں گے اللہ تعالیٰ کی بے مثال حمد و ثناء کریں گے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ سر اٹھائیں اور مانگیں عطا کیا جائیگا اور شفاعت کریں، قبول کی جائے گی، حضور ﷺ عرض کریں گے یا رب میری امت کے کچھ بد نصیب تیرے فیصلے کے مطابق عذاب میں مبتلا ہیں ان کے متعلق میری شفاعت قبول فرما، اللہ تعالیٰ فرمائے گا آپ کی سفارش قبول ہوئی، تشریف لے جائیں آگ کو بجھا کر ہر کلمہ گو کو وہاں سے نکال لایئے، آپ جائیں گے تو مالک فرشتہ دیکھتے ہی تعظیماً کھڑا ہو جائے گا آپ مالک سے فرمائیں گے میرے بدنصیب امتیوں کا کیا حال ہے وہ کہے گا ان کا حال برا ہے اور ٹھکانہ تنگ ہے آپ کے فرمان پر دوزخ کا دروازہ کھولا جائے گا تو جہنمی آپ کو دیکھتے ہی پکار کر عرض کریں تے یا محمد ﷺ آگ نے ہمارے جسموں اور جگر کو راکھ کر دیا ہے، آپ ہم سب کو یہاں سے نکالیں، وہ سب آگ سے جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے، آنحضرت ﷺ ان سب کو نکال کر جنت کے دروازے کے پاس ایک نہر پر لے جائیں گے جس کا نام حیوان ہے وہ اس میں نہا کر جوانوں کی طرح نکلیں گے آنکھیں ان کی سرگیں اور چہرے چاند کی مانند ہوں گے، ان کی پیشانیوں پر مرقوم ہوگا وہ جہنمی جن کو جہنم کی آگ سے رحمٰن نے آزاد فرمایا گیا ہے، پس وہ جنت میں داخل ہوں گے دیگر جہنمی مسلمانوں کو جہنم سے نکلتا دیکھ کر کہیں گے کاش کہ ہم بھی مسلمان ہوتے تو ہم بھی جہنم سے نکلتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "کفار یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہم بھی مسلمان ہوتے"

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ موت کو خاکی "بھورے" مینڈھے کی صورت میں لایا جائیگا پھر اہل جنت سے کہا جائے گا کیا تم موت کو جانتے ہو؟ اور وہ سب موت کی طرف دیکھیں گے اور اسے پہچان لیں گے اور جہنمیوں سے کہا جائے گا کیا تم موت کو جانتے ہو؟ وہ اس کو دیکھ کر پہچان لیں گے پھر وہ موت جنت و دوزخ کے مابین ذبح کر دی جائے گی، پھر کہا جائے گا اے اہل جنت اب ہمیشہ رہو، موت نہیں آئے گی اے اہل جہنم تم بھی اس میں ہمیشہ کے لئے ہو موت نہیں آئے گی، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اور ان کو ندامت و حسرت کے اس دن سے ڈرائیں جب فیصلے کا حکم ہوگا" حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ گنہگار کو اللہ کی کسی نعمت پر اترانا نہیں چاہیئے، کیوں کہ ایک کھوجی اس کے پیچھے لگا ہوا ہے اور وہ جہنم ہے کہ تھوڑی سی ٹھنڈی ہوتی ہے تو پھر اسے بھڑکایا جاتا ہے "اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے"

باب جنت اور اصحاب جنت کی حالت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جنت کس چیز سے بنائی گئی ہے فرمایا پانی سے ہم نے تفصیلی تعمیر کا عرض کیا تو فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی تو دوسری چاندی کی، جبکہ گارا مشک کا مٹی زعفران کی ہے اور اس کے سنگ ریزے موتیوں اور یاقوت کے ہیں جو اس میں داخل ہوگا وہ ہمیشہ نعمتوں میں ہوگا، اسے کوئی خوف نہ ہوگا، وہ دائمی رہے گا اسے موت نہ آئے گی نہ اس کے لباس پھٹیں گے نہ اس کی جوانی ڈھلے گی، پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی ایک عادل حکمران، دوسرا روزے دار کی افطار کے وقت تیسرے مظلوم ان کی دعا کو بادلوں سے اوپر اٹھایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دیکھ کر فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگر چہ دیر سے ہی سہی۔

جنت کی نعمتیں اور کیفیت :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت میں ایک اتنا بڑا درخت ہوگا کہ جس کے سایہ کو ایک سوار سو سال تک بھی عبور نہ کر سکے گا نیز جنت میں وہ نعمتیں ہوں گی جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے تصور میں آسکتی ہیں۔ یہ مضمون اس آیت سے پڑھو "انسان کی آنکھ کی ٹھنڈک جو ان کے لئے چھپائی گئی ہے اس کو کوئی نہیں جانتا" اور جنت کی بیکار جگہ دنیا ومافیہا کی رعنائیوں سے بہت ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جنت میں بقعہ نامی حور مشک عنبر، کافور اور زعفران کے اربعہ عناصر سے بنی ہوئی ہے اس کا خمیر نہر حیوان کے پانی سے تیار کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کے کن فرمانے سے وہ وجود میں آئی تمام حوریں اس کی عاشق ہیں اس کے ایک مرتبہ تھوکنے سے سمندر کا کڑوا پانی میٹھا ہو جائے اس کے سینے پر لکھا ہے جو شخص میرے جیسی حور کا خواہشمند ہے تو اسے چاہیے کہ میرے رب کی اطاعت کرے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں جنت کی زمین چاندی کی ہے اور اس کی مٹی مشک کی، جنتی پیڑوں کے تنے چاندی کی ہیں شاخیں موتی اور زبرجد کی ہیں پتے اور پھل نیچے ہوں گے چاہے کوئی کھڑا ہو کر کھائے یا بیٹھ کر یا لیٹ کر کھانا چاہے اسے پھل توڑنے میں کوئی تکلیف نہ ہوگی، پھر یہ آیت پڑھی "اس کے پھل نزدیک ہوں گے کھڑا اور بیٹھا ہوا بہ آسانی توڑے گا" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ پر کتاب اتاری، بیشک اہل جنت کا حسن وجمال اس طرح روز افزوں رہے گا جیسے وہ دنیا میں بڑھاپے کی جانب رواں دواں تھے، حضرت صہیب سے مروی ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں جب اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں داخل ہوں گے تو ایک منادی پکار کر کہے گا اے اہل جنت اللہ تعالیٰ آج تمہارے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرمانا چاہتا ہے، وہ کہیں گے کون سا وعدہ؟ کیا اس نے ہمارے میزان کو ثقیل نہیں فرمایا؟ ہمارے چہروں کو چمکدار نہیں فرمایا؟ اور جہنم سے نجات دے کر جنت میں داخل نہیں فرمایا؟ فرمایا پھر حجابات اٹھا دیئے جائیں گے اور وہ اپنے رب کا دیدار کریں گے، قسم بخدا جنتیوں کو دی جانے والی نعمتوں میں سے کوئی نعمت بھی دیدار الٰہی سے زیادہ ان کو پسند نہ ہوگی۔

یوم جمعہ کی ایک افضل ساعت :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام ایک چمکدار سفید شیشہ لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس میں ایک سیاہ نکتہ تھا حضور علیہ السلام نے فرمایا جبریل یہ چمکدار شیشہ کیسا ہے عرض کیا یہ شیشہ جمعہ کا دن ہے اور یہ سیاہ نکتہ جمعہ کے لئے کھڑے ہونے کی ساعت ہے یہ فضیلت آپ کو اور آپ کی امت کو عطا کی گئی ہے اور آپ سے پہلے والے لوگ یہود ونصاریٰ اس فضیلت میں آپ سے پیچھے ہیں جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے جس میں مؤمن کے ہر سوال کو پورا کیا جاتا ہے اور برائی سے پناہ مانگنے والے کو پناہ دی جاتی ہے ہمارے نزدیک اس دن کو یوم المزید کہا جاتا ہے آپ نے فرمایا یہ یوم المزید کیا ہے؟ عرض کیا کہ جنت میں اللہ تعالیٰ نے ایک وادی بنائی ہے جس میں مشک کا ایک چبوترہ ہے جمعہ کے دن اس پر نورانی منبر رکھے جاتے ہیں جن پر انبیائے کرام جلوہ افروز ہوتے ہیں کچھ میزیں سونے کی ہیں جن پر زبرجد اور یاقوت جڑے ہوئے ہیں ان پر صدیقین، شہداء اور صالحین فروکش ہوتے ہیں اور اہل آسمان بھی اتر کر ان کے پیچھے انہیں منبروں پر بیٹھ جاتے ہیں پھر سب مل کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ سے سوال کرو، وہ عرض کرتے ہیں ہم صرف تیری رضا کے طلب گار ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تم سے راضی ہوں اسی لئے تم میری جنت میں ہو اور تمہیں تکریم بخشی گئی ہے پھر انہیں دیدار الٰہی کی جھلک نصیب ہوتی ہے اس لئے اہل جنت کو یوم جمعہ سب سے زیادہ محبوب ہے جس میں ان کو زیادہ سے زیادہ اکرام عطا ہوتا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ میرے ولیوں کے لئے کچھ کھانے کو لاؤ، تو وہ مختلف رنگوں کے کھانے لائیں گے تو وہ ہر

دوسرے لقمے کی لذت پہلے سے زیادہ پائیں گے جب وہ کھانے سے فارغ ہوجائیں گے تو پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دیں گے کہ میرے بندوں کو کچھ پلاؤ تو وہ ایسے شربت پیش کریں گے جس میں وہ ہر دوسری سانس میں پہلی سے زیادہ لذت محسوس کریں گے جب وہ فارغ ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں تمہارے ساتھ کیا ہوا اپنا وعدہ میں نے پورا کردیا ہے اب تم سوال کرو میں عطا کروں گا، اہل جنت دو تین مرتبہ آپ کی رضا کا سوال کریں گے تو ارشاد ہوگا میں تم سے راضی ہوں اور آج میں تمہیں اس سے بھی زیادہ عظمت و تکریم سے نوازوں گا تب حجابات اٹھادیئے جائیں گے اور وہ دیدار الٰہی سے مستفیض ہوتے ہی سجدے میں گر جائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ سجدے میں رہیں گے پھر ان سے کہا جائے گا اپنے سر اٹھاؤ یہ مقام عبادت نہیں ہے پس وہ جنت کی ہر نعمت کو بھول جائیں گے، جمال الٰہی کی ایک تجلی ان کو تمام نعمتوں سے زیادہ محبوب ہوگی، پھر وہ واپس ہوں گے تو عرش کے نیچے ہوا مشک کی لپٹیں ان کے سروں اور ان کے گھوڑوں کی پیشانیوں پر بکھیر دے گی، جب وہ اپنے اہل و عیال میں آئیں گے تو ان کے حسن و جمال میں اضافہ دیکھ کر ان کی بیویاں ان سے کہیں گی پہلے سے زیادہ خوبصورت ہوکر آئے ہے، فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حجاب اٹھانے سے مراد یہ ہے کہ وہ پردہ جو آنکھوں پر ہوتا ہے اور وہ اس وجہ سے غیر مرئی چیزوں کا مشاہدہ نہیں کرسکتا مگر اس روز وہ حجابات دور کردیئے جاتے ہیں اور بعض نے کہا کہ اس دن وہ اللہ تعالیٰ کے انعامات و کرامات کو دیکھیں گے اکثر اہل علم اس کے ظاہری معنی مراد لیتے ہیں، یعنی وہ بلا کیف و تشبیہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے جیسے کہ بلا تشبیہ دنیا میں جانتے تھے۔

اہل جنت و دیگر جنتی اشیاء کی کیفیت :

حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ جنتی مرد اور عورتوں کی عمر 33 برس کی ہوگی اور قد و قامت جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ ہوگی، جوان اور بے ریش ہوں گے آنکھیں غالی ہوں گی، ان کے جسم پر ستر لباس ہوں گے ہر لباس ہر ساعت ستر رنگ بدلے گا، وہ اپنا چہرا اپنی بیوی کے آئینہ جیسے جسم میں دیکھ لے گا اسی طرح بیویاں اپنے مردوں کے جسم میں اپنا چہرا دیکھ لیں گی، نہ وہ تھوکیں گے اور نہ بلغم پھینکیں گے، اہل جنت ہر کراہیت سے پاک ہوں گے دوسری حدیث میں آتا ہے کہ اگر جنت کی عورت اپنا روشن ہاتھ آسمان کے نیچے کردے تو زمین و آسمان کے مابین ہر شے روشن ہوجائے حضرت زید بن ارقم فرماتے ہیں اہل کتاب کے ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا اے ابوالقاسم کیا آپ کو یقین ہے کہ اہل جنت کھائیں گے اور پئیں گے فرمایا ہاں مجھے اپنے خالق کی قسم جنت کے ایک ایک فرد کو دنیا کے سو سو افراد کے کھانے پینے اور مجامعت کی قوت ملے گی اس نے کہا وہ کھائیں پئیں گے تو ان کو رفع حاجت کی ضرورت جیسا خوشبودار پسینہ آئے گا اور بس حضرت معتب بن سمی آیت طُوبٰی لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰب کے تحت فرماتے ہیں طوبیٰ ایک جنتی درخت ہے جو جنت کے ہر گھر پر سایہ فگن ہے اور اس کی ایک شاخ پر مختلف رنگوں کے پھل ہونگے ان پر بختی اونٹ جیسے پرندے بیٹھے ہوں گے جب وہ کسی ایک پرندے کی خواہش کر کے بلائے گا تو وہ خود اس کے دسترخوان پر آجائیگا وہ شخص اپنی طلب کے مطابق کا کچھ حصہ کھائے گا تو وہ پھر پرندہ بن کر چلا جائے گا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت میں داخل ہونے والا میری امت کا پہلا گروہ چودھویں کے چاند کی طرح ہوگا پھر آسمان کے چمکدار ستاروں کی مانند درجہ بدرجہ ہوں گے، انہیں بول، براز، تھوک اور بلغم نہیں آئے گا ان کی کنگھیاں سانے کی اور انگوٹھیاں عود کی ہوں گی، پسینے کے مشک جیسے خوشبودار ہوں گے، اخلاق سب کے یکساں ہوں گے۔ ان کے قد آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ ہوں گے۔

ایک انگلی میں دس انگوٹھیاں :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا بے شک اہل جنت نوجوان اور بے ریش ہوں گے سوائے سر، ابرو اور پلکوں کے کہیں ان کے بال نہیں ہوں گے آدم علیہ السلام کی طرح ساٹھ ہاتھ طویل القامت ہوں گے، عیسیٰ علیہ السلام کی طرح 33 برس کی عمر کے ہوں گے، گورا رنگ اور سبز لباس والے ہوں گے ان مین سے ایک اپنے سامنے مائدہ "دسترخوان" رکھے گا جس میں ایک پرندہ ہوگا وہ کہے گا یا ولی اللہ میں نے چشمہ سلسبیل سے پانی پیا ہے عرش کے نیچے جنت کے باغ سے انواع و اقسام کے پھل کھائے ہیں جنتی اسے کھائے گا اس کا ایک حصہ پکے ہوئے گوشت کا ذائقہ دے گا تو دوسرا حصہ بُھنے ہوئے گوشت کا، چنانچہ وہ حسب خواہش اس سے کھائے گا نیز جنتی ولی اللہ نے ستر لباس پہن رکھے ہونگے ہر لباس الگ رنگ کا ہوگا، اس کی ایک ایک انگلی میں دس دس انگوٹھیاں ہوں گی ایک انگوٹھی پر لکھا ہوگا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ دوسری پر لکھا ہوگا اُدْخُلُوْهَا بِسَلَامٍ اٰمِنِيْن تیسری پر لکھا ہوگا تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ چوتھی پر لکھا ہوگا رُفِعَتْ عَلَيْكُمُ الْاَحْزَانُ وَالْهُمُوْمُ پانچویں پر لکھا ہوگا اَلْبَسْنَاكُمُ الْحُلَلَ چھٹی پر لکھا ہوگا زَوَّجْنَاكُمُ الْحُوْرُ الْعِيْن ساتویں پر لکھا ہوگا لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِي الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَ اَنْتُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ آٹھویں پر لکھا ہوا رَافَقْتُمُ

النَّبِيِّنَ وَالصِّدِّيقِين نویں پر لکھا ہوگا صِرْتُمْ شَبَاباً لَا تَهْرُمُون دسویں پر لکھا ہوگا سَكَنتُم فِي جِوَارِ مَنْ لَا يُؤءِ ذِي الْجِيرَان

پانچ باتوں کی پابندی :

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ اسے جنتیوں والے انعامات میسر ہوجائیں تو اسے چاہیے کہ وہ پانچ چیزوں کی پابندی کرے اوّل یہ کہ اپنے آپ کو تمام گناہوں سے روک کر رکھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''جس نے اپنے نفس کو خواہشات سے روکے رکھا تو اس کا ٹھکانہ جنت میں ہوگا'' دوم یہ کہ دنیاوی مشکلات پر راضی بہ رضا رہے جیسا کہ حدیث نبوی میں ہے کہ ترک دنیا کی قیمت جنت ہے سوم یہ کہ طاعات و مغفرت دخول جنت کا سبب ہوگی جیسا کہ فرمان الٰہی ہے کہ ''یہی وہ جنت ہے جس کے بہ سبب اعمال کے تم مالک ہو، دوسری آیت میں ہے کہ یہ ان کے اعمال کی جزاء ہے اور جو کچھ ملے گا وہ طاعت میں جہد مسلسل سے ہی ملے گا چہارم یہ کہ صالحین اور اچھے لوگوں سے محبت رکھے اور ان کی مجلسوں میں بیٹھے کیونکہ ان میں سے جو بھی مغفور ہوگا وہ دوسروں کے لئے سفارش کرے گا جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی بنانے میں کثرت کرو کیوں کہ ہر بھائی روز قیامت اپنے بھائی کی سفارش کرے گا پنجم یہ کہ دعا کثرت سے کرو اور اللہ تعالیٰ سے جنت و خاتمہ بالخیر کا سوال کرو، بعض حکماء فرماتے ہیں کہ ثواب پر یقین رکھتے ہوئے دنیا کی طرف انعطاف جہالت ہے، جنت میں راحت ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں نیز جنت میں غنی وہ ہوگا جس نے دنیا میں بقدر ضرورت پر اکتفا کیا ہے۔

بعض زاہدوں سے مذکور ہے کہ وہ صرف سبزی اور نمک کھاتے تھے کسی نے ان سے کہا کیا آپ اسی پر اکتفار کرتے ہیں؟ فرمایا کہ میں اپنی دنیا جنت کے لئے کر رہا ہوں اور تو اپنی دنیا بیت الخلاء کے لئے بنا رہا ہے یعنی تو لذیذ کھانے کھا کر بیت الخلاء تک پہنچتا ہے اور میں عبادت الٰہی کے لئے قوت کے حصول کی خاطر کھاتا ہوں تاکہ جنت میں پہنچ سکوں، حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ الرحمۃ حمام میں جانے لگے تو حمام والے نے یہ کہہ کر روک گیا کہ بغیر پیسوں کے نہیں داخل ہو سکتے تو آپ نے روتے ہوئے عرض کیا یا اللہ مجھے شیاطین اور فساق جگہوں میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تو پھر انبیاء کرام اور صدیقین کی جگہوں یعنی جنت میں کس طرح داخل ہوسکوں گا، ذکر کیا گیا ہے کہ بعض نبیوں پر نازل ہونے والی وحی الٰہی میں ہے کہ اے اولاد آدم تو بہت مہنگی قیمت میں جہنم کو خریدتا ہے لیکن سستی قیمت میں جنت کو نہیں خریدتا۔ ابو حازم فرماتے ہیں کہ اگر یہ فیصلہ ہوجائے کہ دنیا کی لذتوں کو چھوڑنے والا ہی جنت میں داخل ہوگا تو یہ بہت ہی آسان شرط ہے یونہی اگر یہ طے ہاجائے کہ دنیا کی مشقتوں کے سہنے والا ہی جہنم سے نجات پائے گا تو یہ بھی سہل ہے۔ یہ کیا ہے؟ کہ اگر تو اپنی پسندیدہ چیزوں کا ہزارواں حصہ بھی چھوڑ دے تو بھی جنت میں تو داخل ہوجائے گا اور اگر ناپسندیدہ مصائب کا ہزارواں حصہ بھی گوارا کرلے تو جہنم سے آزاد ہوجائے گا۔ یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا کہ ترک دنیا مشکل ہے تو ترک جنت اس سے بھی مشکل ہے نیز ترک دنیا ہی جنت کا حق المہر ہے، حضرت انس بن مالک سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے دخول جنت کا سوال کرتا ہے تو جنت کہتی ہے اے اللہ اس کو جنت میں داخل کردے اور جو شخص تین مرتبہ اللہ تعالیٰ سے جہنم کی پناہ مانگتا ہے تو جہنم کہتی ہے یا اللہ اسکو مجھ سے بچالے، پس ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں جہنم سے بچا کر جنت نصیب فرمائے اور اگر جنت میں بھائیوں سے ملاقات کے علاوہ کچھ نہ ہوتا تو بھی یہ اچھی جگہ ہے کیوں کہ وہاں تو اقسام وانواع کے انعامات واکرام ہیں، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جنت میں بازار تو ہیں لیکن وہاں خرید و فروخت نہ ہوگی وہاں لوگ حلقے کی صورت میں جمع ہوکر باتیں کرینگے کہ دنیا کیسی تھی اور وہاں اللہ کی عبادت میں کیا کیفیت تھی اہل دنیا کے فقراء اور اغنیاء کیسے تھے، موت کی کیفیت کیا تھی، پھر کیسے طویل مشکلات کے بعد جنت میں دخول نصیب ہوا۔

جنت میں داخل ہونے والا آخری شخص :

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پل صراط پر تمام لوگ جمع ہوکر جہنم کے ارد گرد کھڑے ہوں گے اور اپنے اعمال کی مناسبت سے وہ پل صراط سے گزریں گے، کچھ بجلی کی طرح، کچھ ہوا کی طرح، کچھ پرندوں کی طرح، کچھ تیز رفتار گھوڑے کی طرح، کچھ اونٹ کی طرح اور کچھ دوڑنے والے آدمی کی طرح گزرینگے، یہاں تک کہ سب سے آخری آدمی دونوں پاؤں کے انگوٹھوں کے برابر تنگ جگہ سے گزرے گا پھر اس وقت پل صراط ٹیڑھا بھی ہوگا اور پھسلنے کرنے والا اور تلوار کی طرح تیز ہوگا۔ قتاد (کیکر) جیسے کانٹے دار ہوگا اور ملائکہ اس کے دونوں کناروں پر آگ کی کونڈیاں لئے موجود ہوں گے جس سے وہ لوگوں کو کھینچیں گے کچھ تو بچ کر گزر جائیں گے کچھ زخمی ہوکر جہنم میں گر جائیں گے کچھ زخمی ہوکر نکل جائیں گے اور ملائکہ سلامتی سلامتی پکارتے ہوں گے پھر سب سے آخر میں پل صراط سے گزر جنت میں جانے والا جب پل صراط گزرے گا تو اس کے لئے جنت کا دروازہ کھول دیا جائے گا تو وہ جنت میں اپنے لئے نعمتوں کو نہ دیکھ کر وہیں بیٹھ جائے گا اور عرض کرے گا یارب مجھے یہیں بیٹھنے کی اجازت عطا فرمادے، جواب ملے گا اگر ہم تجھے یہاں رہنے کی اجازت دے دیں لیکن تو پھر سوال کرے گا وہ کہے گا تیری عزت کی قسم پھر سوال نہیں کروں گا تو اسے وہاں رہنے کی اجازت مل جائے

گی پھر اسے جنت کی منزلیں دکھائی دیں گی تو وہ اپنی جگہ کو حقیر سمجھتے ہوئے عرض کرے گا یا اللہ مجھے وہاں ٹھکانہ دیدے ارشاد ہوگا کیا وہاں پہنچ کر تو دوبارہ سوال نہیں کرے گا وہ کہے گا تیری عزت کی قسم بالکل نہیں، تو اسے اس مقام پر پہنچا دیا جائے گا پھر اسے جنت کی بہار نظر آئے گی تو وہ اپنے مقام کو حقیر سمجھتے ہوئے عرض کرے گا یا اللہ مجھے وہاں پہنچا دے۔ پھر وہاں پہنچا دیا جائیگا پھر وہ ایسی جنتی نعمتیں مزید دیکھے گا مگر سوال نہیں کرے گا تو اس سے کہا جائے گا اب سوال کیوں نہیں کرتا؟ عرض کرے گا بہت سوال کر لئے اب تو مانگتے ہوئے حیا آتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ ہم نے تجھے جنت میں پوری دنیا کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ اور یہ بھی اور وہ بھی عطا فرما دیا ہے یہ شخص تمام اہل جنت میں سب سے کمتر درجہ کا ہوگا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ یہ بات سناتے تھے تو تبسم فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ کے دندانِ مبارک کھل جاتے، ایک حدیث میں ہے کہ دنیا کی عورتوں کو جنت میں ان کے اعمال کی وجہ سے حورِ عین پر فضیلت حاصل ہوگی، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے عورتوں کو کنواریاں، باکرہ اور ہم عمر بنایا ہے یہ سب باتیں اصحاب الیمین کے لئے ہیں۔

باب رحمت الٰہی کی آس و امید

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کو سو حصے بنائے اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھے جبکہ ایک حصہ دنیا کے لئے نازل فرمایا، مخلوق میں باہمی جذبہ ترحم یہاں تک کہ گھوڑی اپنے بچے پر سے پاؤں اٹھا لیتی ہے کہ اسے تکلیف نہ پہنچے یہ سب اسی ایک حصہ کی وجہ سے ہے، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی سو رحمتوں میں سے صرف ایک رحمت کا دنیا پر نزول ہوا ہے جو کہ قیامت تک کے لئے بہت ہے اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس رحمت کے لے کر بقیہ ننانوے رحمتوں میں ضم فرما دیگا اور یہ سو رحمتیں اپنے اولیا و مطیع حضرات کے لئے مکمل فرما دیگا۔ فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مؤمنین کے لئے رحمت کو اس لئے بیان فرمایا ہے تا کہ وہ عطائے رحمت پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کریں اور نیک عمل کریں اس لئے اس کی رحمت کی امیدواری کے لئے عمل میں مجاہدہ لازمی ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے کہ ''بے شک رحمت الٰہی نیک عمل کرنے والوں کے قریب ہے'' پھر دوسرا ارشاد الٰہی ہے کہ ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی امید رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ عمل صالح کرے'' تیسرا ارشاد ہے ''میرے رحمت ہر شئے کو گھیرے ہوئے ہے''۔

ابلیس کی مایوسی :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ میری رحمت ہر شئے کو گھیرے ہوئے تو ابلیس علیہ اللعنت نے اکڑتے ہوئے کہا میں بھی تو ایک شے ہوں اس لئے مجھے بھی اس کی رحمت نصیب ہوگی اسی طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے بھی فخر کیا لیکن جب یہ نازل ہوا کہ ''میں تو اس رحمت کو متقین اور زکوٰۃ دینے والوں اور اپنی آیات پر ایمان لانے والوں کے نام لکھوں گا'' تو ابلیس مایوس ہوگیا یہود و نصاریٰ کہنے لگے کہ ہم شرک سے بچتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور اس کی آیات پر ایمان لاتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا کہ ''وہ لوگ جو میرے رسول نبی امی کی پیروی کرتے ہیں'' تو یہود و نصاریٰ بھی مایوس ہوگئے، تو رحمت خاص مؤمنین کے لئے باقی رہ گئی پس ہر مؤمن پر واجب ہے کہ وہ ایمان جیسی دولت کے نصیب ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے اور اپنے رب سے گناہوں سے درگزر کا سوال کرے، حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کہتے تھے یا اللہ تو نے ہماری طرف رحمت کو نازل فرمایا اور اسلام کے ذریعہ ہمیں مکرم بنایا پس جب تو ہم پر ہر سُو رحمتیں نازل فرمائے گا تو پھر کیسے ہم تیری رحمت کی امید نہ رکھیں انہی سے مذکور ہے وہ کہتے تھے یا اللہ اگر تیرا ثواب اطاعت گزاروں کے لئے ہے اور تیری رحمت عاصیوں کے لئے ہے تو میں اگرچہ فرمانبردار تو نہیں ہوں لیکن میں اطاعت گذار نہیں پھر بھی تیرے ثواب کی امید رکھتا ہوں میں گنہگار ہوں پھر بھی تیری رحمت کا امیدوار ہوں مزید کہتے تھے یا اللہ تو نے جنت کو بنایا اور اپنے اولیاء کرام کے لئے ولیہ ''دعوت'' قرار دیا اور کفار کو اس سے مایوس رکھا اور تو نے ملائکہ کو پیدا فرمایا جنہیں اس کی حاجت نہیں اور تیری ذات اس سے مستغنی ہے پس اگر یہ جنت عطا نہ کی گئی تو پھر کن لوگوں کو ملے گی۔

خوف الٰہی سے مغفرت :

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ایک ایسا شخص جنت میں داخل ہوگا جس کا کوئی نیک عمل نہ ہوگا، اس نے مرتے وقت اپنے گھر والوں سے کہا ہوگا کہ جب مجھے موت آئے تو مجھے آگ میں جلا کر میری آدھی راکھ ہوا میں اڑا دینا اور آدھی سمندر میں بہا دینا جب وہ مر گیا تو اس کے گھر والوں نے ویسا ہی کیا پھر اللہ تعالیٰ نے سمندر اور خشکی کو حکم دیا کہ اس کی راکھ کو جمع کرو، تب اللہ تعالیٰ نے اس کو دوبارہ زندہ کر کے پوچھا کہ تو نے یہ کچھ کیوں کیا؟ اس نے عرض کیا یا اللہ تیرے ڈر کی وجہ سے پس اللہ تعالیٰ نے اسے معاف فرما دیا۔

ایک صحابی سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے اور ہم اس وقت ہنس رہے تھے آپ نے فرمایا کیا تم ہنس رہے ہو جبکہ آگ تمہارا پیچھا کئے ہوئے ہے اللہ کی قسم میں پھر تمہیں ہنستا ہوا نہ دیکھوں پھر آپ تشرید لے گئے اور ہماری حالت یہ تھی گویا ہمارے سروں پر پہاڑ گر گئے ہیں پھر آنحضرت ﷺ دوبارہ تشریف لائے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد لے آئے ہیں کہ ''میرے بندوں کو میری رحمت سے ناامید نہ فرمائیں میرے بندوں کو خوشخبری دے دیں کہ میں غفور و رحیم ہوں اور میرا عذاب بھی عذاب الیم ہے۔

سو افراد کے قاتل کی مغفرت :

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن یزید سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گناہوں کو بخش دے تو یہ بڑی بات نہیں ہے تم سے پہلے والوں میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے پھر اس نے ایک راہب کے پاس جا کر کہا کہ میں

نے ننانوے قتل کئے میں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے کہا نہیں تو نے ظلم کی حد کر دی ہے چنانچہ اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا پھر وہ دوسرے راہب کے پاس آیا اور کہا کہ میں سو قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ راہب نے کہا تو نے بہت بڑا ظلم کیا ہے میں کچھ نہیں جانتا لیکن قریب میں دو بستیاں ہیں ایک کا نام بصریٰ ہے دوسری کا نام کفرہ ہے، بصریٰ گاؤں والے نیک لوگ ہیں اور ان کے عمل بھی جنتیوں والے ہیں یہاں کے رہنے والے سب نیک ہیں اور کفرہ گاؤں والے دوزخیوں جیسے کام کرتے ہیں اور وہاں سب بدعمل رہتے ہیں تو اگر بصریٰ میں جا کر ویسے ہی عمل کرے تو پھر تیری توبہ کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہو سکتا لہٰذا وہ اس بستی مین جانے کا ارادہ کر کے چل پڑا مگر وہ دونوں بستیوں کے درمیان تھا کہ موت کا وقت آن پہنچا، عذاب اور رحمت کے ملائکہ میں جھگڑا شروع ہو گیا چنانچہ ملائکہ نے رب کے حضور اس کے متعلق دریافت کیا تو حکم ہوا کہ دونوں بستیوں کے درمیان کا فاصلہ ناپ لو، یہ شخص جس بستی کے قریب ہو اس کو اسی میں شمار کرو اس طرح جب فاصلہ ناپا گیا تو چند انچ جتنا وہ بصریٰ کے قریب تھا لہٰذا اس کو بھی اہل بصریٰ میں لکھا گیا۔

حضرت اب مسعود کی چار باتیں :

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں تین چیزیں ایسی ہیں جب کی میں قسم کھاتا ہوں اور اگر چوتھی پر بھی قسم کھاؤں تو بھی سچ ہی ہے۔

(۱) جس کا دنیاوی امور میں متولی اللہ تعالیٰ ہو تو قیامت میں بھی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور اس کا متولی نہ ہوگا (۲) اسلام میں حصہ رکھنے والے کو حصہ دیا جائے گا (۳) جو شخص جس سے محبت رکھے گا قیامت کو وہ اسی کے ساتھ ہوگا (۴) اللہ تعالیٰ اپنے جس بندے پر دنیا میں پردہ کرے گا تو قیامت میں بھی اس کو پردہ دے گا۔

حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ سورۂ نساء کی چار آیتیں مسلمانوں کے لئے تمام دنیا سے بہتر ہیں۔ (۲) بے شک اللہ تعالیٰ شرک کے علاوہ جس گناہ کو چاہیگا بخش دے گا اور جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا اس نے بہت بڑا گناہ کیا (۲) اور جب وہ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے تھے تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے بخشش کا اظہار فرماتے تو ضرور وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنیوالا اور رحم فرمانے والا پاتے (۳) اگر تم ان کبیرہ گناہوں سے بچتے جن سے تمہیں روکا گیا تھا تو ہم تمہاری معمولی برائیاں دور فرما دیتے اور ہم تمہیں بہترین جگہ یعنی جنت میں داخل فرماتے (۴) جو کوئی برا عمل کرے یا اپنے آپ پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم پائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ارو پانچ صدیوں تک عبادت کرنیوالا :

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہوگی مگر جھٹلانے والے کو نصیب نہ ہوگی، حضرت جابر فرماتے ہیں، جس کے کبیرہ گناہ نہ ہوں گے وہ اس شفاعت کے حقدار نہ ہوں گے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہوگی لیکن منکر کو نہ ہوگی حضرت جابر کہتے ہیں حضور علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ ابھی میرے دوست حضرت جبریل میرے پاس آئے تھے اور کہا یا محمد ﷺ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا بے شک اللہ کے ایک بندے نے ایسے پہاڑ کی چوٹی پو پانچ سو سال تک عبادت کی تھی جس کی لمبائی چوڑائی تیس مربع گز تھی اور اس کے چاروں طرف چار ہزار میل تک سمندر تھا، صرف ایک انگلی برابر اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میٹھے پانی کا چشمہ جاری کیا ہوا تھا جو کہ پہاڑ کی نچلی طرف تھا اور ایک انار کا پیڑ تھا جس پر روزانہ ایک انار لگتا تھا شام کو وہ چشمہ پر آتا وضو کرتا، پانی پیتا اور انار لے کر کھاتا پھر وہ عبادت کے لئے کھڑا ہو جاتا اور اپنے رب سے دعا مانگتا کہ یا اللہ میری روح کو سجدے کی حالت میں قبض کرنا اور مجھے زمین اور دیگر اشیاء سے محفوظ رکھنا اور میرا حشر بھی سجدے کی حالت میں ہو پس اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ایسا ہی فرمایا پھر جبریل نے کہا کہ ہم آتے جاتے وقت وہاں سے گزرتے تو وہ سجدے کی حالت میں پڑا ہوتا تھا جبریل نے کہا کہ میرے علم کے مطابق روز حشر وہ شخص اللہ تعالیٰ کے دربار میں کھڑا کیا جائیگا تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا کہ میرے اس بندے کو میری رحمت کے صدقے جنت میں داخل کر دو تو وہ عرض کرے گا بلکہ میرے عمل کی وجہ سے! تب اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم فرمائے گا کہ میرے انعامات اور اس کے اعمال کا حساب لگاؤ، تو اس کی ایک آنکھ کی بینائی ہی اس کی پانچ صدیوں کی عبادت پر حاوی ہو جائے گی اور دیگر جسمانی نعمتیں باقی ہوں گی تو حکم ہوگا کہ میرے اس بندے کو جہنم میں ڈال دو فرشتے اس کو جہنم کی طرف کھینچیں گے تو وہ چیخ کر کہے گا یا رب اپنی رحمت کے طفیل ہی مجھے جنت میں بھیج دے، حکم ہوگا اس کو لاؤ، چنانچہ اس کو اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑا کر دیا جائے گا تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندے جب تو کچھ نہ تھا تو تجھے کس نے پیدا فرمایا تو وہ کہے گا تو نے یا اللہ۔ حکم ہوگا کیا یہ تیرے عمل کی بناء پر تھا یا میری رحمت کی بناء پر؟ وہ کہے گا تیری رحمت تھی، پھر ارشاد ہوگا پانچ صدیوں تک تجھے عبادت کی قوت کس نے دی تھی وہ کہے گا تو نے یا رب پھر ارشاد ہوگا سمندر کے درمیان پہاڑ پر تجھے کس نے بٹھایا اور

کھارے پانی کے درمیان میٹھا چشمہ کس نے نکالا تھا اور تیرے لئے ہر روز کون انار کا پھل لگاتا تھا جبکہ وہ سال میں صرف ایک مرتبہ پھل دیتا ہے تو نے سجدے کی حالت میں موت کے لئے مجھ سے سوال کیا سو میں نے پورا کر دیا یہ سب کس نے کیا وہ کہے گا تو نے یا رب۔ پھر ارشاد ہوگا یہ سب میری رحمت سے ہوا ہے اور اب بھی تو میری رحمت سے جنت میں داخل ہوگا، حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تمام اشیاء رحمت الٰہی کے صدقے وجود میں آئی ہیں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مرتے وقت مؤمن کے دل میں خوف اور امید دونوں جمع ہوتے ہیں مگر جو رحمت کا امیدوار ہوتا ہے اسے ہی عطا کیا جاتا ہے اور اس سے خوف کو مٹا دیا ہے۔

رحمت الٰہی کی امید بہترین سہارا ہے :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عمل کی بناء پر کسی کو بھی نجات نہ ملے گی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو بھی؟ فرمایا ہاں مجھے بھی۔ لیکن مجھے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں چھپالیں گے پس قربت حاصل کرو اور محبت میں پکے ہو جاؤ، صبح وشام اور سب دیجور میں کچھ مشقت کرو تب مقصود تک پہنچ جاؤ گے حضرت انس بن مالک سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آسانی کرو مشکل نہ کرو، بشارت دو نفرت نہ پیدا کرو حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ روز قیامت لوگوں پر رحمت کا نزول رہے گا یہاں تک کہ ابلیس سر اٹھا کر رحمت الٰہی کی وسعت اور سفارشیوں کی سفارش کو دیکھنے لگے گا حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن عرش کے نیچے ایک منادی پکارے گا اے امت محمد تم پر جو میرے حقوق تھے وہ میں نے معاف کر دیئے ہیں البتہ آپس کے حقوق ایک دوسرے معاف کرالو اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ، حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحت مند آدمی کے لئے خوف افضل ہے اور جب مریض ہو کر عمل کے قابل نہ رہے تو امید افضل ہے حضرت فقیہ علیہ رحمۃ ابن ابی رواد سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت داؤد علیہ السلام سے بذریعہ وحی فرمایا کہ گنہگاروں کو خوش خبری سناؤ اور صدیقین کو ڈراؤ، عرض کیا کیسے؟ فرمایا گنہگاروں کو خوشخبری سناؤ میں ہر گناہ بخش دوں گا اور صدیقین کو ڈراؤ کہ وہ اپنے اعمال پر اترائیں نہیں ورنہ میرے عدل اور حساب سے وہ ہلاک ہو جائیں گے، بعض اہل کتاب سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اللہ ہوں ملکوں کا بادشاہ ہوں اور بادشاہوں کے دلوں میں ان کے لئے نرمی پیدا کر دیتا ہوں اور جس قوم پر میں سختی کرنا چاہتا ہوں تو بادشاہوں کے دلوں میں ان کے لئے انتقام کا جذبہ پیدا کر دیتا ہوں لہٰذا اپنے آپ کو بادشاہوں پر لعنت کرنے میں مشغول نہ کرو، بلکہ تم میری طرف توبہ کرو تو میں ان کو تم پر مہربان بنا دوں گا حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن کو اگر پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کی سزا کیسی ہے تو اس کی جنت کی کوئی ایک بھی طلب نہ کرتا اور اگر کافر کو پتہ چل جائے کہ رحمت الٰہی کیا ہے تو کوئی ایک بھی اس کی رحمت سے مایوس نہ ہوتا۔

یحیٰ بن اکثم کا واقعہ :

احمد بن سہل کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں یحیٰ بن اکثم سے پوچھا کہ اے یحیٰ تیرے ساتھ تیرے رب نے کیا معاملہ کیا ہے کہا کہ مجھے بلایا اور فرمایا اے بدکردار بوڑھے تو نے کیا کچھ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، یا اللہ میں نے تیری طرف سے ایسی بات تو نہ سنی تھی حکم ہوا تجھے کیا کہا گیا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حضور ﷺ کی یہ حدیث سنی تھی کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی بوڑھا مسلمان حالت اسلام میں مرجائے اور میں اس کو عذاب دینے کا ارادہ کروں تو مجھے حیا آتی ہے اور میں تو بہت ہی بوڑھا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس روایت کے تمام راوی سچے ہیں اور خوب میں بھی سچا ہوں اے یحیٰ میں اس کو عذاب نہیں دیتا جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو پھر اصحاب الیمین کے ساتھ جنت میں جانے کا حکم دے دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رو رہے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رونے کی وجہ؟ فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے حیا آتی ہے کہ میں ایسے شخص کو عذاب کردوں جو اسلام میں بوڑھا ہوا ہو مگر اسلام میں بوڑھا ہونے والا معصیت الٰہی سے کیوں نہیں حیا کرتا، حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بوڑھے شخص کے لئے واجب ہے کہ وہ اس انعام کو پہچانے اور اللہ کا شکر ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرے اور کراماً کاتبین سے حیا کرے اور گناہوں سے رک جائے اور اطاعت الٰہی پر کمربستہ ہو جائے کیوں کہ کھیتی جب کٹائی کے لئے تیار ہو جاتی ہے تو پھر انتظار نہیں کیا جاتا اسی طرح نوجوان پر واجب ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور گناہوں سے بچے اور عبادت پر کمر کس لے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ موت کب آجائے گی نوجوان جب عبادت پر کمربستہ ہو جائیگا تو اللہ تعالیٰ اسے عرش کے نیچے اپنے سایہ میں جگہ دیگا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات آدمی ایسے ہیں جن کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے نیچے سایہ میں جگہ دیگا اس دن تو سوائے عرش کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہوگا، ان میں ایک امام عادل، دوم وہ نوجوان جو عبادت الٰہی میں بڑھا سوم مسجد سے دل لگانیوالا چہارم ایسے دو مرد جو محض رضائے الٰہی کی خاطر آپس میں محبت کرتے ہیں اور اکٹھے اور الگ ہوتے ہیں، پنجم شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اس کی آنکھوں

سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں، ششم وہ شخص جو چھپا کر اس طرح صدقہ کرتا ہے کہ اس کا بایاں ہاتھ لاعلم رہتا ہے کہ دائیں ہاتھ نے کیا کیا ہے، ہفتم ایسا شخص کہ جسے خوبصورت عورت اپنی طرف بلائے لیکن وہ کہے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں "واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم"

باب امر بالمعروف نہی عن المنکر

فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ رحمۃ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے عمل کی وجہ سے عام لوگوں کو بھی عذاب نہیں دیتا لیکن جب معصیت ظاہر ظہور ہونے لگے اور کوئی بھی اس کو نہ روکے تو پھر تمام قوم عذاب کی مستحق ہوتی ہے اور یہ بھی مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے بذریعہ وحی فرمایا کہ میں تیری قوم سے چالیس ہزار اچھے لوگوں کو اور ساٹھ ہزار برے لوگوں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔ حضرت یوشع نے عرض کیا یا رب برے لوگ تو مستحق عذاب ہیں مگر اچھے لوگ کیوں ہلاک کئے جا رہے ہیں فرمایا اس لئے کہ انہوں نے میری طرف سے کبھی غصہ کا اظہار نہیں کیا بلکہ یہ ان کے ساتھ کھاتے پیتے رہتے ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک عمل کا حکم دو چاہے خود نہ کرو اور برائی سے روکو چاہے خود نہ رکو ایک اور حدیث میں ہے آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ اچھائیوں کے پھیلنے اور برائیوں کے روکنے کا سبب ہوتے ہیں اور بعض برائیوں کے پھیلنے اور اچھائیوں کی رکاوٹ کا سبب ہوتے ہیں پس بشارت ہے ان لوگوں کے لئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بدی کا سبب بنایا یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرنے والا نیکی کو پھیلاتا ہے اور بدی کو روکتا ہے اور وہی مؤمنین میں سے ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے معاون ہیں وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور وہ لوگ جو بدی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں" وہ منافق ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "منافق مرد اور منافق عورتیں ایک طرح سے ہیں یہ لوگ برائی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے منع کرتے ہیں" حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا سب سے افضل عمل ہے اس سے فاسق جلتا ہے پس نیکی کا حکم دینے والا مؤمن کی پشت پر ہے اور بدی سے روکنے والا منافق کی ناک رگڑنے والا ہے۔

اللہ کے نزدیک پسندیدہ عمل :

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہمیں بتایا گیا کہ مکہ میں ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہا کیا آپ وہی ہیں جو اپنے آپ کو اللہ کا رسول سمجھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں، تو اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل کونسا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان، اس نے کہا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا صلہ رحمی، اس نے کہا پھر؟ آپ نے فرمایا امر بالمعروف نہی عن المنکر، اس نے کہا غضب الٰہی کو دعوت دینے والا کونسا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا شرک ہے، اس نے کہا پھر؟ آپ نے فرمایا قطع رحمی، اس نے کہا پھر؟ آپ نے فرمایا امر بالمعروف عن المنکر کا عمل چھوڑ دینا، حضرت سوفیان ثوری کا قول ہے کہ جب تم کسی عالم کو پڑوسیوں میں محبوب، بھائیوں میں تعریف کے قابل... دیکھو تو جان لو کہ وہ مداھن یعنی تبلیغ کا حق ادا نہ کرنے والا ہے، حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قوم کا ایک فرد گناہ کرتا ہے اور وہ اسے روکنے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی نہیں روکتے تو وہ سب موت سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھیں گے۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طاقت کی شرط اس لئے لگائی ہے کہ جب نیک لوگوں کا غلبہ ہو تو ان پر واجب ہے کہ وہ ان لوگوں کو معصیت سے روکیں جو کھلے عام گناہ کرتے ہیں اسی لئے تو اللہ نے اس امت کی تعریف میں ہے کہ "تم بہترین امت ہو لوگوں کو اچھائی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لئے کھڑے ہوتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بھی بہتر تھا ان میں سے کچھ تو مؤمن ہیں اور اکثر فاسق ہیں" اس کا مطلب کہ بیان کیا گیا ہے کہ تمہیں لوح محفوظ میں بہترین امت لکھا گیا ہے یعنی تمہاری تخلیق کا مقصد ہی یہ ہے کہ تم لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کرو نیز جو کتاب الٰہی اور عقل کے موافق ہو وہ امر ہے اور جو مخالف ہو وہ نہی ہے، ایک اور آیت میں ہے کہ "اور تم میں سے ایک گروہ ایسا ہے جو بھلائی کی دعوت دے، نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے اور وہی لوگ ہیں کامیاب" اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے ایسی قوموں کی مذمت کی ہے جنہوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "وہ بدی کے کام کرنے والوں کو منع نہیں کرتے تھے" ایک اور آیت میں ہے "اور گناہ کی باتوں سے فقراء، اور علماء ان کو کیوں نہیں روکتے ارحرام کھانے سے جو کچھ وہ کر رہے ہیں بہت ہی برا ہے" یعنی علماء وصوفیاء پر لازم تھا کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل کرتے ہوئے وعظ و نصیحت اور تبلیغ کے ذریعے ان کو معصیت سے روکتے یہی مؤثر طریق تبلیغ ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہین جس نے اعلانیہ اپنے بھائی کو نصیحت کی اس نے اس کو رسوا کیا اور جو تنہائی میں نصیحت کرتا ہو گویا اس نے اپنے بھائی کو زینت بخشی اگر پوشیدہ نصیحت مؤثر ثابت نہ ہو تب کھل کھلا کرے اور مصلحین کی مدد کرے اور اچھوں کی بھی مدد کرے اور اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو اہل معصیت ان پر غالب آجئیں گے پھر ان پر عذاب آئے گا فرمایا جب میری امت ظالم کو ظالم کہنا چھوڑ دے تو ان سے جدا ہو جانا۔ حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے، اگر یوں نہ کر سکے تو پھر زبان سے منع کرے اگر یوں بھی نہ کر سکتے تو پھر اس برائی کو دل میں برا جانے یہ صاحب ایمان کا کمزور ترین فعل ہوگا۔ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ ہاتھ سے روکنا امراء کا کام ہے، زبان سے روکنا علماء کی ذمہ داری ہے اور دل سے برا

جاننا عوام الناس کا فریضہ ہے کچھ اصحاب علم نے کہا کہ ہر صاحب قدرت پر بدی کو روکنا واجب ہے۔ حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نیکی کا حکم دینے والے کو چاہئے کہ اس سے اس کا مقصد خالصۃً لوجہ اللہ اور دین کا غلبہ ہو اس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو جب وہ لوجہ اللہ اور دین کے غلبہ کے لئے تبلیغ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا اور اس کو مزید توفیق دے گا اور اگر اس کی کوئی اپنی خواہش ہوئی تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی مدد سے محروم رکھے گا۔

شیطان کا انسان کو لالچ دینا :

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص ایک ایسے درخت سے گزرا جس کی پوجا کی جاتی تھی تو اس کو غصہ آگیا اور کہا یہ درخت اللہ کے سوا پوجا جائے؟ پھر اس نے کلہاڑی لی اور اپنے گدھے پر سوار ہو کر اس درخت کو کاٹنے کے لئے روانہ ہوا، تو راستے میں اسے انسانی شکل میں ابلیس لعین ملا گیا اور اس سے کہا کہ کدھر جا رہے ہو اس شخص نے کہا میں نے ایک درخت دیکھا ہے جس کی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پوجا کی جاتی ہے میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے کہ میں اپنے گدھے پر سوار ہو کر اور کلہاڑی لے کر وہاں جاؤں گا اور اس کو کاٹ دوں گا ابلیس نے اس سے کہا تجھے کیا ہے چھوڑ اس کو اور اس کے پجاریوں کو دفع کر اللہ تعالیٰ خود ہی دیکھ لے گا دونوں جھگڑ پڑے اور ہاتھا پائی شروع ہوگئی جب ابلیس تنگ آگیا اور وہ شخص اپنی بات سے نہ ہٹا تو پھر ابلیس نے اس سے کہا تو لوٹ جا میں ہر روز تجھے چار درہم دیا کروں گا ہر روز اپنے بستر کا کونہ اٹھا کر لے لیا کرنا، اس شخص نے کہا تو ایسا ضرور کرے گا ابلیس نے کہا ہاں میں تجھے اس کی ضمانت دیتا ہوں وہ شخص اپنے گھر لوٹ آیا دو چار روز تو اسے درہم ملتے رہے مگر پھر بستر کا کنارہ اٹھایا تو وہاں کچھ نہ تھا دوسرے دن بھی ایسا ہوا جب اس نے دیکھا کہ اب درہم ملنا بند ہو گئے ہیں تو پھر کلہاڑی اٹھائی گدھے پر سوار ہو کر چل پڑا، ابلیس پھر اسے انسانی شکل میں ملا اور کہا کہاں کے ارادے سے ہیں؟ اس نے کہا درخت کو کاٹنے کا ارادہ ہے تو ابلیس نے کہا اب تو اس کو کاٹنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے کہ پہلی مرتبہ تو محض اللہ کے لئے نکلا تھا اور تمام زمینوں اور آسمانوں والے بھی تجھے باز نہ رکھ سکتے تھے لیکن اب تیرا نکلنا محض اپنے لئے ہے کیوں کہ درہم نہیں ملے اور اب اگر تو ایک قدم بھی آگے بڑھا تو تیری گردن کاٹ دی جائے گی وہ شخص درخت کو چھوڑ کر اپنے گھر لوٹ گیا۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیکی کا حکم دینے والوں کے لئے پانچ چیزیں ضروری ہیں (۱) علم، کیوں کہ جاہل احسن طریقے سے نیکی کی تبلیغ نہیں کر سکتا (۲) اس کا مقصد لوجہ اللہ اور دین کا غلبہ ہو (۳) شفقت کہ نرمی اور محبت کے ساتھ نیکی کو پھیلائے سختی اور غصہ نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی طرف بھیجتے ہوئے حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام سے فرمایا تھا کہ فرعون سے نرمی سے بات کرنا (۴) صبر اور حوصلہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان علیہ السلام کے واقعہ میں فرمایا ہے کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کر و اور "اس سلسلے میں آنے والی تکالیف پر" صبر کر (۵) جو کہے اس پر خود بھی عمل کرے تا کہ دوسرے اس کو طعنہ نہ دیں اور وہ اللہ کے فرمان "کیا تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو مگر خود کو بھول جاتے ہو" کے تحت داخل نہ ہو۔ حضرت انس بن مالک سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ہونٹ قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب حضرات ہیں جو لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے تھے لیکن خود کو بھول جاتے تھے اور وہ کتاب الٰہی تو پڑھتے تھے مگر اس پر عمل نہیں کرتے تھے، حضرت قتادہ فرماتے ہیں ہمیں بتایا گیا کہ تورات میں لکھا ہے اے اولاد آدم تو دوسروں کو تو میرے ذکر کے لئے کہتا ہے لیکن خود مجھے بھول جاتا ہے دوسروں کو میری طرف بلاتا ہے مگر خود مجھ سے بھاگتا ہے یہ غلط ہے تو یہ کیا کرتا ہے، حضرت ابو معاویہ فزاری اپنی سند سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ آج تم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے پر قائم ہو مگر تمہارے اندر دو چیزیں آجائیں گی ایک عیش و عشرت دوسرا جہالت، آج تو تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو، فی سبیل اللہ جہاد کرتے ہو مگر ایک وقت ہوگا کہ تم اس کو چھوڑ دو گے اور دنیا سے محبت کرو گے نہ نیکی کا حکم دو گے نہ بدی سے روکو گے، اللہ کی راہ کی بجائے دوسرے کاموں میں کوشش کرو گے اس وقت اعلانیہ اور چھپ کر کتاب الٰہی پر قائم رہنے والے سابقین الاولین مہاجرین و انصار کا درجہ پائیں گے۔

اثنائے ہجرت میں مرنے والا شہید ہے :

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے اپنے دین کے لئے نقل مکانی کی خواہ یہ سفر ہجرت بالشت بھی ہی کیوں نہ ہے اس کے لئے جنت واجب کر دی گئی ہے اور وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہوگا کیوں کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی حرّ"عراق" سے شام کی جانب ہجرت فرائی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے کہ "میں اپنے رب کے لئے ہجرت کر رہا ہوں بے شک وہ غالب حکمت والا ہے" اور فرمایا کہ "میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں عنقریب وہی مجھے منزل مقصود تک پہنچائے گا"۔ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی پس جو شخص ایسے علاقے میں ہو جہاں معصیت ہو رہی ہو اور وہاں سے رضائے الٰہی کے لئے نکلا تو گویا اس نے حضرت ابراہیم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور وہ جنت میں ان کے ساتھ ہوگا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو اللہ اور اس کے رسول کے لئے اپنے گھر سے ہجرت کرتا ہے پھر موت نے اس کو آلیا بیشک اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے گھر سے نکلا اور اپنی سواری کے رکاب میں پاؤں رکھ کر صرف ایک قدم ہی چلا کہ اسے موت آگئی تو اللہ تعالیٰ اسے مہاجرین کا ثواب عطاء فرمائیگا ارو جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گھر سے نکلا مگر لڑائی شروع ہونے سے پہلے اس کو جانور نے گرادیا یا حشرات الارض میں سے کسی نے کاٹ لیا یا یونہی اُسے موت آگئی تو وہ شہید شمار ہوگا اور جو مسلمان بیت اللہ یعنی حج کے ارادے سے نکلا پھر اسے موت آگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت واجب کردی، حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ کے فرائض ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور وہاں رہنے میں اسے کوئی خوف نہیں ہے اور وہ لوگوں کی معصیت کو ناپسند کرتا ہے تو پھر وہ اپنے علاقے سے ہجرت نہ کرے، حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں اُس آدمی کے لئے اتنا کافی ہے کہ جب وہ برائی کو دیکھتا ہے اور اس کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ بات اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ وہ شخص اس برائی کو ناپسند کرتا ہے۔

بعض صحابہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی نے برائی کو دیکھا لیکن اس کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتا تو وہ تین مرتبہ اس طرح کہے یا الٰہی یہ فعل واقعی برا ہے لیکن اس کی بناء پر میرا مواخذہ نہ فرما جب وہ یہ کہے گا تو اسے امر بالمعروف نہی عن المنکر جیسا ثواب ملے گا حضرت ابو امیہ فرماتے ہیں کہ میں ابو ثعلبہ خشنی سے اس آیت کہ ''اے ایمان والو تم اپنی جانوں کی فکر کرو'' کا مطلب پوچھا تھا تو فرمایا کہ باخبر آدمی سے پوچھا ہے پھر فرمایا میں نے حضور علیہ السلام سے اسی کے متعلق ہی پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا اے ثعلبہ تم نیکی کا حکم دیتے رہو اور برائی سے منع کرتے رہو جب دیکھو کہ دنیاداری کا اثر زیادہ ہے ارو بخل وہوس کی پیروی کی جارہی ہے اور ہر نیک اپنی رائے کو بڑا سمجھ رہا ہے تب پھر تم اپنے لئے سوچو کیوں کہ تمہارے بعد کا وقت صبر آزما ہوگا اس وقت تمہارے شخص پچاس عاملوں کا اجر پائیگا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ اپنے دور کے پچاس نیک لوگوں جیسا اجر پائیگا یا ہمارے جیسے پچاس لوگوں سا اجر پائیگا حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ تمہارے جیسے پچاس عاملوں کا اجر پائیگا۔

حضرت قیس بن ابی حازم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ تم لوگ یہ آیت ''کہ ایمان والو تم اپنی جانوں کی سوچو'' تو پڑھتے ہو لیکن اس کا مفہوم غلط سمجھتے ہو اور میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا کہ جس قوم میں معصیت ہوتی ہو اور وہاں ان کو روکنے والا کوئی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس پوری قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اسی آیت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اس کا زمانہ نہیں ہے مگر جب خواہشات کی کثرت ہوگی، جھگڑے پھیل جائیں گے تو اس وقت ہر کسی کو اپنی فکر کرنی چاہئے اس لئے وہ تباہی و ہلاکت کا دور ہوگا۔

توبہ

حضور علیہ السلام کے نام وحشی کا خط :

حضرت عبداللہ بن عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ نے میرے اوپر ابلیس لعین کو مسلط کر دیا، اب میں اس سے تیری نصرت کے بغیر بچنے کی قوت نہیں رکھتا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیری اولاد میں سے جو بھی پیدا ہوگا تو میں اسے شیطان کے فریب اور بُرے دوستوں سے بچانے کے لئے اس پر محافظ مقرر کروں گا آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب مجھے مزید عطا فرما، ارشاد ہوا ایک نیکی پر دس ثواب بلکہ اس سے بھی زیادہ دوں گا جب کہ ایک گناہ پر ایک ہی سزا بلکہ ممکن ہے میں اس کو بھی مٹا دوں، عرض کیا یا رب اور زیادہ مرحمت فرما۔ ارشاد ہوا جب تک جسم میں روح ہے اس کی توبہ قبول کی جائے گی، عرض کیا یا رب اور زیادہ عطا فرما، ارشاد ہوا ''میرے اُن بندوں سے فرما دیں جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بے شک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دے گا یقیناً وہ بخشنے والا مہربان ہے'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی نے مکہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط لکھا کہ میں نے اسلام قبول کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے لیکن یہ آیت ''اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے اور ناحق کسی ایک شخص کو قتل نہیں کرتے جن کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو شخص ایسا کرے گا وہ سزا کا مستحق ہوگا'' میرے ایمان لانے میں رکاوٹ ہے اور میں نے یہ تینوں فعل کئے ہیں تو کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی 'جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور نیک عمل کئے ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وحشی کو جوابی خط میں لکھ بھیجی تو اس نے جواب میں لکھا کہ اب عمل کی شرط ہے پتہ نہیں میں نیک عمل کر سکوں گا یا نہیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''بے شک اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا مگر اس کے ماسوا جو وہ چاہے گا بخش دے گا'' آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وحشی کو لکھ بھیجی تو اس نے جواب میں لکھا کہ یہ بھی مشروط ہے پتہ نہیں میری مغفرت ہوگی بھی کہ نہیں، اس پر یہ آیت اتری ''آپ میرے ان بندوں سے فرما دیں جنہوں نے اپنے آپ پر ظلم کیا ہے وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہون کو بخش دے گا یقیناً وہ بخشنے والا مہربان ہے'' آپ نے وحشی کو لکھا اور اس نے کوئی شرط نہ پا کر مدینہ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔

قبولیت دعا کا وقت :

محمد اپنے والد عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ میں بیٹھا تھا تو ایک صحابی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا آپ نے فرمایا کہ اگر مرنے سے آدھا دن پہلے کوئی توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے میں نے کہا کہ کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خود سنا ہے انہوں نے فرمایا کہ ہاں، دوسرے صحابی نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اگر کوئی شخص مرنے سے پہلے ایک لحہ بھی توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے، تیسرے صحابی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے یہ فرماتے سنا جو سکرات سے پہلے توبہ کر لے تو اس کی توبہ بھی قبول کی جاتی ہے، حضرت محمد بن مطرف کا کہنا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے افسوس ہے، اولادِ آدم پر کہ وہ گناہ کرتا ہے پھر مجھ سے مغفرت کا طلب گار ہوتا ہے اور میں اس کو بخش دیتا ہوں پھر وہ وہی گناہ کر کے مجھ سے استغفار چاہتا ہے تو میں اس کو معاف فرما دیتا ہوں تعجب ہے نہ تو وہ گناہ کو ترک کرتا ہے اور نہ میری رحمت سے مایوس ہوتا ہے اے میرے ملائکہ تم گواہ ہو کہ میں نے اس کو بخش دیا ہے۔

ابو معاویہ، مغیث بن سمی سے روایت کرتے ہیں کہ پہلے زمانے میں ایک شخص تھا جو بہت گناہ کیا کرتا ہے تو ایک دن اسے اپنی عاقبت کی فکر ہوئی تو اس نے کہا اے اللہ مجھے بخش دے اس نے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے تھے کہ اسے موت آگئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول فرماتے ہوئے اسے بخش دیا۔

حضرت مکحول کی روایت ہے کہ میں نے سنا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت سماویہ کے مشاہدہ کے لئے لے جایا گیا تو انہوں نے ''زمین پر'' ایک آدمی کو زنا کرتے دیکھا تو اس کے لئے بددعا کی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کو ہلاک کر دیا پھر ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اس کے لئے بھی بددعا فرمائی چنانچہ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر دیا پھر اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا کہ میرے بندوں کو چھوڑ دے اس لئے کہ میرے بندے کے لئے تین باتیں ہیں اگر وہ توبہ کر لے گا تو میں قبول کروں گا، یا پھر اسکی ایسی اولاد ہوگی جو میری عبادت کرے گی یا پھر اس کی بدبختی غالب آ کر اس کو جہنم میں پہنچا دے گی۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بندہ جب بھی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو اسی وقت قبول فرماتا ہے لہٰذا بندے کو یہ لائق نہیں کہ وہ اس کی رحمت سے مایوس ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وہ اللہ ایسا ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان

کے گناہوں کو معاف فرماتا ہے" اس لئے عقل مند پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا رہے اور گناہ پر مصر نہ رہے، پس گناہوں سے رجوع کرنے والا مصر نہیں ہوتا اگرچہ وہ دن میں ستر مرتبہ اعادہ کرے، جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ مصر نہیں ہے جو استغفار کرے اور پھر دن میں ستر جرم کرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں دن میں سو مرتبہ توبہ کرتا ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی یہ حدیث سنائی کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے اور پھر صحیح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دیتے ہیں پھر یہ آیت پڑھی "جو شخص کوئی برا عمل کرے یا اپنے آپ پر ظلم کرے پھر وہ اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پائے گا۔

توبہ سے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں :

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس علیہ اللعنت کو نیچے اتارا تو اس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم جب تک اولاد آدم کے جسم میں روح ہوگی میں اس کو نہیں چھوڑوں گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت وعظمت کی قسم میں اپنے بندے سے توبہ کو حجاب میں نہیں رکھوں گا یہاں تک کہ سکرات کا وقت آجائے، قاسم حضرت ابوامامہ باہلی سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دائیں جانب والا فرشتہ بائیں جانب والے فرشتے کا امین ہے جب بندہ کوئی نیک کام کرتا ہے تو داہنے جانب والا فرشتہ اس کی دس نیکیاں لکھتا ہے اور جب گناہ کرتا ہے تو بائیں والا فرشتہ لکھنے کا ارادہ کرتا ہے لیکن دائیں جانب والا اسے روک دیتا ہے اور وہ چھ ساعت لکھے رکا رہتا ہے اگر وہ اسی دوران استغفار کر لے تو وہ کوئی شے نہیں لکھتا اور اگر وہ استغفار نہ کرے تو پھر اس کی ایک ہی برائی لکھی جاتی ہے فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ یہ روایت حضور علیہ السلام کی اس حدیث کے مطابق ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا کہ اس کا کوئی گناہ ہی نہیں، روایت میں ہے کہ جب بندہ ایک گناہ کرتا ہے تو اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک کہ وہ دوسرا گناہ نہ کرے یونہی دوسرے گناہ کو اس وقت تک نہیں لکھا جاتا جب تک وہ ایک اور گناہ نہ کرلے پس جب اس کے پانچ گناہ اکٹھے ہوجاتے ہیں اور وہ ایک نیکی کر لیتا ہے تو اس کی پانچ نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور باقی پانچ گناہوں کا بدلہ ہوجاتی ہیں تو اس پر ابلیس علیہ اللعنۃ چیخ کر کہتا ہے کہ میں کس طرح اولاد آدم پر قابو رکھ سکتا ہوں میری تمام کوششوں کو صرف ایک نیکی سے تباہ کر دیا جاتا ہے۔

حضرت صفوان بن عسال سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مغرب کی جانب توبہ کے لئے دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی چالیس یا ستر سال کی مسافت جتنی ہے وہ ہمیشہ کھلا رہے گا کبھی بند نہیں ہوگا یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوجائے گا حضرت سعید بن مسیب اس آیت "بے شک وہ لوٹنے والوں کو مغفرت فرمادیتا ہے" کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ یہ اس شخص کے لئے ہے جو بار بار گناہ کر کے توبہ کرتا ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا گیا کہ ایسا کب تک ہوگا فرمایا میں نہیں جانتا مگر جب تک مؤمن کا یہ عمل رہے گا بعض حکماء فرماتے ہیں کہ عارف کی چھ صفات ہیں (۱) وہ ذکر الٰہی پر فخر کرتا ہے (۲) اپنے ذکر کو حقیر سمجھتا ہے (۳) آیات الٰہی دیکھتا ہے تو عبرت پکڑتا ہے (۴) جب وہ معصیت یا شہوت کا شکار ہوتا ہے تو توبہ کرتا ہے (۵) جب وہ عفو الٰہی کا ذکر کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے (۶) اور گناہوں کے یاد آنے پر توبہ کرتا ہے۔

ایک گنہگار کی بخشش کا عجیب واقعہ :

فقیہ رحمۃ اللہ علیہ حجرت امام زہری علیہ رحمۃ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضور علیہ السلام کی خدمت میں حضرت عمر بن خطاب روتے ہوئے حاضر ہوئے حضور علیہ السلام نے فرمایا عمر کیوں روتے ہو؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر رونے والے نوجوان نے میرا دل جلا دیا ہے آپ نے فرمایا عمر اس کو میرے پاس لے آؤ اور وہ روتے ہوئے حاضر خدمت ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیوں رو رہے ہو اے نوجوان؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گناہوں کے انبار کی وجہ سے رو رہا ہوں، اور اپنے اوپر رب جبار کے غضب سے ڈر رہا ہوں، حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تو نے شرک کیا ہے اے جوان؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا کیا تو نے کسی کو ناحق قتل کیا ہے اس نے کہا نہیں، پھر آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو بخش دے گا اگرچہ وہ سات آسمانوں اور زمینوں اور بڑے پہاڑوں جیسے ہی کیوں نہ ہوں، اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا گناہ ان سے بھی بڑا ہے، آپ نے فرمایا تیرا گناہ بڑا ہے یا اللہ کا عفو ودرگزر؟ اس نے کہا اللہ تعالیٰ عظیم وجلیل ہے اور اس کی معافی عظیم ہے آپ نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں ہے، پھر فرمایا بتاؤ تمہارا گناہ کیا ہے؟ اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ سے شرم آتی ہے آپ نے پھر دریافت فرمایا تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے سات سال تک قبروں سے کفن چوری کئے ہیں یہاں تک کہ انصار کی ایک لڑکی فوت ہوئی میں نے اس کی قبر کھود کر کفن نکال لیا پھر میں تھوڑی دور ہی چلا تھا کہ شیطان میرے نفس پر غالب آگیا اور واپس آکر میں نے اس سے جماع کیا پھر میں کچھ دور ہی گیا تھا کہ وہ لڑکی سامنے کھڑی دیکھی اسنے کہا کہ اے جوان تجھ پر

افسوس ہے، تو روز حشر سزا اور جزا دینے والے سے شرم نہیں کرتا جب وہ عدل وانصاف کی کرسی رکھے گا اور ظالم سے مظلوم کا حق دلوائیں گے تو نے مُردوں کے جمِ غفیر میں مجھے برہنہ کر کے چھوڑ دیا ہے اور اللہ کے حضور مجھے جنبی کر کے کھڑا کر دیا ہے یہ سن کر حضور علیہ السلام نے اس کے ایک مکہ رسید فرمایا اور وہ پیچھے جا پڑا پھر فرمایا اے فاسق تجھے جہنم سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی، دفع ہو جاؤ مجھ سے، پس وہ شخص نکلا اور چالیس رات تک اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا رہا جب چالیس راتیں مکمل ہو گئیں تو اس نے آسمان کی جانب سر اٹھا کر عرض کیا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آدم اور حوا علیہم اسلام کے معبود اگر تم نے میری بخشش فرما دی ہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم کو اس سے مطلع فرما دے ورنہ آسمان سے آگ بھیج جو مجھے جلا دے اور مجھے آخرت کے عذاب سے نجات عطا فرما۔ پس جبریل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور اللہ کی طرف سے سلام پہنچایا حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ ذات جو خود سلام ہے اسی سے سلامتی ہے اور اسی کی طرف سلامتی ہے، جبریل علیہ السلام نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا آپ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے؟ حضور علیہ السلام نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی مجھے اور تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے، جبریل عرض کیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو روزی آپ دیتے ہیں؟ فرمایا صرف وہی ذات ہی سب کو روزی دیتی ہے، عرض کیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا آپ ہی ان کی توبہ قبول فرماتے ہیں؟ فرمایا کہ میری اور ان سب کی توبہ اللہ تعالیٰ ہی قبول فرماتا ہے، جبریل نے عرض کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے کی توبہ قبول فرمائیں کیونکہ میں نے اس کی توبہ قبول فرمالی ہے۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عقلمند کو چاہیے کہ وہ اس حدیث سے عبرت حاصل کرے اور اسے علم ہونا چاہئے کہ میت کے مقابلے میں زندہ سے تا کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور اسے چاہئے کے وہ حقیقی توبہ کرے، جب اس جوان نے سچی حقیقی توبہ کی تو مقبول فرمالی گئی، اور ضروری ہے کہ توبہ بھی گناہ کی حیثیت سے ہونی چاہئے اور آیت ''اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے سچی اور پکی توبہ کرو'' کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ دل سے ندامت، ضمیر اور زبان سے استغفار اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا مصمم ارادہ یہ توبہ حقیقی اور سچی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو زبان سے استغفار کرے اور گناہ بار بار کرے گا گویا وہ اپنے رب سے مذاق کرنے والا ہے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتی ہیں کہ ہماری استغفار کثیر استغفار کی محتاج ہے یعنی جب زبان سے بخشش مانگیں اور وہ نیت دوبارہ گناہ کی ہو تو یہ توبہ جھوٹوں کی توبہ ہوگی، توبہ یہ ہے کہ زبان سے استغفار کریں اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کی نیت ہو جب اس طرح توبہ کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دے گا چاہے وہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہون کیوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے درگزر اور مہربانی فرمانے والا ہے۔

بنی اسرائیل کے عابد کا واقعہ :

منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا کسی نے ایک عابد کی اسکے سامنے تعریف کی تو اس نے اس کو بلوا کر اپنے ہاں رہنے کی اس سے درخواست کی، عابد نے بادشاہ سے کہا کہ آپ نے جو کہا ہے وہ ہے تو اچھا لیکن اگر تو کسی دن اپنے گھر میں آ کر مجھے اپنی لونڈی کے سا لہو ولعب کرتے دیکھے تو تو کیا کرے گا بادشاہ نے غضب ناک ہو کر کہا اے فاجر کیا تو میرے ہاں ایسی جرأت کرے گا عابد نے جواب میں اس کو کہا کہ میرا رب کتنا کریم ہے اگر وہ میرے ستر گناہ بھی ایک دن میں دیکھتا ہے تو پھر بھی غضب ناک نہیں ہوتا اور نہ اپنے دروازے سے بھگاتا ہے اور نہ وہ اپنا رزق مجھ پر حرام فرماتا ہے پس کس طرح اسکا دروازہ چھوڑوں اور اس کے دروازے پر رہوں جو میرے گناہ دہ سے پہلے غضبناک ہو جاتا ہے اور اگر وہ میرا جرم دیکھ لے تو پتہ نہیں کس طرح کا معاملہ کرے پھر وہ عابد چلا گیا، حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گناہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو بندوں کے مابین ہے اور دوسرا جو بندے اور خدا کے درمیان ہے، بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان یعنی حقوق اللہ کے گناہ کی توبہ زبان سے استغفار، دل اور ضمیر کی ندامت اور دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عہد ہے ایسی توبہ کرنے والے کو اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے بخش دیا جائے گا اور اگر اس نے فرائض کو چھوڑا تو اس کو توبہ کوئی نفع نہ دے گی جب تک کہ وہ فرائض قضا کر کے ندامت و توبہ نہ کرے اور بندے کا بندے کے درمیان یعنی حقوق العباد کے گناہ کی توبہ اس وقت تک سود مند نہ ہوگی جب تک کہ وہ بندے کو راضی نہ کر لے یا اس سے حق معاف نہ کرا لے، بعض تابعین سے یہ روایت نقل کی گئی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ایک گنہگار اپنے گناہ پر ہمیشہ ندامت و استغفار کرتا ہے یہاں تک کہ وہ جنت میں چلا جاتا ہے تو شیطان کہتا ہے کاش کہ میں نے اس سے گناہ نہ کرایا ہوتا۔

سولہ کار آمد علامتیں :

بعض حکماء فرماتے ہیں کہ چار چیزوں سے آدمی کی توبہ جانی جاتی ہے۔ (۱) یہ کہ وہ اپنی زبان کو فضول باتوں، غیبت اور جھوٹ سے روک لے (۲) اپنے دل میں کسی کے لئے حسد اور دشمنی نہ دیکھے (۳) برے لوگوں کی صحبت چھوڑ دے (۴) موت کے لئے تیار رہے سابقہ گناہوں پر ندامت و توبہ کرے اور اپنے رب کی تابعداری میں کوشش کرے۔ بعض داناؤں سے دریافت کیا گیا کہ کیا کوئی ایسی علامت ہے جس سے قبولیت توبہ کا علم ہو سکے؟ فرمایا ہاں اس کی چار نشانیاں ہیں (۱) برے لوگوں کی صحبت چھوڑ دے اپنے دل میں ہیبت دیکھے اور صالحین کے ساتھ بیٹھے۔

(۲) تمام گناہوں کو ترک کردے اور عبادت کی طرف متوجہ ہو جائے (۳) وہ اپنے دل سے دنیا کی لذتوں کو نکال دے اور ہمیشہ آخرت کے خوف کو دل میں رکھے (۴) اپنے آپ کو رزق وغیرہ جیسی ان تمام چیزوں سے فارغ کرے جس کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہوا ہے اور احکامات الٰہیہ پر عمل میں خود کو مشغول کرلے۔ جب وہ ان علامات کو اپنے اندر پائے گا تو وہ ان لوگوں میں شمار ہوگا جن کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے" اور لوگوں پر اس کی طرف سے چار چیزیں واجب ہو جائیں گی (۱) وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کریں اللہ تعالیٰ ان سے محبت فرمائے گا (۲) ہمیشہ یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کو توبہ پر ثابت قدم رکھے (۳) اپنے سابقہ گناہوں پر شرمندہ رہیں (۴) اللہ تعالیٰ کے حضور بیٹھ کر اس کا ذکر کریں اور بھلائی کے امور میں معاونت کریں۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ چار نعمتوں سے نوازے گا (۱) اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے ایسا پاک فرمادے گا گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو۔ (۲) اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرمائے گا (۳) شیطان اس پر غلبہ نہ پا سکے گا اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا (۴) موت سے قبل اسے خوف سے امن عطا کردیا جائے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فرشتے اس کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم ڈرو نہیں اور نہ غم کھاؤ تمہیں حسب وعدہ جنت کی بشارت ہو"۔

مؤمن کو گناہ پر شرمندہ نہ کیا جائے :

حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک زانیہ عورت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کی سزا دی اور اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی، صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس عورت کو رجم کی سزا کا حکم بھی دیا اور اس کا جنازہ بھی پڑھایا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر وہ ستر مرتبہ بھی ایسا جرم کرتی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالیتا کیونکہ اس کی توبہ سچی تھی اور سچی توبہ قبول کی جاتی ہے چاہے وہ گناہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو مؤمن کو اس کے گناہ پر شرمندہ کرتا ہے تو وہ بھی اس میں شمار ہوتا ہے اور یہ حق ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اسی گناہ میں گرفتار کرے گا، حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "کفر فسوق اور گناہوں سے تمہیں کراہیت عطا کردی ہے" اس میں بتایا گیا ہے کہ مؤمن گناہ سے بغض رکھتا ہے اور مؤمن عمداً گناہ نہیں کرتا لیکن وہ غفلت کی وجہ سے گناہ میں پڑتا ہے پھر وہ توبہ کرلے تو اس کو شرمندہ کرنا جائز نہیں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے تو کراماً کاتبین اس کے مساوی لکھے ہوئے گناہ بھول بھی جاتے ہیں اور اس کے اعضا بھی ان خطاؤں کو بھول جاتے ہیں اور زمین کی وہ جگہ بھی بھول جاتی ہے اور آسمان بھی اس جگہ بھول جاتا ہے جہاں سے قیامت کے دن اسے لے جایا جاتا ہے اور کوئی مخلوق اس کیخلاف گواہی نہ دے گی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ عرش کے اردگرد مخلوق کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے یہ لکھ دیا گیا کہ "بے شک میں توبہ کرنے والوں کو ایمان لانے اور عمل صالح کرنے والوں کو بخشنے والا ہوں جبکہ وہ سیدھی راہ پر ہوں" اللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم

توبہ کا دوسرا باب

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ کے دروازے کا ذکر فرمایا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توبہ کا دروازہ کیسا ہے، آپ نے فرمایا کہ توبہ کا دروازہ مغرب کے پیچھے ہے اوراس کے کواڑ موتیوں اور یاقوت سے جڑے ہوئے سونے کے ہیں دونوں کواڑوں کے درمیان فاصلہ تیز رفتار سوار کی چالیس سال تک کی مسافت کا ہے اور یہ دروازہ مخلوق کی تخلیق کے وقت سے کھلا ہوا ہے اوراس صبح تک کھلا رہے گا جب تک سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور سچی توبہ کرنے والا اسی دروازے سے داخل ہوگا حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والدین آپ پر قربان ہوں یہ توبتہ النصوح 'سچی توبہ' کیا ہے فرمایا گنہگار اپنے گناہ پر ندامت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور معذرت کرے اور پھر کبھی وہ گناہ نہ کرے پھر چاند اور سورج اس دروازے میں غروب ہو جائیں گے پر یہ دروازے اس طرح بند ہو جائیں گے کہ کوئی سوراخ ان میں نہ ہوگا اس وقت نہ تو کسی کی توبہ قبول ہوگی اور نہ کسی کا اچھا عمل اس کو فائدہ دے گا البتہ پہلے کی نیکیاں جاری رہیں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "جس دن آئیں گی نشانیاں تیرے رب کی تو کسی کے کام نہ آئے گا اس وقت ایمان لانا جو پہلے ایمان نہ لایا تھا یا جس نے اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمائی تھی" حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ توبتہ النصوح یہ ہے کہ بعداز توبہ اس گناہ کا پھر اعادہ نہ کرے پھر فرماتے ہیں توبہ کا دروازہ کھلا ہے اور سوائے تین کے ہر ایک کی توبہ قبول ہوتی ہے ایک ابلیس کی جو کہ کفر کی جڑ ہے دوسرا قابیل ابن آدم جو خطاکاروں کا سردار ہے تیسرا وہ جو کسی نبی کا قاتل ہے مزید فرماتے ہیں کہ مغرب کی طرف درِ توبہ تائبین کے لئے کھلا ہوا ہے جو چالیس سال کی مسافت جتنا چوڑا ہے یہ اس وقت تک بند نہ ہوگا جب تک کہ سورج مغرب سے نہ نکلے۔

فقیہہ رحمتہ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ توبہ ہوا میں معلق ہے جو رات دن پکارتی ہے کہ جو مجھے قبول کرنے سے راہ فرار اختیار نہیں کرے گا وہ عذاب سے بچ جائے گا اور یہ آخر زمانہ تک آواز دیتی رہے گی یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو جائے تو یہ آواز دیتی ہوئی اوپر اٹھائی جائے گی ان احادیث سے توبہ کی اہمیت واضح ہوتی ہے اوراس میں بیان ہے کہ بیشک بندہ جب توبہ کرتا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ مومنوں کو توبہ کی طرف بلاتے ہوئے فرماتا ہے "اے ایمان والو تم سب اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ" اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ توبہ ہر کامیابی کی چابی ہے بیشک مومن کی فلاح توبہ میں ہے اسی لئے مومن کو توبہ کا حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے ایمان والو اللہ سے سچی توبہ کرو" پھر توبہ میں جو اعزاز و اکرام ہے اس کا ذکر کیا گیا ہے ارشاد باری ہے "قریب ہے کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف فرمادے اور تمہیں جنت میں داخل فرمادے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں"۔

سعید ابن ابی بردہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ میں روزانہ سو دفعہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہوں پس جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کے اگلے پچھلے گناہ معاف کئے جا چکے ہیں روزانہ استغفار و توبہ کرتے ہیں تو ایسے لوگ کہ جنہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ ان کے گناہوں کی مغفرت ہوئی ہے کہ نہیں ان کو چاہئے کہ وہ ہر لمحے اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بلکہ انسان ارادہ کرتا ہے کہ وہ مستقبل میں بھی گناہ کرتا رہے" حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ گناہ کرتا رہے اور توبہ میں کاہلی کرے اور یہ کہے کر کہ توبہ کرلوں گا اس وقت تک ٹالتا رہے کہ جب اسے حالتِ گناہ میں موت آجائے اور وہ یوں ہی مرجاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ٹالنے والے تباہ و برباد ہو گئے یعنی توبہ کو ٹالتے رہتے ہیں کہ آج یا کل کرلیں گے لہٰذا انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ زندگی کے آخری لمحے تک اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ "اور وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کے گناہوں سے عفو و درگزر فرماتا ہے" یعنی جب وہ توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے رجوع ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے نیز توبہ سے مقصود یہ ہے کہ بندہ اپنے گناہوں پر دل سے ندامت کا اظہار کرے اور زبان سے استغفار کرے اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا مصمم ارادہ کرے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص تین دفعہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے چاہے وہ سمندر کی جھاگ جتنے ہی کیوں نہ ہوں۔

ابلیس لعین کی قسم :

حضرت ابو قلابہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ابلیس کو ملعون کیا گیا تو اس نے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت کا سوال کیا تو اس کو مہلت دے دی گئی پس ابلیس نے کہا کہ تیری عزت کی قسم میں اس وقت تک تیرے بندے کے سینے سے نہیں نکلوں گا جب تک کہ اس کی روح نہ نکل جائے گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم جب تک میرا بندہ زندہ رہے گا میں توبہ کو اس سے محجوب نہ فرماؤں گا، بندوں کو مومن کے نام سے خطاب فرماتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اے ایمان والوتم سب اللہ کی طرف توبہ کروتا کہ تم کامیاب ہوجاؤ" اور بعد از توبہ ان کو محبوب رکھتا ہے فرمایا ہے "بے شک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک لوگوں کو محبوب رکھتا ہے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں توبہ کرنے والا ایسا ہے گویا اس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے عرض کیا کہ میں نے ایک گناہ کیا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اور پھر نہ کرنا، اس نے عرض کیا کہ میں نے توبہ کی اور پھر گناہ کیا ہے فرمایا پھر توبہ کرو اور گناہ کا اعادہ نہ کرنا، اس نے عرض کیا کب تک؟ آپ نے فرمایا اتنے تک کہ شیطان تھک جائے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ایک آیت "جو لوگ جہالت کی وجہ سے گناہ کرتے ہیں ان کی توبہ کی قبولیت اللہ کے ذمہ ہے" کے تحت فرماتے ہیں کہ جہالت سے مراد عمداً گناہ کرنا ہے اور آیت کا دوسرا حصہ "پھر وہ قریبی وقت میں توبہ کرتے ہیں" میں موت سے پہلے کا ہر لحہ قریب ہی کہلاتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ گناہ کر کے عرض کرتا ہے کہ میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے بخش دے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گناہ کا عمل کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ میں ہی اس کا رب ہوں جو اس کی مغفرت بھی فرماتا ہوں اور پکڑتا بھی ہوں پس تحقیق میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور یہ سب کرم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ورنہ سابقہ امتوں میں تو نہ تھا کہ جب گناہ کرتے تو ان پر حلال کو حرام کر دیا جاتا تھا یا گنہگار کے دروازے پر یا اس کے جسم پر لکھ دیا جاتا تھا کہ فلاں بن فلاں نے یہ گناہ کیا ہے اور یہ اس کی توبہ ہے مگر اس امت پر یہ بات آسان کر دی گئی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لہٰذا ہر مسلمان پر واجب ہے کہ صبح وشام اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا رہے۔

نماز گناہوں کو مٹادیتی ہے :

حضرت مجاہد فرماتے ہیں جو صبح وشام توبہ نہیں کرتا وہ ظالموں میں سے ہے اور بندے پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور پانچ نمازیں باقاعدگی سے ادا کرے بے شک اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازوں کو گناہِ کبیرہ کے علاوہ باقی تمام گناہوں کی تطہیر کرنے والی بنایا ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں باغ میں ایک عورت سے ملا اسے میں نے بھینچا، بوس وکنار کیا اور اس سے مباشرت کی البتہ جماع نہیں کیا چند لمحات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے تو اتنے میں یہ آیت نازل ہوئی "یعنی دن کے اول وآخر میں نماز ادا کریں اور یہ نمازیں فجر، ظہر اور عصر ہے اور رات میں مغرب اور عشاء ادا کرو کیوں کہ نیکیاں گناہوں کو دھوڈالتی ہیں یعنی پانچوں نمازیں گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے سوائے کبیرہ گناہوں کے یہ نصیحت ہے قبول کرنے والوں کے لئے، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اسی کے لئے خاص ہے یا سب کے لئے عام ہے آپ نے فرمایا یہ سب کے لئے عام ہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر بندے پر دو فرشتے ہیں دائیں جانب والا بائیں جانب والے پر حاکم ہے بندہ گناہ کرتا ہے تو بائیں جانب والا دریافت کرتا ہے کیا میں اس کو لکھ لوں حاکم فرشتہ کہتا ہے کہ پانچ گناہوں تک چھوڑ دو جب وہ پانچوں گناہ کرتا ہے تو وہ پھر لکھنے کے لئے پوچھتا ہے، حاکم کہتا ہے ابھی چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ کوئی نیک عمل کرلے، جب وہ نیک عمل کرلے، جب وہ نیک عمل کرلیتا ہے تو حاکم فرشتہ کہتا ہے تحقیق ہمیں مطلع کیا گیا ہے کہ ایک نیکی دس کے مساوی ہوتی ہے لہٰذا ہم اس کی پانچ نیکیاں پانچ گناہوں کے عوض مٹا دیتے ہیں اور اس کی بقیہ پانچ نیکیاں لکھ دیتے ہیں فرمایا کہ اس پر شیطان فریاد کرتے ہوئے کہتا ہے ایسی صورت میں، میں کب اولاد آدم پر قابو پا سکتا ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک عورت کا سوال :

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضور علیہ السلام کے ہمراہ عشاء کی نماز پڑھ کر نکلا تو راستے میں نقاب اوڑھے ایک عورت کو کھڑے ہوئے دیکھا، عورت نے کہا اے ابو ہریرہ میں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے تو کیا میرے لئے توبہ ہے یعنی توبہ قبول ہو سکتی ہے، میں نے کہا وہ تیرا گناہ کیسا ہے کہنے لگی میں نے زنا کیا اور ناجائز بچے کو قتل کیا ہے میں نے اس سے کہا تو تباہ ہوئی اور بچے کو بھی ہلاک کر دیا قسم بخدا تیری قبول نہیں ہو سکتی یہ سنتے ہی وہ عورت چیخ مار کر گر پڑی اور میں چل پڑا پھر میں نے اپنے آپ سے کہا کہ حضور علیہ السلام کے عین حیات تو نے فتویٰ کیسے دیا؟ پس صبح کو حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ رات ایک عورت نے اس طرح مجھ سے سوال کیا اور اس طرح میں نے اس کو جواب دیا، حضور علیہ السلام نے یہ سنا اور انا للّٰہِ وانا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا اے ابو ہریرہ خود بھی ہلاک ہوا اور تو نے اس کو بھی ہلاک کیا، آیا تجھے یہ آیت معلوم نہ تھی "اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتے اور ناحق اسے قتل نہیں کرتے جن کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے اور نہ وہ زنا کرتے ہیں اور جو ایسا کرتا ہے وہ گناہ کی کھائی میں جا گرا، روز قیامت اس کے لئے دگنا گناہ ہے اور ذلیل ہو کر اس میں ہمیشہ رہے گا مگر وہ جس نے توبہ کی، ایمان لایا اور نیک عمل کیا، وہ یہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں یہ سن کر اسی وقت مدینے کی گلیوں میں نکل کھڑا ہوا اور پکارتا تھا کہ مجھے اس عورت کے متعلق بتاؤ جس نے گذشتہ شب مجھ سے اس طرح کا مسئلہ معلوم کیا تھا اور بچے میرے یہ حالت دیکھ کر کہتے تھے دیوانہ ہے ابو ہریرہ! یہاں تک کہ رات ہوگئی اور وہ عورت مجھے اسی جگہ کھڑی ملی تو میں نے اس کو فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتایا کہ اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے تو وہ خوشی سے چیخنے لگی اور کہا کہ میں اپنے گناہ کے کفارے کے طور پر اپنے باغ کو مسکینوں میں صدقہ کرتی ہوں، نیز آیت الامن تاب و امن وعمل عملا صالحا الخ کے ضمن میں علماء فرماتے ہیں کہ جب بندہ توبہ کرتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ نیکیوں میں ڈھل جاتے ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن انسان اپنے اعمال نامہ کے ابتداء میں گناہ اور آخر میں نیکیاں دیکھے گا اور جب پھر ابتدائے کتاب میں دیکھے گا تو اسے سب نیکیاں ہی نظر آئیں گی بالکل ایسے ہی حضرت ابوذر غفاری سے مروی ہے اور فاولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات کا بھی یہی معنیٰ ومفہوم ہے، بعض علماء نے اس آیت کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ برے عمل سے نیک عمل کی طرف رجوع کر لیتا ہے اور توفیق ایزدی سے وہ بُرے عمل کی جگہ نیک عمل کرنے لگتا ہے ارشاد باری تعالیٰ کا یہی مطلب ہے اے میرے بھائی جان لے کہ گناہ کفر سے بڑا نہیں ہے بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''آپ کافروں سے فرما دیں اگر وہ رک جائیں تو انکے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جائینگے'' تو پھر کفر سے کم درجے کے گناہوں کے متعلق تیرا کیا گمان ہے۔

حضرت آدم سے تین باتوں میں اعتذار :

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کوئی ایک ایسا گناہ کرے کہ جس سے زمین وآسمان کے درمیان کا حصہ بھر جائے اور پھر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے یزید رقاشی سے مروی ہے کہ ایک دفعہ منبر نبوی پر بیٹھ کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا کہ حضرت آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام نوع انسانیت سے زیادہ اکرام والے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے تین باتوں میں اعتذار فرمائیں گے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرمائیگا اے آدم اگر میں نے جھوٹوں پر لعنت نہ کی ہوتی اور جھوٹ پر غصہ نہ کیا ہوتا یا وعید نہ کی ہوتی اور اگر میرا یہ قول حق نہ ہوتا کہ میں جنوں اور انسانوں سے جہنم کو بھر دوں گا تو میں آج تیری تمام اولاد پر رحم فرماتا۔

(۲) اے آدم میں تیری اولاد میں سے کسی کو بھی جہنم میں نہ بھیجتا اور نہ میں اسے عذاب دیتا مگر میں اپنے ذاتی علم سے جانتا ہوں کہ اگر ان کو دوبارہ دنیا میں بھیج دوں تو یہ پہلے سے بھی زیادہ گناہ کرے گا اور بالکل توبہ نہیں کرے گا۔

(۳) اے آدم میں تجھے تیری اولاد کے لئے منصف بناتا ہوں، تم میزان کے نزدیک کھڑے ہو جاؤ اور جس کے نیک اعمال کے پلڑے کو جھکا ہوا دیکھیں تو اس کے لئے جنت ہے یہاں تک کہ آپ جان لیں گے کہ میں ظالموں کو ہی جہنم میں ڈالتا ہوں۔

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اعمال نامہ کے تین دفاتر ہیں (۱) ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا (۲) وہ جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا (۳) وہ جس سے اللہ تعالیٰ کوئی شے نہیں چھوڑیں گے۔ یعنی پہلا وہ جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا وہ شرک ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرک پر جنت کو حرام فرما دیا ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے دوسرا وہ کہ جسے اللہ تعالیٰ بخش دے گا وہ بندے کا اپنے اوپر یا اپنے اور رب کے درمیان حق پر ظلم ہے تیسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑے گا وہ بندے کا بندوں پر ظلم ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حقدار کو اس کا حق دلایا جائے گا یہاں تک کہ سینگ والی بکری سے بے سینگ والی بکری کو مارنے کی جزاء دلائی جائے گی، بندے کے لئے لازمی ہے کہ جھگڑے میں راضی نامے میں کوشش کرے، پس جب بندہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کا جرم کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ رحیم ہے جو اسے استغفار کرنے پر بخش دے گا لیکن معاملہ اگر بندے کا ہے تو بندہ لامحالہ اپنے بدلے کا مطالبہ کرے گا اس وقت توبہ واستغفار سے کوئی نفع نہ دے گا جب تک کہ وہ حقدار راضی نہ ہوا گر دنیا میں اس کو راضی نہ کیا تو قیامت کے دن وہ اس کی نیکیاں لے لے گا جیسا کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تم جانتے ہو میری امت کے مفلس کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کیا ہم میں تو مفلس وہ ہے جس کے پاس دینار و درہم اور مال واسباب نہ ہو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ ہے جو روز قیامت نماز وروزے کے ساتھ یوں حاضر ہوگا کہ کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مار اپیٹا ہوگا تو ہر حقدار کو اس کی نیکیوں میں سے حق دیا جائے گا اگر نیکیاں ختم ہوگئیں اور حقدار کے حقوق باقی رہ گئے وان کے گناہ اس کے پلڑے میں ڈالے جائیں گے پھر اسے جہنم میں ڈالا جائے گا ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں توبہ کی توفیق بخشے اور اس پر ثابت قدم رکھے بے شک توبہ پر ثابت قدم رہنا توبہ کرنے سے مشکل ہے۔

صحف موسیٰ کی چھ باتیں اور گویّے کی توبہ :

محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نیکی کا کام شروع کر کے نہ چھوڑو۔ کیونکہ توبہ کر کے چھوڑنے والا کبھی کامیاب نہیں ہوتا، توبہ کرنے والے کو چاہئے کہ وہ اپنی موت کو آنکھوں کے سامنے رکھے تاکہ وہ توبہ پر ثابت قدم رہ سکے اور سابقہ گناہوں کی فکر کرے، اور بکثرت استغفار کرے توبہ کی توفیق پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور روز حشر ثواب کا خیال رکھے جس نے آخرت کے ثواب کی فکر کی وہ نیکیوں کی طرف راغب ہوگا کیوں کہ عذاب کا فکر گناہوں سے بچاتا ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمیں صحف موسیٰ کی چھ باتیں ارشاد فرمائیں آپ نے فرمایا چھ باتیں ہیں (۱) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دوزخ پر یقین رکھتا ہے پھر وہ کیسے ہنستا ہے (۲) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتے ہوئے پھر کیسے خوش رہتا ہے (۳) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو حساب پر یقین رکھتے ہوئے گناہ کے کام کرتا ہے (۴) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتے ہوئے سرگردان پھرتا ہے (۵) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو الٹتے پلٹتے دیکھ کر پھر بھی مطمئن ہے (۶) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو جنت پر یقین رکھتے ہوئے نیک عمل نہیں کرتا۔ لاالہ الا اللہ محمد رسو ل اللہ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کوفے کے قریب ایک دن گزرا تو فاسقوں کا ایک مجمع دیکھا وہ شراب پی رہے تھے اور ان میں زاذان نامی گانا گایا دف بجا رہا تھا اس کی آواز بہت ہی اچھی تھی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر فرمایا یہ آواز کتنی اچھی ہے یہ آواز تو قرآن پڑھنے کے لئے ہوتی یہ کہا اور سر پر چادر ڈال کر چل دیئے، زاذان نے ان کی بات سن کر پوچھا یہ کون تھا؟ لوگوں نے کہا صحابی رسول عبداللہ ابن مسعود تھے اور کہہ رہے تھے کہ اتنی خوبصورت آواز تو قرآن پڑھنے کے لئے ہونی چاہیے تھی پس اس کے دل میں ہیبت پیدا ہوئی اٹھ کھڑا ہوا اور اپنی سارنگی کو توڑ کر زمین پر پھینکا اور دوڑ کر ان کے سامنے رونا شروع کر دیا، عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو گلے لگایا اور خود بھی رونے لگے پھر آپ نے فرمایا کہ میں کس طرح اس شخص سے محبت نہ کروں جس سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے پس زاذان نے توبہ کی اور آپ کی خدمت میں رہ کر قرآن کی تعلیم حاصل کی اور قرآنی ودیگر علوم میں اتنی دسترس حاصل کی کہ کئی علوم میں امام بن گئے اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی اکثر احادیث ان ہی سے مروی ہیں۔

بنی اسرائیل کی ایک عورت کا واقعہ :

فقیہہ رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ سے یہ حکایت سنی کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت تھی جو کہ فاحشہ تھی، اپنے حسن کے باعث لوگوں میں فتنہ برپا کر رکھا تھا اس کے گھر کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا تھا اور جو بھی اس کے دروازے کے پاس سے گزرتا وہ اس کو دروازے میں چارپائی پر بیٹھے ہوئے دیکھتا پس جو بھی اس کی طرف دیکھتا وہ اس کے فتنے میں مبتلا ہو جاتا اور جب کوئی اسکے پاس جانے کا ارادہ کرتا تو کم وبیش اسے دس دینار دینا پڑتے ایک روز عابد وہاں سے گزرا تو اس کی نظر بھی اس گھر پر پڑ گئی اور وہ اپنی چارپائی پر بیٹھی تھی، عابد کا دل بھی لٹو ہو گیا اس نے اپنے نفس پر قابو پانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کی لیکن اس عورت کی کشش اپنے دل سے نہ نکال سکا، اور اس وجہ سے کافی مشکلات سے دوچار رہا یہاں تک کہ حسب ضرورت اپنا مال ومتاع بیچ باچ کر اس کے دروازے پر جا پہنچا، عورت نے دینار اپنے وکیل کے سپرد کرنے کو کہا اور اسے آنے کا وقت دے دیا اور وہ عابد وقت مقررہ پر اس کے پاس پہنچ گیا، عورت بن سنور کر اپنے گھر میں چارپائی پر بیٹھی تھی عابد بھی جا کر اس کے پاس بیٹھ گیا اور مسرور ہو کر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت وبرکت سے اس عابد کی حفاظت فرمائی اور اس کے دل میں آیا کہ صاحب عرش " اللہ تعالیٰ " مجھے اس حال میں دیکھ رہا ہے کہ میں حرام کام کر رہا ہوں اور اس سے میرے تمام اعمال ضبط کر لئے جائیں گے پس اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ہیبت پیدا ہو گئی اس کا جسم کپکپانے لگا اور اس کا رنگ بدل گیا، عورت نے اس کا رنگ بدلتا دیکھ کر کہا کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ عابد نے کہا مجھے اپنے رب سے ڈر لگتا ہے بس مجھے جانے کی اجازت دیدے، عورت نے عابد سے کہا تجھ پر افسوس، اکثر لوگ تو مجھے پانے کی تمنائیں کرتے رہتے ہیں اور تو نے پالی ہے، عابد نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے یہ مال تیرا ہے اور تجھ پر حلال ہے بس مجھے یہاں سے جانے کی اجازت دیدے، عورت نے کہا شاید تو نے پہلے کبھی یہ کام نہیں کیا؟ عابد نے کہا نہیں، عورت نے عابد سے کہا تو کہاں سے آیا ہے تمہارا نام کیا ہے اور تمہارے گاؤں کا نام کیا ہے اور وہ کہاں ہے؟ سب کچھ پوچھ کر عورت نے عابد کو جانے کی اجازت دے دی۔ پس وہ عابد وہاں سے نکلا تو چیختا چلاتا، افسوس کرتا، روتا اور سر میں مٹی ڈالتا تھا، اسی طرح اس عورت کے دل میں بھی اس عابد کی برکت سے خوف خدا پیدا ہوا، اس نے اپنے دل میں کہا کہ اس شخص نے پہلی دفعہ گناہ کیا ہے تو اس پر کتنا خوف الٰہی طاری تھا جب کہ میں کتنے سالوں سے گناہ کر رہی ہوں جس رب نے اس کے دل میں خوف پیدا کیا ہے وہی میرا رب بھی ہے لہٰذا مجھے بھی رب سے ڈرنا چاہیئے پھر اس نے توبہ کی اور گھر کا دروازہ بند کر دیا، پاک کپڑے پہنے اور عبادت میں منہمک ہو گئی اور جب تک اللہ کو منظور ہوتا وہ عبادت میں مشغول رہتی، اسی ثناء اس نے میں سوچا کہ کیوں نہ میں اس عابد کے پاس چلی جاؤں ہو سکتا ہے وہ مجھ سے شادی کر لیں اور وہاں رہ کر میں کچھ دینی امور سیکھ لوں گی اور عبادت الٰہی پر بھی وہ شخص میرا معاون ہوگا چنانچہ تیاری کر کے حسب ضرورت مال اور خدام لے کر اس گاؤں جا پہنچی اور عابد کے متعلق

معلوم کیا۔ لوگوں نے عابد سے کہا کہ ایک عورت آپ سے ملنا چاہتی ہے عابد باہر آیا، اس نے عورت کو دیکھا تو عورت نے نقاب اٹھا دیا تا کہ وہ پہچان سکیں تو عابد نے اس کو پہچان لیا اور سارا واقعہ اس کی نگاہوں کے سامنے آ گیا پس اس عابد نے ایک چیخ ماری اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی، جب کہ عورت غمزدہ کھڑی دیکھتی رہ گئی پھر کہنے لگی کہ میں تو ان کی تلاش میں نکلی تھی مگر یہ تو فوت ہو گئے ہیں کیا کوئی ان کے رشتے داروں میں ایسا ہے جو شادی کرنا چاہتا ہو؟ لوگوں نے کہا ان کا ایک نیک صالح بھائی ہے مگر اس کے پاس مال نہیں ہے، عورت نے کہا کوئی فکر کی بات نہیں میرے پاس بہت مال ہے لہٰذا اس کے بھائی کے ساتھ اس کی شادی ہو گئی اس سے سات بچے اور ساتوں کے ساتوں بنی اسرائیل کے نبی ہوئے تھے۔

والدین کے حقوق

فقیہہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس مؤمن کے والدین ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہوئے صبح کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دو دروازے جنت کے کھول دیتا ہے اور اگر والدین میں سے ایک بھی ناراض ہو جائے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض رہتا ہے جب تک کہ وہ راضی نہ ہو جائے، کہا گیا اگر چہ وہ ظالم ہو فرمایا ہاں اگر چہ وہ ظالم ہو اور یہ حدیث مرفوعاً بھی روایت کی گئی ہے اور اس میں یہ الفاظ ہو فرمایا اگر وہ والدین کے ساتھ سلوک کرتے ہوئے صبح کرتا ہے تو اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھولے جاتے ہیں اگر ایک کے ساتھ کرتا ہے تو ایک دروازہ کھولا جائے گا حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرمائی جائے، حکم ہوا ہم تجھے اپنے حقوق سے متعلق وصیت فرماتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے کوئی وصیت فرمایئے حکم ہوا ہم تجھے تیری والدہ کے حقوق کے متعلق وصیت فرماتے ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر وہی عرض کیا تو حکم ہوا ہم تجھے تیری والدہ کے حقوق کے متعلق وصیت کرتے ہیں موسیٰ علیہ السلام نے پھر عرض کیا تو حکم ہوا ہم تجھے تیرے والد کے متعلق وصیت فرماتے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں جہاد پر جانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ عرض کیا ہاں، ارشاد ہوا جا ان کی خدمت میں حد درجہ کوشش کر، حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ والدین کی خدمت جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے اس لئے کہ حضور علیہ السلام نے اس کو جہاد چھوڑ کر والدین کی خدمت کا حکم دیا ہے اسی طرح یہ کہنا کہ جب تک والدین اجازت نہ دیں تو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نہ نکلے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ غزوات میں جانے سے والدین کی خدمت افضل ہے بہز بن حکیم سے مروی ہے کہ ان کے پردادا نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت نیکی کونسی ہے فرمایا ماں کی خدمت، پھر عرض کیا تو فرمایا ماں کی خدمت پھر عرض کیا تو فرمایا ماں کی خدمت، پھر عرض کیا تو فرمایا باپ کی خدمت پھر قریبی پھر اس سے قریبی عزیز کی خدمت زید بن علی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر والدین کی حق تلفی سے متعلق اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُف سے کوئی اور کم درجے لفظ ہوتا تو اس سے بھی منع فرما دیتا والدین کا بے ادب چاہے کتنا ہی عمل کر لے وہ جنت میں داخل نہ ہو گا اور والدین کا ادب کرنے والا خواہ کچھ برائی بھی کرے وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا۔

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں احترام والدین کا حکم بھی نہ فرماتا تو بھی اصحاب عقل والدین کے احترام کو واجب جانتے اور عقلمند پر واجب ہے کہ وہ والدین کے احترام کو جانے اور ان کا حق خدمت ادا کرے بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتابوں میں خدمت واحترام والدین کا حکم فرمایا ہے نیز والدین کے احترام اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے لئے انبیا کو بذریعہ وحی وصیت فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کو والدین کی رضا پر رکھا ہے اور ان کی ناراضگی کو اپنی ناراضگی فرمایا ہے اور کہا گیا ہے کہ تین آیات الٰہی نازل ہوئی ہیں جو تین کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی دوسری ملی ہوئی کے بغیر قبول نہیں کی جاتی، اس کی پہلی آیت وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو'' یعنی جو نماز پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے اس کی نماز قبول نہ ہو گی، دوسری آیت ''اور تم اللہ کی اطاعت اور رسول کی اطاعت کرو'' جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت تو کرتا ہے مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتا تو اس کی اطاعت الٰہی نامقبول ہو گی تیسری آیت ''میرا اور والدین کا شکر ادا کرو'' جو اللہ تعالیٰ کا شکر تو ادا کرے مگر اپنے والدین کا شکر گزار نہ ہو تو اس کا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا بھی نامقبول ہو گا، اس پر دلیل حضور علیہ السلام کی یہ حدیث ہے کہ جس نے اپنے والدین کو راضی کیا گویا اس نے اپنے خالق کو راضی کیا اور جو اپنے والدین کو ناراض کرتا ہے گویا وہ اپنے خالق کو ناراض کرتا ہے اور جس نے والدین کو پایا اور یا دونوں میں سے ایک کو پایا اور ان کے ساتھ بھلائی نہ کی وہ جہنم میں داخل کیا جائے گا اور رحمت الٰہی سے دور کر دیا جائے گا۔

ماں باپ کے حقوق کی اہمیت :

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کونسا افضل ہے؟ فرمایا وقت پر نماز پڑھنا، والدین کے ساتھ بھلائی کرنا پھر اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا، فرقد سنجی کہتے ہیں کہ میں نے بعض کتابوں میں پڑھا ہے کہ بیٹے کو روا نہیں.. کہ وہ والدین کی موجودگی میں بغیر اجازت گفتگو کرے اور نہ والدین کے آگے چلے اور نہ دائیں اور نہ بائیں اور ان کی آواز پر فوراً جواب دے، ان کے پیچھے یوں چلے جیسے غلام اپنے آقا کے پیچھے چلتا ہے، ذکر کیا گیا ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ بہت ضعیف ہیں میں ہی ان کو کھلاتا، پلاتا اور وضو کراتا ہوں اور اسے اپنے کندھوں پر اٹھاتا ہوں کیا میں نے اس کا حق ادا کر دیا؟ فرمایا نہیں ایک فی صد بھی نہیں، لیکن تو نے اچھا کام کیا ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے اس قلیل عمل کا کثیر اجر دے گا ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حکمت کی باتوں میں بھی مرقوم ہے کہ ملعون وہ ہے جو اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجتا ہے، ملعون وہ ہے جو صراط مستقیم سے روکتا ہے یا نابینا کو راستے سے بھٹکاتا ہے ملعون وہ

ہے جو اللہ کا نام لئے بغیر جانور ذبح کرتا ہے ملعون وہ ہے جو زمین کی حدیں بدلتا ہے یعنی دوسرے کے ساتھ مشترکہ زمین کی حدیں تبدیل کرتا ہے نیز اسے علامات حرام بھی کہا گیا ہے اور والدین پر لعنت کی جاتی ہے تو گویا کہ یہ ایسا ہوا کہ اس نے ہی خود والدین پر لعنت کی ہے۔

بوقت نزع عقلمند کا کلمہ نہ پڑھ سکنا :

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں گناہ کبیرہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے، عرض کیا گیا کہ کس طرح کوئی اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ فرمایا کہ دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے گا تو دوسرا اس کے والدین کو گالی دے گا حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں علقمہ نامی ایک جوان تھا وہ بڑا محنتی اور صدقہ خیرات کرنے والا تھا وہ بہت سخت بیمار ہوگیا تو اسکی بیوی حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ میرا شوہر حالت نزع میں ہے میں نے چاہا کہ آپ کو اطلاع کردوں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال، حضرت علی، حضرت سلمان اور حضرت عمار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے فرمایا کہ تم علقمہ کے پاس جاؤ اور دیکھو اس کا کیا حال ہے یہ حضرات تشریف لائے اور علقمہ سے کلمہ شریف پڑھنے کو کہا مگر اس کی زبان نہ چل سکی جب ان کو یقین ہوگیا کہ یہ قریب المرگ ہیں تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا گیا تا کہ وہ علقمہ رضی اللہ عنہ کے حالات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کیا گیا تا کہ وہ علقمہ رضی اللہ عنہ کے حالات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلقع کردیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس کے والدین حیات ہیں؟ عرض کیا گیا کہ اس کے والد تو وفات پاچکے ہیں البتہ ضعیف العمر والدہ حیات ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمای کہ علقمہ کی والدہ کے پاس جاؤ اور میرا سلام دے کر کہنا کہ اگر وہ چل سکتی ہیں تو میرے پاس آجائے ورنہ میں خود اس کے پاس آجاتا ہوں، حضرت بلال نے اس کے اطلاع دی تو کہنے لگی میری جان آپ کی جان پر فدا، آپ کی خدمت میں حاضری دینا میرا حق ہے پھر عصا لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام عرض کیا اور آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا پس وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھ گئی، آپ نے فرمایا مجھے سچ بتا، اگر جھوٹ بولا تو میرے پاس وحی الٰہی آجائے گی، علقمہ کیا کرتا ہے؟ عرض کرنے لگیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ بہت نمازی تھا اور اتنے روزے رکھتا تھا اور بے حد وحساب درا ہم صدقہ کیا کرتا تھا، آپ نے فرمایا تیرا اور اس کا معاملہ کیسا تھا؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس سے سخت ناراض ہوں، آپ نے فرمایا کس لئے؟ کہنے لگی کہ وہ اپنی بیوی کو مجھ پر فوقیت دیتا تھا ہر معاملے میں اسی کی بات مانتا تھا اور میری نافرمانی کرتا تھا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی والدہ کی ناراضگی نے اس کی زبان کو کلمہ شہادت پڑھنے سے روک دیا ہے پھر آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ جاؤ بہت سی لکڑیاں چن لاؤ تا کہ مین اس کو آگ میں جلادوں، کہنے لگی یارسول آپ میرے بیٹے میرے دل کے ٹکڑے کو آگ میں جلارہے ہیں اور وہ بھی میرے سامنے، میں اپنے دل میں کیسے برداشت کروں گی حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا اے اُم علقمہ عذاب الٰہی اس سے بھی سخت اور دیرپا ہے پس اگر تو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے تو پھر تو اس سے راضی ہوگا، قسم اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب تک تو اس پر ناراض رہے گی نماز روزہ اسے کوئی فائدہ نہ دے گا پھر بڑھیا نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آسمان پر موجود اللہ اور آپ کو اور یہاں پر موجود حضرات کو گواہ بنا کر کہتی ہوں کہ میں نے علقمہ کو معاف کردیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال سے فرمایا جاؤ اور دیکھو کہ کیا وہ کلمہ پڑھنے کی طاقت رکھتا ہے؟ ہوسکتا ہے علقمہ کی ماں نے مجھ سے حیا کرتے ہوئے یہ کچھ کہہ دیا ہو اور دل سے نہ کہا ہو، حضرت بلال دروازے تک گئے تو حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کو کلمہ پڑھتے سنا پھر اندر جا کر فرمایا لوگو! والدہ کی ناراضگی نے علقمہ کی زبان کو کلمہ پڑھنے سے روک رکھا تھا جیسے ہی وہ راضی ہوئیں تو ان کی زبان پر بھی کلمہ جاری ہوگیا پھر علقمہ رضی اللہ عنہ اسی دن فوت ہوگئے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور غسل وتکفین کا حکم فرمایا اور پھر نماز جنازہ پڑھائی بعد ازاں اس کی قبر کے کنارے پر کھڑے ہوکر فرمایا اے گروہ مہاجرین وانصار جس نے اپنی بیوی کو اپنی والدہ پر فضیلت وبرتری دی اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے اسکے فرائض ونوافل نامقبول ہوں گے۔

والدین کی حق شناسی اور دس حقوق :

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت ''اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ صرف اسی کی عبادت کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو'' کے ضمن میں فرماتے ہیں رب کا حکم یہ ہے اسی کو واحد مانو اور بعض نے ان لا تعبدو االا ایاہ کا مفہوم یہ بتایا ہے کہ گناہ کے معاملے میں کسی کا کہنا نہ مانو لیکن اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اسکی اطاعت کرو اور والدین کے ساتھ بھلائی کرو یعنی ان کے ساتھ نیکی اور شفقت سے پیش آؤ خصوصاً جب وہ دونوں بوڑھے ہوجائیں یا ان سے ایک تو ان دونوں کو اُف بھی نہ کہو ''یعنی ان سے کوئی سخت اور ناز یبا بات نہ کہو اور بعض نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جب والدین بوڑھے ہوجائیں اور ان کے بول وبراز اٹھانے کی حاجت پیش آجائے تو ناک نہ پکڑنا ان کے سامنے، اور نہ منہ پھیرنا کیوں کہ ان دونوں نے تیرے بچپنے میں تیرا بول وبراز اٹھایا ہے اور تیرے ایسے حال کو انہوں نے بکثرت دیکھا ہے پھر فرمایا ہے ''اور نہ دونوں کو جھڑک اور ان

سے نرم گفتگو کرا ور شفقت وانکساری کے ساتھ جھکا رہ اور کہہ اے پالنے والے ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں پالا تھا، یعنی جب وہ فوت ہو جائیں تو ان کے لئے مغفرت کی دعا کرو مطلب یہ کہ جس طرح حین حیات والدین کے اولاد پر حقوق ہیں اسی طرح مرنے کے بعد بھی ان کے حقوق ہیں کہ وہ ان کی مغفرت کی دعا کرے ہر نماز کے بعد، اور بعض نے قُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا کا معنی یہ کیا ہے کہ والدین کی حیات میں بھی اور بعد وفات بھی ان کے لئے رحمت وبخشش کی دعا کرے كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا جس طرح بچپن میں انہوں نے مجھے پالا یہاں تک کہ میں بڑا ہو گیا اے اللہ میری طرف سے ان کو مغفرت کی جزا عطاء فرما۔

بعض تابعین سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص روزانہ اپنے ماں باپ کے لئے پانچ دفعہ دعا مانگتا ہے اس نے ان کا حق ادا کر دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "میرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو کہ میری طرف ہی تم نے لوٹ کر آنا ہے" لہٰذا اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ روزانہ پانچ نمازیں پڑھے اور والدین کا شکر یہ ہے کہ روزانہ پانچ مرتبہ ان کے لئے دعا کرے پھر ارشاد فرمایا کہ "تمہارا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے" یعنی ماں باپ کے حق میں تمہارے دلوں میں جو بھلائی اور نرمی ہے اس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے، پھر فرمایا "اگر تم صالح رہے تو وہ توبہ کرنے والوں کے لئے غفور ہے" یعنی اگر تم نے والدین کے ساتھ نیکی کی تو اس پر اجر الٰہی کے حقدار بن جاؤ گے اور تم نے حقوق الوالدین کو ترک کر دیا تو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ کرو بے شک وہ تائبین کو بخشنے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ والدین کے اولاد پر دس حقوق ہیں (۱) اگر وہ کھانے کے لئے محتاج ہوں تو ان کو کھانا کھلائے (۲) اگر وہ کپڑوں کے لئے محتاج ہوں تو حسب حیثیت ان کو کپڑا دے کیوں کہ فرمان الٰہی وصاحبهما فی الدنیا معروفا کی تفسیر میں حضور علیہ السلام سے مروی ہے کہ معروف مصاحبت یہ ہے کہ اگر والدین بھوکے ہوں تو کھانا کھلائے اگر وہ بے لباس ہوں تو ان کو لباس دے۔ (۳) اگر وہ خدمت کے محتاج ہوں تو ان کی خدمت کرے (۴) جب وہ آواز دیں تو جواب دے اور فوراً حاضر ہو جائے (۵) گناہ یا غیبت کے علاوہ اگر وہ کوئی حکم دیں تو ان کے ہر حکم کی اطاعت کرے (۶) ان سے نرم لہجے میں بات کرے سخت لہجے میں کلام نہ کرے (۷) والدین کو نام لے کر نہ بلائے (۸) والدین کے پیچھے چلے (۹) جو خود کے لئے پسند کرے وہی والدین کے لئے پسند کرے اور جس کو خود ناپسند کرے اسے والدین کے لئے بھی ناپسند کرے (۱۰) جو وہ اپنی مغفرت کے لئے دعا کرے تو وہ اپنے والدین کی مغفرت کے لئے بھی وہی دعا کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں فرماتا ہے رَبِّ اغْفِرْلِي وَلِوَالِدَيَّ "اے رب میری اور میرے والدین کی مغفرت فرما" اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا تھا رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَاب "اے ہمارے رب دعا قبول فرما، اے ہمارے رب مجھے اور میرے والدین اور تمام مومنوں کی روز حشر بخشش فرما"۔

فوت شدہ والدین کو راضی کرنیکا عمل :

بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ والدین کے لئے مطلق دعا نہ کرنا بیٹے پر معاشی تنگی لاتا ہے پوچھا گیا، کیا بعد وفات والدین کو راضی کرنا ممکن ہے؟ جواب دیا گیا ہاں! انہیں تین باتوں سے راضی کیا جا سکتا ہے (۱) یہ کہ بیٹا فی نفسہ نیک ہو کیوں کہ والدین کے لئے صالح اولاد سے بڑھ کر کوئی محبوب نہیں (۲) والدین کے رشتے داروں اور دوستوں سے صلہ رحمی کرے (۳) والدین کے لئے مغفرت کی دعا کرے اور ان کی طرف سے صدقہ دے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ابن آدم فوت ہو جاتا ہے تو اس کے تمام اعمال منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) علم نافع (۳) لڑکا کا صالح جو والدین کی مغفرت کے لئے دعاء کرے۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں اس شخص سے تعلقات منقطع نہ کرو جو تمہارے والد سے ملتا تھا اس طرح تیرا نور بجھ جائے گا اس لئے کہ تیری محبت در حقیقت تیرے باپ ہی کی محبت ہے، منقول ہے کہ قبیلہ بنی سلمہ کے ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے ماں باپ فوت ہو چکے ہیں کیا اب بھی ان کیلئے بھلائی میرے ذمے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ان کے لئے استغفار کرنا اور ان کے وعدوں کو نبھانا اور ان کے دوستوں کی عزت وتکریم کرنا اور ان کے رشتے داروں سے صلہ رحمی کرنا جو انہی کے سبب باقی ہے۔

واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم

بیٹے کے باپ پر حقوق

والد پر بیٹے کے تین حق :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تین چیزوں میں باپ پر بیٹے کا حق ہے۔(۱) بیٹے کے پیدا ہونے پر اس کا خوبصورت نام رکھے (۲) جب عقل مند ہوجائے تو اسے قرآن کی تعلیم دے (۳) بلوغت کو پہنچے تو اس کی شادی کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک شخص اپنے بیٹے کے ہمراہ آیا اور کہا کہ میرا یہ بیٹا میری نافرمانی کرتا ہے آپ نے لڑکے سے فرمایا کہ اپنے والد کے حقوق میں تو اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا؟ کیا والد کے یہ حقوق نہیں ہیں، پھر لڑکے نے کہا کہ اے امیر المؤمنین کیا لڑکے کے بھی باپ پر کوئی حقوق ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں والد پر بھی بیٹے کا حق ہے کہ والد کسی ایسی عورت سے شادی کرنے سے اجتناب کرے جو بیٹے کے لئے باعثِ شرمندگی بنے اور اس کا اچھا نام رکھے اور اسے قرآن کی تعلیم دے، تو لڑکے نے کہا کہ قسم بخدا اس نے میری ماں کے معاملے میں اجتناب نہیں کیا وہ ایک لونڈی ہے جس کو انہوں نے چار سو درہم میں خریدا تھا اور نہ میرا نام اچھا میرا نام انہوں نے جُعل رکھا یعنی گندا کیڑا اور نہ ہی مجھے قرآن کی ایک آیت کی تعلیم دی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باپ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تو کہتا ہے کہ میرا بیٹا نافرمان ہے حالانکہ تو نے تو اس کی نافرمانی سے بھی پہلے اسکے حق سلب کرلئے ہیں پس اٹھ جاؤ مجھ سے۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد علمائے سمرقند میں سے ابو حفص یسکندی کی حکایت سناتے تھے کہ ان کے پاس ایک شخص نے آکر کہا کہ میرے بیٹے نے مجھے مارا ہے اور مجھے دکھ پہنچایا ہے آپ نے فرمایا سبحان اللہ! بیٹا اپنے باپ کو مارتا ہے؟ باپ نے کہا ہاں مجھے مارا بھی ہے تکلیف بھی پہنچائی ہے، آپ نے فرمایا کیا تو نے اس کو ادب اور علم سکھایا، باپ نے کہا نہیں، پھر فرمایا کیا اسے قرآن پڑھایا ہے؟ کہا نہیں آپ نے فرمایا وہ کیا کام کرتا ہے؟ جواب دیا زراعت کا۔ آپ نے فرمایا بیٹے نے تجھے کسی بات پر مارا؟ جواب دیا نہیں، آپ نے فرمایا یا ممکن ہے وہ علی الصبح گدھے پر سوار کھیتوں کی طرف جارہا ہے بیل اس کے آگے اور کتا اس کے پیچھے ہو، قرآن کی خوبی ہے ناآشنا وہ گیت گارہا ہوگا اور ایوے وقت میں تو نے اس سے کوئی تعرض کیا ہوگا تو اس نے تجھے بیل سمجھ کر ماردیا، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کہ کہیں اس نے تیرا سر نہیں توڑ دیا، ثابت بنانی علیہ الرحمۃ حکایت کرتے ہیں کہ کسی جگہ ایک شخص اپنے باپ کو ماررہا تھا تو کسی نے اس سے کہا یہ کیا کررہا ہے؟ اتنے میں اس کے والد نے کہا اس سے تعارض نہ کرو اس لئے کہ میں بھی اسی جگہ اپنے باپ کو مارتا تھا اور اب میرا بیٹا مجھے اُسی جگہ پر ماررہا ہے یہ میرے اپنے عمل کا بدلہ ہے میرے اپنے بیٹے پر کوئی علامت نہیں۔ داناؤں کا قول ہے کہ والدین کا نافرمان اپنی اولاد سے خوشی نہیں دیکھے گا اور جو کسی بھی امر میں مشورہ نہیں کرتا وہ اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکتا اور جو اپنے گھر والوں کا حق خدمت ادا نہیں کرتا، اس کی لذت عیش ضائع ہوجاتی ہے۔

با مروّت آدمی اور سعادت کی علامت :

امام شعبی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس باپ پر رحمت فرماتا ہے جو اپنے بیٹے کے ساتھ نیکی کے کاموں میں تعاون کرتا ہے یعنی وہ اپنے بیٹے کو ایسے احکام نہیں دیتا جس سے اس کی طرف سے نافرمانی کا خوف ہو ایک صالح کی حکایت ہے کہ وہ اپنے بیٹے کو کوئی کام نہیں کہتا تھا بلکہ بوقت ضرورت کسی اور سے وہ کام کہہ دیتے جب ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو جواب دیا کہ مجھے خوف ہے کہ اگر میں نے اپنے بیٹے کو کوئی کام کہا اور اس نے نہ کیا تو اس پر جہنم واجب ہوجائے گی اور میں اپنے بیٹے کو جہنم کی آگ میں نہیں جلانا چاہتا ایسا ہی ایک واقعہ حضرت خلف بن ایوب رضی اللہ عنہما سے بھی بیان کیا گیا ہے حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں وہی شخص بامروت ہے جو والدین کے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔ صلہ رحمی کرتا ہے، بھائیوں کی تعظیم کرتا ہے، اپنے اہل خانہ، والدین اور نوکروں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آتا ہے، دین کی حفاظت کرتا ہے، اپنے مال کو پاک رکھتا ہے اور وافر مال کو خرچ کرتا ہے، زبان کی حفاظت کرتا ہے، اپنے گھر میں رہتا ہے یعنی اپنے کام میں مگن رہتا ہے اور بیہودہ لوگوں کے ساتھ نہیں بیٹھتا حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ چار چیزیں انسانکے لئے سعادت ہیں (۱) اس کی بیوی صالحہ ہو (۲) اس کی اولاد نیک و فرمانبردار ہے (۳) اس کے ملنے جلنے والے صالح لوگ ہوں (۴) رزق اس کا اپنے ہی شہر میں ہو۔

سات چیزوں کا دائمی ثواب :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سات چیزوں کا ثواب بعد موت بھی جاری رہتا ہے (۱) جس نے مسجد بنائی تو اس کے لئے دائمی اجر ہے یہاں تک کہ اس میں ایک آدمی نماز پڑھنے والا موجود ہو (۲) جس نے نہر بنوائی جب تک پانی اس میں بہتا رہے گا اور لوگ سیراب ہوتے رہیں گے تو اسے ثواب ملتا رہے گا (۳) جس نے خوشخطی سے قرآن لکھا جب تک کوئی ایک بھی اس کو پڑھتا رہے گا اسے ثواب ملتا رہے گا (۴) جس نے چشمہ بنوایا "کنواں کھدوایا" جب تک لوگ اس سے پانی پیتے رہیں گے اسے ثواب ملتا رہے گا (۵) جس نے کوئی درخت لگایا جب تک لوگ یا پرندے اس کا پھل کھاتے رہیں گے اس کو ثواب ملتا رہے گا (۶) جس نے علم سیکھنے اور سکھانے کا سلسلہ شروع کیا تو اسے اجر ملتا رہے گا

(۷) جس نے ایسا لڑکا چھوڑا جو اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے مغفرت کی دعا کرے یعنی جب کہ بیٹا صالح ہو اور والد نے اسے قرآن و دیگر علوم پڑھائے ہوں تو والد کو بھی وہی اجر ملے گا جو اس کے بیٹے کو ملے گا اور اگر والد نے اپنے بیٹے کو گناہ کے راستے دکھائے تو والد کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس کے بیٹے کو ہوگا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جب بندہ فوت ہو جاتا ہے تو اس کے عمل بھی منقطع ہو جاتے ہیں سوائے تین کے (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچے (۳) ایسا نیک لڑکا جو اس کے لئے خیر کی دعا کرے۔

صلہ رحمی

فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کی اونٹنی کی مُہار یا نکیل پکڑتے ہوئے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایسی بات ارشاد فرمائیں تو مجھے جنت کے نزدیک اور جہنم سے دور کردے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور شرک نہ کر، نماز پڑھ اور زکوٰۃ دے اور صلہ رحمی کر۔ حضرت عبداللہ ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم عرفہ کی شب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج قطع رحمی کرنے والا ہمارے درمیان نہ بیٹھے وہ ہم سے اٹھ جائے، تو مجلس کے ایک کونے میں بیٹھا ایک شخص اٹھ کر چل دیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر حاضر ہوگیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا۔ کیا بات ہے کہ بجز تیرے کوئی اور اس محفل نہیں اٹھا، اس نے عرض کیا یا نبی اللہ ﷺ! میں آپ کا ارشاد سنتے ہی اپنی خالہ کے پاس گیا جس نے مجھ سے قطع تعلق کیا ہوا تھا، کہنے لگی خلاف عادت کیسے آنا ہوا؟ تو میں نے آپ کا فرمان سنایا، تو میرے لئے اس نے استغفار کیا اور میں نے اس کے لئے استغفار کی، آپ نے فرمایا بیٹھ جا تو نے بہت اچھا کیا خبردار قطع رحم کرنے والی قوم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول نہیں ہوتا، فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ قطع رحمی کرنا بہت بڑا گناہ ہے اور اس کو بھی اور اس کے ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی رحمت الٰہی سے محروم کردیتا ہے، مسلمان پر وجب ہے کہ قطع رحمی سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور صلہ رحمی کرے کیونکہ حضور اکرم ﷺ کی اس پہلے حدیث واضح ہے کہ صلہ رحمی بندے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے قریب اور جہنم سے دور کردیتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ صلہ رحمی باقی تمام نیکیوں سے جلدی ثواب لانے کا باعث ہے اور کوئی گناہ ایسا نہیں کہ جس پر دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فوراً عذاب آجائے بجز اللہ تعالیٰ سے بغاوت اور قطع رحمی کے نیز آخرت کا بوجھ تو ہے ہی حضرت عمرو بن شعیب اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کا کہ میرے کچھ رشتے دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلق کرتے ہیں میں انہیں معاف کردیتا ہوں وہ مجھ پر ظلم کرتے ہیں، میں اچھائی کرتا ہوں وہ مجھ سے برائی سے پیش آتے ہیں، تو کیا میں ان کے ساتھ ویسا کروں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ ورنہ تو بھی ان سب کے گناہ میں شریک ہوجائے گا، تو ان کے ساتھ تعلق استوار رکھ کے فضیلت کو اختیار کر، جب تک تو ایسا کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرا مددگار مقرر رہے گا اور کہے گا کہ تین چیزیں جنتیوں کے اخلاص میں سے ہیں جو صرف محسنین اور بااخلاق لوگوں پائی جاتی ہیں، (۱) برائی کرنے والے کے ساتھ بھلائی کرنا (۲) ظالم کے ظلم سے عفو درگزر کرنا (۳) غریب پر خرچ کرنا

صلہ رحمی کرنے والے کی عمر بڑھ جاتی ہے :

حضرت ضحاک بن مزاحم اس آیت یمحو اللہ مایشاء ویثبت کی تفسیر مین فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی کرنے والے شخص کی زندگی کے جب تین دن باقی رہ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں تیس سال کا اضافہ فرمادیتا ہے، نیز قطع رحمی کرنے والے شخص کی زندگی کے ابھی تیس سال باقی ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو گھٹا کر صرف تین دن تک فرمادیتا ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقدیر کو صرف دعا ہی روکرتی ہے اور عمر کو نیکی ہی بڑھاتی ہے آدمی گناہوں کا مرتکب ہوکر رزق سے محروم ہوجاتا ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو شخص اپنے رب سے ڈرتا اور صلہ رحمی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ فرمادیتا ہے، اس کا مال بڑھ جاتا ہے اور اس کے گھر والے اس سے محبت کرتے ہیں حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زیادتی عمر کے معاملے میں اختلاف ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ حدیث کے ظاہری معنیٰ مراد ہیں یعنی صلہ رحمی کرنے والے کی عمر بڑھ جاتی ہے بعض فرماتے ہیں کہ عمر نہیں بڑھ سکتی جیسا کہ فرمان ایزدی ہے ''کہ جب ان کے اجل ''موت'' کا وقت آجائے گا تو ایک گھڑی نہ بڑھ سکتی ہے اور نہ کم ہوسکتی ہے'' لیکن زیادتی عمر کا معنی یہ ہے کہ بعد از موت بھی اس کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جب اس کی موت کے بعد اس کا ثواب لکھا جاتا ہے یہ گویا اس کی عمر میں اضافہ ہوگا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیوں کہ اس سے تمہیں دنیاوی حیات اور اخروی بھلائی نصیب ہوگی اور یہ تو کہا گیا ہے کہ جب تو اپنے رشتہ داروں کے ہاں پاؤں سے چل کر نہ جائے اور اپنے مال میں سے اسے ان کو کچھ نہ دیا تو گویا تو نے قطع رحمی کی بعض صحیفوں میں فرمان الٰہی ہے کہ اے ابن آدم اپنے مال سے صلہ رحمی کر، اگر بخل یا مال کی کمی حارج ہے تو پھر پاؤں سے چل کر ان کے پاس جا حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی کرو چاہے سلام سے ہی کرو۔

حضرت میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کافر اور مسلمان ان میں برابر ہیں (۱) وعدہ پورا کرو عہد خواہ کافر سے ہو یا مسلمان سے کیوں کہ عہد اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا ہے (۲) رشتے داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرو خواہ وہ کافر ہوں یا مسلمان (۳) اور جو تمہارے پاس امانت رکھے اسے ادا کرو خواہ وہ مسلمان ہو یا کفر۔ حضرت کعب احبار فرماتے ہیں اُس رب کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے لئے دریا کو پھاڑ دیا تھا یہ بات تو

راۃ میں مرقوم ہے کہ اپنے رب سے ڈرو، والدین کے ساتھ بھلائی کرو، رشتے داروں سے صلہ رحمی یعنی میل ومحبت رکھو تو تیری عمر بڑھ جائے گی تیری مشکل آسان کردی جائے گی تیری تنگ دستی دور کردی جائے گی بے شک اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر صلہ رحمی کا حکم دیا ہے ارشاد ہے واتقو اللہ الذی تساء لون بہ والا رحام یعنی اس اللہ سے ڈرو جس سے اپنی حاجت کے لئے سوال کرتے ہو اور قرابت داروں کے ساتھ قطع تعلق سے بچو یعنی صلہ رحمی کرو۔

ایک اور روایت میں فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحسان بے شک اللہ تعالیٰ عدل یعنی توحید وشہادت ان لا الہ الا اللّٰہ اور احسان یعنی عوام کے ساتھ بھلائی اور درگزر کا حکم دیتا ہے ارو وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبیٰ اور اہل قرابت کو دینے کا یعنی صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ یہاں تک تو تین باتوں کا حکم دیا گیا تھا اور آگے تین باتوں سے روکا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَیَنْھیٰ عَنِ الْفَحشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ ارو وہ روکتا ہے فحاشی، بے حیائی ارو ظلم سے، فحشاء سے مراد معاصی ہیں منکر وہ ہے جس کا شریعت اور سنت یعنی حدیث میں کوئی ثبوت نہ ہو اور البغی لوگوں پر ظلم کو کہتے ہیں یَعِظُکُمْ یعنی اللہ تعالیٰ نصیحت فرماتا ہے مطلب یہ کہ تین باتوں کا حکم دیتا ہے اور تین باتوں سے روکتا ہے لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْن تا کہ تم نصیحت پکڑو۔

عثمان ابن مظعون کا واقعہ :

حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے میری دوستی تھی اور میں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حیا ولحاظ کرتے ہوئے مسلمان ہوا تھا مگر قلبی طور پر مجھے اسلام پر استقرار نہ تھا ایک روز میں آپ کے پاس بیٹھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک مجھ سے منہ پھیر لیا گویا کہ دوسری طرف بیٹھے ہوئے کسی دوسرے سے کلام فرما رہے ہیں پھر یک دم میری طرف التفات فرماتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام آئے تھے اور یہ آیت پڑھی ”بے شک اللہ تعالیٰ عدل واحسان اور رشتے داروں کو دینے کا حکم فرماتا ہے“ مجھے اس سے بہت ہی مسرت ہوئی اور میرے دل میں السلام کے لئے پختگی آ گئی پس میں آپ کے ہاں سے اٹھا اور آپ کے چچا ابو طالب کے پاس آ کر ان سے کہا کہ میں ابھی آپ کے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھا کہ آپ پر یہ آیت نازل ہوئی، ابو طالب ے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرو فلاح اور ہدایت پا جاؤ گے قسم اللہ کی میرا بھتیجا اچھے اخلاق کا حکم دیتا ہے وہ سچے ہوں یا جھوٹے مگر تمہیں تو بھلائی کی ہی دعوت دیتے ہیں جب ان کی یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ کو ان کے مسلمان ہونے کی امید ہوئی پھر آپ اس کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام قبول کرنے کی دعوت دی لیکن انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّکَ لاَ تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَن یَّشاء ”بے شک آپ جس کو چاہیں منزل مقصود تک نہیں پہنچا سکتے لیکن اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے“ اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ نے صلہ رحمی کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک اور آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَھَلْ عَسَیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ، وَتَقَطَّعُوْ ا اَرْحَامَکُمْ تو کیا تم کنارہ کش رہو گے اگر واپس آ جاؤ تم بے شک تم زمین میں فساد کرو گے اور قطع رحمی کرو گے“ کہا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے رابت داروں کو پیدا فرمایا کہ میں رحمان ہوں اور تم رحم جو قطع رحمی کرے گا میں اس سے قطع رحمی فرما لوں گا اور جو صلہ رحمی کرے گا میں اُسی کو ملوں گا منقول ہے کہ رحم عرش کے ساتھ معلق ہے اور دن رات پکارتا ہے اے جو مجھ سے ملتا ہے تو بھی اس سے مل جو مجھ سے قطع تعلق کرتا ہے تو بھی اس سے تعلق توڑ لے حضرت امام طریقت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کہ جب لوگ علم کو ظاہر کریں گے اور عمل کو ضائع کریں گے، زبان سے محبت کریں گے اور دل میں بغض رکھیں گے اور قطع رحمی کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان پر لعنت کرے گا ان کی آنکھوں کو اندھا فرما دیگا۔

ایک خراسانی کا واقعہ :

یحیٰی بن سلیم کہتے ہین کہ مکہ شریف میں ہمارے ساتھ ایک خراسانی شخص تھا جو کہ بڑا صالح تھا اور لوگ اس کے پاس اپنی اپنی امانتیں رکھتے تھے ایک شخص آیا اور اس کے پاس دس ہزار دینار بطور امانت رکھے اور اپنے کسی کام سے چلا گیا جب وہ شخص مکہ میں واپس آیا تو خراسانی فوت ہو چکا تھا، اس شخص نے خراسانی کے اہل خانہ اور بچوں سے اپنے مال کے متعلق پوچھا تو ان کو کوئی علم نہ تھا، اس شخص نے وہاں پر بکثرت موجود فقہائے مکہ سے کہا کہ میں نے فلاں شخص کے پاس دس ہزار دینار بطور امانت رکھے تھے وہ شخص مر گیا ہے میں نے اس کے بیٹے ودیگر اہل خانہ سے پوچھا تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا، اب آپ حضرات میرے مسئلے میں کیا حکم فرماتے ہیں؟ فقہاءِ مکہ نے کہا کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ خراسان جنتی ہے ایسا کرو جب آدھی یا تہائی رات گزر جائے تو زمزم کے کنویں پر جا کر جھانکنا اور آواز دینا اے فلاں بن فلاں میں امانت والا ہوں، اس نے تین رات تک ایسا کیا لیکن اسے ایک جواب بھی نہیں ملا تو وہ ان کے پاس آیا اور ان کو پورا واقعہ بتایا فقہاءِ نے اِنا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور فرمایا کہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ خراسانی جہنم میں ہے لہٰذا تم یمن جاؤ اور وادء برہوت کے کنویں میں جھانکو جب آدھی یا تہائی شب بیت جائے تو پھر آواز دینا اے فلاں بن فلان میں امانت والا حاضر ہوں چنانچہ اس نے یونہی کیا اور اس کی پہلی آواز پر جواب آ گیا، اس شخص نے کہا تجھ پر افسوس تو یہاں کیسے پہنچا تو تو بہت اچھا انسان تھا خراسانی

نے کہا کہ میرے گھر کے کچھ لوگ خراسان میں سکونت پذیر تھے اور میں ان سے قطع تعلق رہا یہاں تک کہ مرگیا، اسی جرم پر اللہ تعالیٰ نے مجھے پکڑا اور یہاں پہنچایا گیا ہوں بہرحال تیرا مال ویسے کا ویسا محفوظ ہے اور میں نے اپنے بیٹے کو بھی تیرے مال کا امین نہیں بنایا تھا اور گھر میں اسی طرح دفن کردیا تھا پس میرے بیٹے سے کہو کہ وہ تجھے میرے گھر میں داخلے کی اجازت دیدے اور تو خود اندر داخل ہو کر کھدائی کر تو تو اپنا مال حاصل کرلے وہ شخص آیا اور اپنے مال کو بعینہٖ پایا۔

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب آدمی اپنے رشتیداروں کے نزدیک ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ ہدیہ وغیرہ کے ساتھ صلہ رحمی کرے اور ان کو دیکھنے جایا کرے اگر وہ مال سے صلہ رحمی کی قوت نہ رکھتا ہو تو ان سے ملا ضرور کرے اور اگر وہ محتاج ہوں تو ان کے معاملات میں تعاون کرے اگر وہ دور ہوں تو خط و کتابت کرے اور اگر چل کر جاسکتا ہے تو یہ زیادہ افضل ہے یاد رکھو صلہ رحمی میں دس باتیں ایسی ہیں جو قابل تعریف ہیں

(۱) صلہ رحمی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے کیونکہ اس نے ہی یہ حکم دیا ہے (۲) اس سے رشتے داروں کو مسرت حاصل ہو گی جیسا کہ حدیث میں ہے کہ افضل عمل مؤمن کو خوش کرنا ہے (۳) صلہ رحمی سے فرشتوں کو مسرت ہوتی ہے (۴) مسلمان صلہ رحمی کرنے والے کی تعریف کرتے ہیں (۵) صلہ رحمی کے عمل سے شیطان کو دکھ اور غم ہوتا ہے (۶) مسلمان صلہ رحمی سے عمر بڑھتی ہے (۷) صلہ رحمی سے روزی میں برکت ہوتی ہے (۸) فوت ہو جانے والے آباؤ اجداد صلہ رحمی سے مسرور ہوتے ہیں (۹) صلہ رحمی سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اس لئے کہ وہ ان کی خوشی و غمی میں ان کے ساتھ ہوتا ہے (۱۰) اس کے مرنے کے بعد اجر و ثواب بڑھ جاتا ہے کیوں کہ رشتے دار اس کے احسان کو یاد کر کے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

صلہ رحمی کرنے والے کا اعزاز :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن تین اشخاص اللہ کے عرش کے زیر سایہ ہوں گے (۱) صلہ رحمی کرنے والا، اس کی عمر بڑھ جاتی ہے اور اس کی قبر اور اس کے رزق بھی وسعت کی جاتی (۲) ایسی عورت کہ جس کا شوہر اور لاد کو یتیم چھوڑ کر فوت ہوا اور اس نے ان کو سنبھالا یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئے یا فوت ہو گئے (۳) ایسا شخص جو یتیموں اور مسکینوں کو بلا کر کھانا کھلائے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کے دو اقدامات کو پسند فرماتا ہے اسکا ایک وہ قدم جو فرض نماز کی ادائیگی کے لئے اٹھتا ہے اور دوسرا جو قرابت دار کی طرف اٹھتا ہے اور کہا گیا ہے کہ پانچ باتیں ایسی ہیں جن پر اگر وہ ثابت قدم رہے تو ان کی نیکیوں میں پہاڑوں جتنا اضافہ کردیا جائے گا اور اس کے رزق میں وسعت کردی جائے گی (۱) جو ہمیشہ صدقہ کرتا ہے چاہے تھوڑا یا زیادہ (۲) صلہ رحمی کرے تھوڑی سی چیز یا زیادہ سے

(۳) ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد پر کمر بستہ رہنے والا (۴) ہمیشہ وضو سے رہنے والا اور پانی زیادہ خرچ نہ کرنے والا (۵) ہمیشہ اپنے والدین کی اطاعت کرنے والا۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم و رسولہٗ

ہمسایوں کے حقوق

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات افراد ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف دیکھے گا اور نہ انہیں گناہوں سے پاک فرمائیگا کہ تم جہنم میں جانے والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ (۱) ان میں سے ایک لواطت بازی کرنے والا اور کروانے والا (۲) استمنی بالید یعنی ہاتھ سے شہوت پوری کرنے والا (۳) جانوروں سے بدفعلی کرنے والا (۴) عورت سے غیر فطری فعل کرنے والا (۵) ماں اور بیٹی کو ایک نکاح میں جمع کرنے والا (۶) پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنے والا (۷) ہمسائے کو تکلیف پہنچانے والا۔ اگر یہ لوگ توبہ کی شرطوں کے ساتھ توبہ نہ کریں تو لوگ ان پر لعنت کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک مسلمان ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ لوگ اس کے دل، زبان اور ہاتھ سے محفوظ نہ ہوں اور کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کے پڑوسی اسکے ظلم سے مامون نہ ہوں، راوی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ ''بوائقہ'' کیا ہے فرمایا اس کا دھوکہ اور ظلم۔

حضرت سعید بن المسیّب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پڑوسی کی عزت و حرمت کی مانند ہے حضرت مجاہد فرماتے ہیں حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ بکری ذبح کرو اور ہمارے پڑوسی یہودی کو بھی کھانا دینا پھر دیر تک باتیں کر کے فرمایا اے غلام جب تو بکری ذبح کرلے تو ہمارے یہودی پڑوسی کو بھی دینا، غلام نے عرض کیا آپ نے یہودی پڑوسی کے معاملے میں ہمیں پریشان فرما دیا ہے، عبداللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمیشہ پڑوسیوں کے متعلق ہمیں تاکید فرماتے تھے یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ اسے وارث نہ بنا دیں ابوشریح کعبی اسے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز حشر پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کی عزت کرے اور ایک دن ایک رات اسے پر تکلف کھانا کھلائے اور مہمانی تین روز تک کے لئے ہے اس کے بعد صدقہ ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ پڑوسی کا پڑوسی پر کیا حق ہے؟ فرمایا اگر وہ قرضہ مانگے تو اس کو قرضہ دو، دعوت کرے تو قبول کرو، بیمار ہو تو عیادت کرو، امداد مانگے تو امداد کرو، اسے کوئی مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو، اور اگر اس کو بھلائی میسر ہو تو خوشی کا اظہار کرو، اگر کوئی مرجائے تو کفن دفن میں موجود رہو، وہ سفر پر جائے تو اس کے گھر اور اہل وعیال کی حفاظت کرو، اپنی کم ظرفی سے اس کو تکلیف نہ دو، ورنہ ہدیہ دے کر اس کو زائل کرو ایک دوسری حدیث میں یہ الفاظ زیادہ آئے ہیں اس کی رضا و خواہش کے بغیر اپنی دیواریں اونچی نہ کرو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے پڑوسی کے حقوق کے متعلق ہمیشہ جبریل علیہ السلام وصیت کرتے تھے یہاں تک کہ میں نے گمان کرلیا کہ عنقریب وہ وارث ہو جائے گا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پرہیزگاری کر تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گذار بن جائیگا قناعت کر تمام لوگوں سے زیادہ شکر گزار بن جائے گا، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسروں کے لئے پسند کر مؤمن بن جائے گا، اپنے ہمسائے کے ساتھ اچھا برتاؤ کر مسلمان بن جائے گا، ہنسا کر کرو، زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو اور والدین، رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، قریبی پڑوسی، اجنبی پڑوسی، ساتھ بیٹھنے والوں اور مسافروں کے ساتھ بھلائی کرو''۔

پڑوسی کی اقسام اور تین وصیتیں :

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں پڑوسی تین طرح کے ہوتے ہیں ان میں سے کچھ کے تین کچھ کے دو اور کچھ کا ایک حق ہوتا ہے (۱) وہ پڑوسی جن کے تین ہیں وہ تیرے رشتہ دار اور مسلمان پڑوسی ہیں (۲) وہ کہ جن کے دو حق ہیں وہ تیرا مسلمان پڑوسی ہے (۳) وہ کہ جسکا صرف ایک ہی حق وہ ذمی پڑوسی ہے۔ یعنی جب پڑوسی قرابتدار اور مسلمان ہو تو اسکا قرابت کا، اسلام کا اور پڑوسی ہونیکا الگ الگ حق ہے اور وہ پڑوسی جسکے دو حق ہیں یعنی مسلمان پڑوسی تو اسکا ایک حق پڑوسی ہونیکا اور دوسرا مسلمان ہونے کا ہے اور وہ پڑوسی جس کا ایک حق ہے یعنی ذمی پڑوسی تو اس کا صرف پڑوسی ہونے کا ایک حق ہے پڑوسی کے حق کی معرفت لازمی ہے چاہے وہ ذمی ہی کیوں نہ ہو، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دوست محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتیں وصیت فرمائیں (۱) فرمایا سنو، اطاعت کرو چاہے کوئی بونا ہی کیوں نہ امیر ہو (۲) شوربے میں پانی ڈالکر اور اسے پڑوسیوں کو بھی دیا کرو اور نماز وقت پر پڑھا کرو (۳) جو شخص مرجائے اور اس کے تین پڑوسی اس سے راضی ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک شخص نے اپنے پڑوسی کی شکایت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی اذیت پر صبر کرو اور اسے ایذا نہ پہنچانا آخر موت سے جدائی ہو جائے گی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اچھا پڑوس یہ نہیں کہ اذیت نہ پہنچائے بلکہ اذیت پر صبر کرنا ہے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی کرنے والا وہ شخص نہیں ہے جو ملانے والوں سے ملائے اور تعلق توڑنے والوں سے

قطع تعلق کرے ایسا کرنے والا تو معاملہ برابر کرتا ہے، صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جو قطع تعلق کرنے والوں سے مل کر رہے اور اپنے اوپر ظلم کرنے والوں پر مہربانی کرے، جو صلے والا وہ شخص نہیں جو اپنی قوم کی وہ باتیں برداشت کرے جن کو قوم ان کی طرف سے برداشت کرتی ہے یعنی جب وہ جاہلانہ باتیں کریں تو یہ بھی جہالت کا ثبوت دے ایسا برابری کا معاملہ تو مصنف کرتے ہیں، حوصلہ مند وہ ہے جو قابل برداشت باتوں کو برداشت کرتا ہی ہے مگر وہ جاہلانہ باتوں کو بھی برداشت کرے۔

پڑوسی کے لئے تین چیزوں کی امان:

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمان کو چاہیے کہ وہ پڑوسی کی اذیت پر صبر کرے اور اپنے پڑوسی کو دکھ نہ دے اور ایسی حالت ہو کہ پڑوسی اس سے محفوظ ہو نیز تین باتوں سے وہ اپنے پڑوسی کو محفوظ رکھے، ہاتھ سے اور زبان سے اور ستر (برہنگی) سے، زبان سے محفوظ رکھنا یہ ہے کہ ایسی کوئی بات نہ کرے کہ اگر پڑوسی کو آتا دیکھے تو خاموش ہو جائے، یا وہی بات پڑوسی کو معلوم ہو جائے تو شرمندہ ہونا پڑے اور ہاتھ سے محفوظ رکھنا یہ ہے کہ پڑوسی اگر بازار میں ہو اور یاد آئے کہ وہ تھیلی گھر میں بھول آیا ہے تو اسے کوئی خوف یا ڈر نہ ہو اور وہ کہے کہ میرا اور اس کا گھر ایک ہے اور ستر محفوظ رکھنا یہ ہے کہ اگر پڑوسی سفر پر ہو اور اسے علم ہو جائے کہ پڑوسی میرے گھر میں گیا ہے تو اس کے دل میں سکون ہو "کہ وہ میرے ستر پر حملہ نہیں کرے گا" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین باتیں زمانہ جاہلیت میں بطور اخلاق پسند کی جاتی تھیں اور مسلمانوں کے لئے تو وہ مزید اولیٰ ہیں۔

(۱) اگر مہمان آجاتا ہے تو وہ پر تکلف مہمان نوازی کرتے (۲) اگر بیوی بوڑھی ہو جاتی تو اس کو طلاق نہ دیتے بلکہ اس کو اپنے پاس رکھتے کہ وہ ہلاک نہ ہو (۳) اگر ان کا پڑوسی مقروض ہوتا، یا کسی سخت مصیبت میں گرفتار ہوتا تو وہ اس کا قرض ادا کرتے اور اسے مصیبت سے نکالتے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک پڑوسی اپنے دوسرے پڑوسی کا دامن پکڑ کر عرض کرے گا یا اللہ میرے اس بھائی کو تو نے فراخی عطا فرمائی تھی اور مجھے تنگی، میری شام بھوک پر ہوتی تھی اور اس کی پیٹ بھر کر، اب اس سے پوچھیں کہ اس نے اپنا دروازہ مجھ پر کیوں بند کر دیا تھا اور اس کو عطاء کی جانے والی نعمتوں سے مجھے کیوں محروم کیا گیا۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دس باتیں ظلم میں گنی جاتی ہیں (۱) ایسا مرد یا ایسی عورت جو اپنی ذات کے لئے تو دعا مانگے لیکن اپنے ماں باپ اور مومنوں کے لئے دعا نہ کرنا (۲) ایسا شخص جو قرآن کی تلاوت تو کرتا ہے روزانہ لیکن سو آیت سے کم (۳) ایسا شخص جو مسجد میں گیا اور دو رکعت پڑھے بغیر ہی واپس آگیا (۴) ایسا شخص جو قبرستان سے گزرا لیکن اہل قبور کو نہ سلام کہا اور نہ ان کے لئے دعا مانگی (۵) ایسا شخص جو جمعہ کے روز شہر میں داخل ہوا لیکن جمعہ پڑھے بغیر واپس ہو گیا (۶) ایسا مرد یا ایسی عورت کہ جن کے محلے میں کوئی عالم دین آیا اور وہ اس کے پاس علم کی کوئی بات حاصل کرنے نہ گئے (۷) ایسے دو شخص جو دوست بنے لیکن ایک دوسرے سے نام نہ پوچھا (۸) ایسا شخص کہ جسے کھانے پر مدعو کیا گیا لیکن وہ نہ گیا (۹) ایسا جوان کہ جس نے اپنے شباب کو گنوا دیا نہ علم حاصل کیا اور نہ ادب (۱۰) ایسا شخص جو خود تو شکم سیر رہا لیکن اس کا پڑوسی بھوکا تھا اور اسے کچھ کھانے کو نہ دیا۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چار باتیں اچھے پڑوسی کی علامت ہیں (۱) اپنے مال سے پڑوسی کے ساتھ ہمدردی کرے (۲) پڑوسی کے پاس جو کچھ ہے اس کی خواہش نہ کرے (۳) اپنی ایذاؤں سے پروی کو بچا کر رکھے (۴) پڑوسی کی اذیت پر صبر کرے۔

شراب نوشی کا عذاب

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی علیہ رحمۃ سے منقول ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن شراب پینے والے کو لایا جائے گا تو اس کا چہرہ سیاہ ہوگا، آنکھیں نیلی ہوں گی، اس کی زبان سینے پر لٹک رہی ہوگی اور لعاب بہہ رہا ہوگا اور اس کو دیکھنے والے بدبو کے سبب اس سے گھن کھائیں گے، شراب پینے والے کو سلام نہ کرو، بیمار ہوجائے تو عیادت نہ کرو اور مرجائے تو جنازہ نہ پڑھو۔ حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ شرابی ایسا ہے جیسا بت پرست، شرابی لات وعزیٰ کی عبادت کرنے والوں جیسا ہے جب کہ وہ شراب کو حلال سمجھے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آگ کا پیالہ پینا پسند کروں گا بہ نسبت شراب کے پیالے کے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور شے شراب ہے اور وہ حرام ہے اگر دنیا میں شراب طہور سے محروم رہے گا۔

حضرت فقیہہ علیہ رحمۃ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ ہر نشہ دینے والی شے حرم ہے وہ کی ہو چاہے پکی، جیسا کہ جابر بن بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شے میں کثیر حصّہ نشہ آور ہو تو اس کے قلیل حصّے کا استعمال بھی حرام ہے۔ حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کشید کی ہوئی شراب پینے کا گناہ عام کچی شراب پینے والے سے زیادہ ہے بے شک شراب پینے والا گنہگار و فاسق ہے اور پکی شراب پینے والے کے لئے تو خطرات ہے کہ وہ کافر نہ ہوجائے کیوں کہ کچی شراب پینے والا تسلیم کرتا ہے کہ وہ شراب پیتا ہے اور وہ حرام ہے اور پکی شراب پینے والا تو نشہ پیتا ہے اور اس کو حلال جانتا ہے نیز مسلمانوں اجماع ہے نشہ آور شے کا استعمال تھوڑا ہو یا زیادہ حرام ہے اور جو اس بالا جماع حرام شے کو حلال جانے وہ کافر ہے۔

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے لوگو شراب سے بچو کہ یہ ام الخبائث ہے پہلے زمانے میں ایک عابد تھا اور وہ مختلف مسجدوں میں آتا جاتا رہتا تھا ایک دفعہ اسے ایک بدکردار عورت ملی جس نہ خادمہ کو کہہ کر عابد کو گھر میں بلوالیا اور دروازہ بند کردیا اس کے پاس شراب تھا اور ایک معصوم لڑکا عورت نے عابد سے کہا کہ میں تجھے اس وقت تک نہیں جانے دوں گی جب تک کہ یا تو تو شراب کا پیالہ پی لے یا زنا کرلے یا اس لڑکے کو قتل کردے، نہیں تو میں شور مچادوں گی کہ یہ شخص بری نیت سے میرے گھر میں داخل ہوا ہے۔ وہ عابد یہ سن کر کمزور پڑگیا اور کہا کہ میں نہ تو زنا کرسکتا ہوں اور نہ قتل، البتہ شراب کا پیالہ پی لیتا ہوں پھر کہا تو نے میرے ساتھ یہ زیادتی کی ہے واللہ میں بے قصور ہوں پھر اس نے شراب پی اور اس کے نشے میں زنا بھی کیا اور بچے کو بھی قتل کردیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے بچو کہ یہ تمام برائیوں کی جڑ ہے، قسم اللہ کی شراب اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہوتے اور یہ ایمان کو مشکوک بنادیتا ہے اور آخر کار ختم کردیتی ہے اس لئے کہ شرابی جب نشہ میں ہوتا ہے تو اس کی زبان پر کلمہ کفر جاری ہوجاتا ہے، اور پھر اس کی زبان اس کی عادی ہوجاتی ہے نیز یہ بھی ڈر ہے کہ موت کے وقت بھی اس کی زبان پر کلمہ کفر جاری ہوجائے اور وہ دنیا سے کفر کی حالت میں مرجائے اسی صورت میں وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور اکثر موت کے وقت ہی بندے کا ایمان ضائع ہوتا ہے اور یہ سب اس کی زندگی کے برے اعمال کے سبب ہی ہوتا ہے پھر وہ ہمیشہ حسرت وندامت کے ساتھ ہی رہے گا حضرت ضحاک فرماتے ہیں جو شرابی نشے میں مدہوش مرجاتا ہے تو وہ قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

شرابی لعنتی کا انجام :

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار اشخاص ایسے ہیں جنہیں جنت کی خوشبو نصیب نہیں ہوگی حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے ان میں سے (۱) بخیل (۲) احسان کرکے احسان جتلانے والا (۳) عادی شراب خور (۴) جس کو والدین عاق کردیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شراب سے متعلق دس قسم کے افراد پر لعنت کی گئی ہے (۱) بنانے والے پر (۲) جس کے لئے بنائی گئی ہو (۳) شراب پینے والے پر (۴) پلانے والے پر (۵) اٹھانے والے پر (۶) اٹھا کر جسکے پاس پہنچائی گئی (۷) بیچنے والے پر (۸) خریدنے والے پر (۹) تجارت کرنے والے پر (۱۰) تجارت کروانے والے پر۔ بعض حدیثوں میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ روز حشر جب شرابی اپنی قبر سے نکلے گا تو وہ مُردار کی طرح بدبودار ہوگا کوزہ اسکی گردن میں لٹک رہا ہوگا، پیالہ اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کے گوشت اور کھال میں سانپ اور بچھو بھرے ہوئے ہوں گے اس نے آگ کے جوتے پہن رکھے ہوں گے اور اس کے سر میں دماغ کھول رہا ہوگا اور وہ اپنی قبر کو جہنم کا ایک گڑھا پائے گا اور دوزخ میں فرعون وہامان کے ساتھیوں میں ہوگا۔ حضرت ام المؤمنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص شرابی کو ایک لقمہ بھی کھلائے گا تو اللہ تعالیٰ سانپ اور بچھو اس کے جسم پر مسلط فرمادے گا اور جس نے اس کی حاجت پوری کی گویا اس نے اسلام کو گرانے میں اس کی مدد کی اور جس نے اس کو قرض دیا گویا اس نے مومن کو قتل کرنے میں معاونت کی، اور جو اس کے ساتھ بیٹھے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو اندھا اٹھائے گا اور اس کے پاس کوئی عذر نہ ہوگا، شرابی کی شادی نہ کرواگر بیمار پڑجائے تو عیادت نہ کرو، شرابی کی گواہی قبول نہ کرو، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق مبعوث فرمایا ہے توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن میں شرابی

پر لعنت کی گئی ہے اور شرابی نے گویا تمام کتب سماوی کا انکار کر کے کفر کیا ہے اور شراب کو کافر ہی حلال سمجھتا ہے اور شراب کو حلال سمجھنے والے سے میں بری ہوں دنیا میں بھی آخرت میں بھی حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ کعب احبار رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا توراۃ میں بھی شراب کو حرام کہا گیا ہے فرمایا ہاں اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ والی آیت توراۃ میں موجود ہے بیشک ہم نے جو حق نازل فرمایا ہے اس سے باطل مٹ گیا ہے اور اس سے لہو ولعب، دف مزامیر اور شراب کو باطل کیا گیا ہے اور شرابی پر ہلاکتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم جو دنیا میں شراب کی حرمت کو توڑ دیگا تو قیامت کے روز میں اس کو پیاسا رکھوں گا اور جس نے شراب کی آیت حرمت کے بعد اس کو چھوڑ دیا تو میں اسے خطیرۃ القدس سے سیراب کروں گا پوچھا گیا کہ خطیرۃ القدس کیا ہے فرمایا قدس اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام اور خطیرہ اس کی جنت ہے۔

فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ شراب سے کنارہ کش رہو کیوں کہ اس میں دس بری باتیں ہیں (۱) شرابی دیوانہ ہو جاتا ہے اور بچوں کے لئے ہنسی بن جاتا ہے، عقل منداس کی برائی کرتے ہیں جیسا کہ ابن ابی الدنیا سے مذکور ہے فرماتے ہیں کہ میں نے بغداد کی گلیوں میں شراب سے مدہوش ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پیشاب کر کے اسے اپنے اوپر ملتا تھا اور کہتا تھا اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے بنا۔ اور یہ بھی مذکور ہے کہ شراب میں مدہوش ایک شخص نے راستے میں قے کی تو ایک کتے نے آکر اس کی منہ اور داڑھی کو چاٹنا شروع کر دیا اور وہ شرابی کتے سے کہتا تھا اے میرے آقا اے میرے آقا رومال کو گندا نہ کر (۲) شراب مال کو ضائع اور عقل کو ماؤف کر دیتی ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم شراب کے متعلق آپ کی رائے جاننا چاہتے ہیں آپ نے فرمایا یہ مال کو تلف اور عقل کو تباہ کر دیتی ہے (۳) شراب نوشی بھائیوں اور دوستوں کے درمیان دشمنی کا ذریعہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''بے شک شیطان تو تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''بے شک شیطان تو تمہارے درمیان شراب اور جوئے کے ذریعے بغض اور دشمنی کروانا چاہتا ہے'' (۴) شراب نوشی ذکر الٰہی اور نماز سے روکتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ''وہ تمہیں اللہ کے ذکر اور نماز سے روکتا ہے کیا تم رُک جاؤ گے'' یعنی اس سے رُک جاؤ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے رب بے شک ہم رک گئے۔
(۵) شراب نوشی زنا پر ابھارتی ہے شراب پینے والا بے شعوری میں بیوی کو طلاق بھی دے دیتا ہے (۶) شراب تمام برائیوں کا دروازہ کھول دیتی ہے اس لئے کہ شرابی پر تمام گناہ سہل ہو جاتے ہیں (۷) شرابی محافظ ملائکہ کو اذیت دیتا ہے کہ انہیں گناہ کی ایسی محفل میں لے جاتا ہے جہاں بدبو ہوتی ہے اسے لائق نہ تھا کہ وہ ان ملائکہ کو اذیت دیتا جو اس کو اذیت نہیں دیتے (۸) شرابی نے اسی کوڑوں کی سزا کو اپنے اوپر واجب کر لیا گیا وہ دنیا میں نہ مارے گئے تو آخرت میں عام لوگوں اور اس کے آباؤ اجداد اور دوستوں کے سامنے اُسے آگ کے کوڑے مارے جائیں گے۔

(۹) شرابی نے گویا اپنے اوپر آسمان کے دروازے بند کر لئے کہ چالیس دن تک نہ اس کی نیکیاں اوپر کی جاتی ہیں اور نہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے (۱۰) شرابی نے خود کو خطرہ میں ڈال لیا ہے کیوں کہ خطرہ ہے کہ موت کے وقت اس کا ایمان ہی ضائع نہ ہو جائے۔ یہ دس وہ عذاب وہ باتیں ہیں جو شرابی کو سزائے آخرت کو عقوبات تو شمار سے باہر ہیں، پینے کو کھولتا ہوا پانی، کھانے کو تھوہر کا درخت اور ثواب کا نہ ملنا اس کے سوا ہیں عقل مند کو یہ لائق نہیں کہ وہ تھوڑی لذت کے بدلے میں ابدی لذت کو چھوڑ دے گے۔

جنت اور جہنم میں داخل ہونے والوں کا منظر :

اللہ تعالیٰ کے فرمان آیت ''جس دن ہم متقیوں کو رحمٰن کے حضور جمع کریں گے اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے'' کے متعلق حضرت مقاتل بن سلیمان سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ جنتیوں کو بلایا جائے گا جب وہ جنت کے دروازے پر پہنچیں گے تو وہاں ایک درخت کے نیچے دو چشمے بدرہے رہے ہوں گے وہ اس میں سے ایک چشمے سے پانی پئیں گے تو ان کے پیٹ میں سے تمام غلاظتیں نکل جائیں گی پھر وہ دوسرے چشمے پر آکر اس میں غسل کریں گے تو ان کے جسم سے تمام میل کچیل اور غلاظتیں دھل جائیں گی، وہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''سلام ہو تم پر خود کو تم نے پاک کر لیا پس ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس میں داخل ہو جاؤ'' پھر یاقوت احمر کے بنے اونٹ ان کے لئے لائے جائیں گے ان کے پاؤں موتیوں اور یاقوت سے جڑے سونے کے ہوں گے، ان کی مہاریں لؤلؤ کی ہوں گی اور ان میں سے ہر ایک کو دو دو حُلے دیئے جائیں گے اگر ایک حُلے کو اہل دنیا پر ظاہر کر دیا جائے تو پوری دنیا اس سے روشن ہو جائے اور ہر ایک کے ساتھ بطور محافظ کے ملائکہ ہیں جو جنت میں ان کے ٹھکانوں کے لئے رہنمائی کرتے ہیں پس جب وہ جنت میں داخل ہوں گے تو ان کے سامنے سونے کے پانی سے مزین چاندی کے محل ہوں گے ان میں جائیں گے تو کثیر خدام بکھرے موتیوں کی طرح ان کا استقبال کریں گے ان کے پاس زیور، لباس، چاندی کے برتن اور سونے کے آب خورے ''پیالے'' ہونگے فرشتے ان کو سلام کریں گے اور وہ سلام کا جواب دیں گے پھر وہ داخل ہو جائیں گے جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطاء کردہ درجات کو دیکھیں گے تو وہاں رکنے کا ارادہ کریں گے تب فرشتے کہیں گے کیا ارادہ ہے؟ وہ کہے گا اللہ تعالیٰ کے اکرام کی جگہ ٹھرنا چاہتا ہوں وہ کہیں گے آگے چلو تیرے لئے اس سے اچھی جگہ ہے جب وہ آگے بڑھے گا وہ اس کے سامنے موتیوں سے مرصع سونے کا محل ہو گا جب قریب ہو گا تو خدام بکھرے موتیوں کی طرح اس کا استقبال کریں گے ان کے پاس

چاندی کے برتن اور سونے کے آب خورے ہوں گے وہ اس کو سلام کریں گے تو وہ جواب دے گا وہ وہاں رہنے کا ارادہ کرے گا مگر فرشتے کہیں گے آگے چلو تیرا ٹھکانہ تو اس سے بھی بہتر ہے پھر وہ ایسے محل میں پہنچے گا جو سُرخ یاقوت کا ہوگا اتنا صاف ہوگا کہ اس کا اندرونی منظر باہر ی سے نظر آجائے گا جب وہ قریب ہوگا تو خدام پہلے کی طرح اس کا استقبال کریں گے اور سلام کریں گے اور وہ ان کو جواب دے گا پھر وہ داخل ہوگا تو حوران عین ان کا استقبال کریں گی جو مختلف رنگوں کے ستر لباس پہنے ہوں گی ان کی خوشبو سو سال کی مسافت پر محسوس ہوگی ان کے شفاف چہروں میں اپنا چہرہ دیکھیگا اور ان کے سینے کو دیکھے گا تو اندر سے جگر دکھائی دے گا، ہڈیاں اور کھال ایسی باریک ہوگی کہ پنڈلیوں کا گوشت صاف نظر آئے گا اور یہ حور ایک مربع فرسخ کے مکان میں ہوں گی جس کے چار ہزار دروازے سونے کے ہوں گے جو موتیوں سے جڑے ہوں گے اس میں ایک تخت ہوگا جس پر ستر پردے پڑے ہوں گے اور وہ ایک بالا خانہ ہوگا کہ جس میں بیٹھ کر جس پھل کی طلب کرے گا وہی پھل اس کے پاس آجائے گا یہاں تک کہ وہ اس سے کھائے گا یا اس کا تخت خود ہی اس پھل کی طرف جائے گا اور وہ اس سے کھائے گا یہ تمام ثواب ان متقیوں کا ہے جو شراب اور فواحش سے بچتے ہیں۔

پھر فرمایا کہ جہنمیوں کو جب جہنم کی طرف کھینچ کر لایا جائے گا اور وہ اس کے قریب پہنچیں گے تو جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور لوہے کے گرز لئے ملائکہ ان کا استقبال کریں گے جب وہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے تو ان کا کوئی عضو عذاب سے محفوظ نہ ہوگا، سانپ اس کو ڈس رہے ہوں گے اور فرشتے اس کو مار رہے ہوں گے، جب فرشتہ اس کو مارے گا تو وہ آگ میں چالیس سال تک گہرائی تک چلا جائے گا اور وہ تہہ تک پہنچنے نا پائے گا کہ آگ کی لپٹیں پھر اسے اوپر لے آئیں گی اور فرشتہ پھر اس کو مارے گا اور وہ اسی طرح پھر نیچے چلا جائیگا، پھر اس کا سر نظر آئے گا تو پھر مارے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''جب اس کی کھال جل جائے گی تو ہم فوراً اس کی دوسری کھال بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھے بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے'' راوی کہتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ ان کے ساتھ روزانہ ستر مرتبہ اسی طرح ہوتا رہے گا جب پیاسا ہوگا تو وہ پانی مانگے گا مگر کھولتا ہوا پانی لایا جائے گا جیسے ہی وہ اپنے منہ کے قریب کرے گا تو اس کے منہ کا گوشت گر جائے گا پھر وہ منہ میں ڈالے گا تو اس کے دانت اور داڑھیں گر جائیں گے پھر وہ پیٹ میں پہنچائے گا تو اس کی آنتیں کٹ جائیں گی اور جلد گل جائے گی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور اس سے اس کے پیٹ کے اندر کی تمام اشیا اور کھال گل جائے گی اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہوں گے'' پس جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا وہ عذاب میں مبتلا رہیں گے پھر وہ جہنم کے نگران فرشتوں کو پکاریں گے ''کہ تم اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ روزانہ کے عذاب میں ہم سے تخفیف کرے'' تو وہ ان کو جواب نہیں دیں گے پھر وہ مالک فرشتے کو چالیس سال تک پکاریں گے مگر جواب نہ پائیں گے پھر وہ کہیں گے کہ ہم نے جہنم کے نگران اور خزانچی فرشتے کو پکارا مگر انہوں نے جواب نہ دیا، اب مل کر چیخیں پھر وہ مل کر سب چیخ و پکار یں گے لیکن ان کو کچھ حاصل نہ ہوگا پھر وہ صبر کا سوچ کر صبر کرلیں گے لیکن پھر بھی کچھ حاصل نہ ہوگا پس وہ کہیں گے ہم شور مچائیں یا صبر کریں دونوں باتیں ہمارے لئے برابر ہیں اب ہمارے بچنے کی صورت نہیں بس یہ عذاب کفار کے لئے ہے۔

لیکن جب مسلمان شراب پیتا ہے اور اس کی زبان پر کفر کے کلمے جاری ہوجاتا ہیں تو پھر یہ ڈر ہے کہ مرتے وقت اس کا ایمان ضائع ہوجائے اور وہ کافروں میں شمار ہو لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ وہ شراب نوشی سے رک جائے اور شرابیوں سے قطع تعلق کرلے اگر وہ شرابیوں سے میل جیل رکھے گا تو پھر ڈر ہے کہ وہ بھی ویسا نہ ہوجائے اور چاہئے کہ وہ عذاب قیامت سے بچنے کی فکر کرے اور جس نے فکر کی تو اس کا دل شراب نوشی کی طرف میلان نہیں کرے گا اور نہ ہی شرابیوں کے ساتھ بیٹھنے کو اس کا دل چاہے گا۔

شراب نوشی کے نتائج :

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب ایک دفعہ بندہ شراب نوشی کرتا ہے تو اس کا دل سیاہ پڑ جاتا ہے جب دوبارہ پیتا ہے تو محافظ فرشتے اس سے براءت کا اظہار کرتے ہیں جب تیسری دفعہ پیتا ہے تو ملک الموت ''عزرائیل'' اس سے بری ہوجاتا ہے، جب چوتھی دفعہ پیتا ہے تو حضور علیہ السلام اس سے بری الذمہ ہوجاتے ہیں جب پانچویں دفعہ پیتا ہے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بیزار ہوجاتے ہیں جب چھٹی مرتبہ پیتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام بری ہوجاتے ہیں ساتویں دفعہ میں اسرافیل علیہ السلام بری ہوجاتے ہیں آٹھویں دفعہ میکائیل علیہ السلام بری ہوجاتے ہیں، نویں دفعہ آسمان اس سے بری ہوجاتے ہیں، دسویں مرتبہ زمین اس سے بری ہوجاتی ہے گیارھویں مرتبہ پیتا ہے تو سمندر کی مچھلیاں اس سے بری ہوجاتی ہیں بارھویں مرتبہ پیتا ہے تو سورج اور چاند اس سے بری ہوجاتے ہیں تیرھویں مرتبہ آسمان کے ستارے اس سے بری ہوجاتے ہیں چودھویں مرتبہ پیتا ہے تمام مخلوقات اس سے بری ہوجاتی ہے پندرھویں مرتبہ اس پر جنت کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں سولھویں دفعہ پیتا ہے تو اس کے لئے جہنم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں سترھویں دفعہ پینے پر حاملین عرش اس سے بری ہوجاتے ہیں اٹھارھویں دفعہ پینے پر کرسی اس سے بری ہوجاتی ہے انیسویں دفعہ پینے سے عرش اس سے بری ہوجاتا ہے اور بیسویں دفعہ پینے پر جبار تبارک وتعالیٰ اس سے بری ہوجاتا ہے۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں حضرت بی بی اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے شراب اپنے پیٹ میں داخل کی تو اس کی نماز سات روز تک قبول نہیں ہوگی اور شراب کے نشے میں اگر عقل جاتی

رہی تو پھر چالیس روز تک نمازیں نا قبول ہوں گی اور وہ ایسی حالت میں مر گیا تو وہ کافر مرا، اگر توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرمانے والا ہے اور اگر دوبارہ ''بعد توبہ'' پینا شروع کیا تو پھر حق ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنمیوں والی پیپ پلائے گا، ایک اور حدیث میں بھی اسی طرح کا مضمون ہے نیز ایک اور روایت میں ہے کہ تمام گناہ اور خطائیں میں ایک گھر میں جمع کی جاتی ہیں اور اس کی کنجی شراب نوشی ہے یعنی شراب نوشی کرنے والا اپنے لئے تمام خطاؤں کے دروازے کھول دیتا ہے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جس نے شرابی سے اپنی بیٹی کی شادی کی گویا اس نے اسے زنا کے لئے روانہ کیا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب شرابی مدہوش ہو جاتا ہے تو طلاق کی باتیں زیادہ کرتا ہے ایسی صورت میں اس پر اس کی بیوی حرام ہو جاتی ہے اور وہ بے شعور ہوتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شرابی بتوں کی پوجا کرنے والوں کی مثل ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے شراب کو نجس یعنی ناپاک فرمایا ہے اور اس سے بچنے کا حکم دیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''ناپاک ہے یہ شیطانی عمل سے ہے اس سے بچو'' جیسا کہ فرمایا ''نجس سے بچو کہ یہ بتوں سے ہے'' حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے دن کے وقت شراب پی گویا وہ شام تک شرک کرتا رہا اور جس نے رات کو پی گویا وہ صبح تک شرک کرتا رہا، انہی سے یہ بھی مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ شرابی جب مرجائے تو اس کو دفن کر دو اور مجھے بٹھا رکھو پھر اس کی قبر کو کھودو پس اگر اس کا منہ قبلہ کی طرف سے پھرا ہوا نہ پاؤ تو مجھے قتل کر دو، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام جہانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت و رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور سارنگیاں، مزامیر، جاہلانہ باتیں اور بتوں کو مٹانے کے لئے مجھے بھیجا اور میرا رب اپنی عزت کی قسم کھا کر فرماتا ہے میرا جو بندہ دنیا میں شراب پیتا ہے میں قیامت میں اسے ''اپنی نعمتوں سے'' محروم رکھوں گا اور جو دنیا میں اسے چھوڑ دیتا ہے میں خطیرۃ القدس سے اس کی پیاس بجھاؤں گا۔

حضور اوس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قسم اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق مبعوث فرمایا ہے شراب کی حرمت پر تورات میں پچیس مقامات ''آیات'' تو مجھے پہلے معلوم ہیں، شرابی پر ہلاک ہو اور یہ حق ہے کہ جو دنیا میں کوئی بندہ شراب نوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنمیوں کی پیپ پلائے گا، محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو اپنے آپ کو اور اپنے کانوں کو دنیا کی لغویات اور شیطانی مزامیر سے بچایا کرتے تھے ان کو خوشبو کے باغوں میں بھیج دو پھر فرشتوں سے فرمائے گا ان لوگوں کو میری حمد وثناء کے گیت سناؤ اور ان کو بتا دو کہ ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ غم ہوگا، شقیق بن سلمہ کو ولیمہ میں مدعو کیا گیا تو انہوں نے وہاں کھیلنے والوں کو دیکھا تو واپس آ گئے اور کہا کہ میں نے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سُنا وہ فرماتے ہیں کہ گیت دل میں نفاق گاتا تھا جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔ عبدالرحمٰن سلمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل شام کی ایک جماعت نے شراب پی اور کہا کہ یہ ہمارے لئے حلال ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''ان لوگوں پر جو صاحب ایمان ہیں اور نیک کام کرتے ہیں کوئی گناہ نہیں اس میں جو وہ کھاتے ہیں'' ان دنوں حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ وہاں حاکم تھے اور یہ بات انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف لکھی، حضرت عمر نے اس کے جواب میں لکھا کہ ان کو میرے پاس روانہ کر دو اس سے پہلے کہ وہ فساد کریں جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پیش کئے گئے تو آپ نے صحابہ کرام کو جمع کر کے ان سے مشورہ لیا تو صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا ہے اور دین میں رخنہ اندازی کی ہے آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی رائے معلوم کی تو فرمایا کہ ان کی توبہ کے لئے تنبیہ کی جائے اگر توبہ نہ کریں تو قتل کر دیا جائے اگر توبہ کریں تو پھر ان کو اسی اسی دُرے مارے جائیں بہر حال انہوں نے توبہ کی اور ان کو اسی اسی دُرے مارے گئے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حرمت شراب پر آیت نازل ہوئی تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ جو ہمارے بھائی شراب نوشی کیا کرتے تھے اور وہ مر گئے ہیں تو ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل ہوئی لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْٓا ''وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے جو کچھ وہ کھاتے پیتے رہے اس میں ان پر کوئی گناہ نہیں'' یعنی حرام ہونے سے پہلے جو لوگ شراب پیتے رہے ان پر کوئی گناہ نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم ارسولہ بالصواب

جھوٹ پر زجر و توبیخ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا سچائی پر قائم رہو کیوں کہ سچائی بھلائی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی و بھلائی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچائی پر ڈٹا رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھا جاتا ہے اور اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیوں کہ جھوٹ برائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور برائی جہنم میں لے جاتی ہے نیز جو شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ پر قائم رہتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب یعنی جھوٹا لکھا جاتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں منافقین تین چیزوں سے پہچانا جاتا ہے (۱) جب بات کرتا تو جھوٹ بولتا ہے (۲) وعدے کی خلاف ورزی کرتا ہے (۳) معاہدہ کر کے توڑ دیتا ہے، حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی ''اوران میں سے کچھ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر وہ اپنے فضل سے ہمیں عطا فرمائیں تو ہم لازماً صدقہ کریں گے اور صالحین میں سے ہو جائیں گے پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو نوازا تو وہ بخیل ہو گئے اور پھر گئے عہد سے، پھر گھر کر لیا نفاق نے ان کے دلوں میں رب سے ملنے کے دن تک اس لئے کہ وہ اللہ سے کئے ہوئے وعدے کے خلاف ہو گئے اور اس وجہ سے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں، حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت لقمان علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آپ کو یہ مقام کس طرح ملا فرمایا سچی بات کرنے پر اور امانت کے واپس کرنے پر نیز بیہودہ باتوں کے چھوڑنے پر حضرت صفوان بن سلیم فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مؤمن بزدل بھی ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں! پھر عرض کیا گیا کہ کیا مؤمن بخیل بھی ہوتا ہے؟ فرمایا ہاں! پھر عرض کیا گیا کہ کیا مؤمن جھوٹا بھی ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اپنی طرف سے مجھے چھ باتوں کی ضمانت دے دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں (۱) جب بولو تو سچ بولو (۲) وعدہ پورا کرو (۳) امانت کو ادا کرو (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو (۵) اپنی آنکھیں نیچی رکھو (۶) اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو، حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے تمام بھلائیوں کو ان چھ اشیاء میں جمع فرما دیا ہے پہلی بات کہ سچی بات کرو اس میں کلمہ توحید بھی داخل ہے یعنی جب وہ گواہی دینے والا کہے گا اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ الخ تو وہ خود ہی سچا ہو گا اور لوگوں کے ساتھ بھی سچی بات کریگا دوسری بات کہ وہ پورا کرو یعنی وہ وعدہ جو بندے اور اللہ کے درمیان ہے اور وہ بھی ایک دوسرے سے کیا گیا ہے اور جو وعدہ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ہے وہ یہ ہے کہ موت تک ایمان پر ثابت قدم رہے گا اور بندوں سے وعدہ یہ ہے کہ تمام وعدوں کو پورا کرے، تیسری بات کہ امانت واپس کرو۔ تو امانت کی دو قسمیں ہیں ایک بندے اور اللہ کے درمیان دوسرے اس کے اور دیگر لوگوں کے درمیان ہے اور وہ امانت جو بندے اور اللہ کے دمیان ہے وہ یہ ہے کہ جو فرائض اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کے اوپر لازم کئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر امانت ہیں اور ان کا وقت میں ادا کرنا واجب ہے اور وہ امانت جو اس کے اور دیگر لوگوں کے مابین ہے وہ یہ ہے کہ کسی نے اپنا مال بطور امانت رکھا یا کسی کو اپنی بات کا امین بنایا تو اس کی مالی یا قولی امانت کو پورا کرے چوتھی بات کہ شرمگاہوں کی حفاظت کرو، اس حفاظت کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ شرم گاہ کو حرام اور شک سے حفاظت کرے دوسرا یہ کہ کسی کی شرم گاہ پر نظر نہ پڑے اس لئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دیکھنے والے اور دیکھے گئے پر لعنت فرماتا ہے پس مسلمان پر واجب ہے کہ وہ استنجاء کرتے وقت یعنی لوگوں کی شرمگاہوں اور عورت کے حسن کو دیکھنے سے اپنی نگاہوں کو نیچا رکھے اس لئے کہ اس کی طرف دیکھنا جائز نہیں اور دنیا کی طرف بھی رغبت کی آنکھ سے نہ دیکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اور ادھر آنکھ اٹھا کر نہ دیکھیں جس سے ہم نے کافروں کو متمتع کر رکھا ہے کہ وہ دنیاوی زندگی کے پھول ہیں اس میں آزمائش ہے ان کے لئے'' چھٹی بات یہ کہ اپنے ہاتھوں کو روک کر رکھو یعنی حرام مال سے وغیرہ ذالک۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کوئی شخص صرف ایک جملہ بولنے پر منافق قرار پاتا اور آج تو روزانہ ایک ایک کی زبان سے دس مرتبہ ایسے جملے سنتا ہوں یعنی جب کوئی شخص جھوٹ بولتا ہے تو یہ کذاب اس کے منافق ہونے کی دلیل ہو پس مسلمان پر واجب ہے کہ وہ اپنے آپ کو علاماتِ نفاق سے بچائے اس لئے کہ جب کوئی آدمی جھوٹ کا بار بار اعادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک منافق لکھا جاتا ہے اور اس پر اس کا اپنا بھی اور جو اس کی اتباع کرے گا اس کا گناہ بھی اسی پر ہے۔

حضور علیہ السلام کا خواب :

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو ہماری طرف متوجہ ہو کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرماتے کیا رات کو تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے تو کوئی نہ کوئی صحابہ اپنا خواب بیان کرتا تو اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا اسی طرح ہر صبح آپ یہی دریافت فرماتے کہ کسی نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم عرض کرتے نہیں تو فرماتے لیکن آج رات میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ میرے پاس دو افراد آئے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ لئے اور میں ان کے ہمراہ ایک ہموار زمین کی طرف چل دیا وہاں ایک آدمی کو لیٹے ہوئے دیکھا اور دوسرا آدمی اس کے سر پر پتھر لے کر کھڑا ہوا ہے اور اس کے سر پر پڑتا تو اس کا سر پھٹ جاتا ہے اور پتھر لڑھک کر دور جا پڑتا ہے وہ شخص پتھر لے کے واپس آتا

ہے اور اوہر اس کا سر پھر سے جڑ جاتا ہے وہ شخص پتھر سے پھر اس کا سر پھوڑ دیتا ہے اور یہ عمل صبح تک جاری رہتا ہے میں نے پوچھا سبحان اللہ یہ سب کچھ کیا ہے؟ ان دونوں نے مجھے کہا کہ چلئے لہٰذا میں ان کے ساتھ چل پڑا تو ہم ایک ایسے شخص کے پاس آئے جو منہ کے بل لیٹا ہوا تھا اور دوسرا لوہے کا زنبور سے اس کے سر پر کھڑا تھا اور اس کے چہرے کو ایک طرف باچھ تک اور دوسری طرف دی تک چیرتا تھا، پھر دوسری مرتبہ گلے تک چیرتا تھا اور یہ عمل صبح تک جاری رہتا ہے میں نے پوچھا سبحان اللہ یہ سب کچھ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہمارے ساتھ چلئے لہٰذا میں ان کے ہمراہ چلا تو ایسی عمارت پر آئے جس کا منہ تنور کی طرح تھا لیکن نیچے سے بہت کشادہ تھی میں نے اس میں دیکھا تو اندر ننگے مرد اور عورتیں تھیں نیچے سے آگ شعلے لپٹیں مارتے تو یہ اوپر آجاتے مگر جیسے ہی وہ مدھم پڑتے تو پھر وہ نیچے چلے جاتے جب بھڑکتے شعلے آتے تو وہ چیختے تھے میں نے پوچھا سبحان اللہ یہ سب کچھ کیا ہے تو انہوں نے کہا چلئے لہٰذا میں ان کے ساتھ چلا تو ہم ایک ایسی نہر پر آئے جس میں خون کی طرح سرخ پانی جاری تھا جس میں ایک آدمی تیر رہا تھا جب کہ نہر کے کنارے بہت سارے پتھر جمع کئے دوسرا آدمی بیٹھا تھا جب وہ شخص کنارے پر آتا اور منہ کھولتا تو دوسرا آدمی پتھر اس کے منہ میں ڈال دیتا میں نے پوچھا سبحان اللہ یہ سب کچھ کیا ہے انہوں نے کہا آگے چلیں اور ہم ایک ایسے شخص کے پاس آئے جس کے چاروں طرف آگ کے آلاؤ روشن تھے اور وہ اس کے درمیان اردگرد بھاگ رہا تھا میں نے پوچھا سبحان اللہ یہ سب کیا ہے؟ انہوں نے کہا آگے چلیں اور ہم ایک باغ میں پہنچے جو موسم بہار سے مزین تھا اور اس کے پھولوں کے درمیان ایک دراز قد شخص کو دیکھا جس کے اردگرد گنتی و شمار سے زیادہ بچے تھے میں نے کہا سبحان اللہ یہ سب کیا ہے؟ انہوں نے کہا چلیں اور ہم ایک ایسے وسیع و عریض پُر بہار مقام میں پہنچے کہ جس سے وسیع اور خوبصورت مقام ہم نے نہیں دیکھا تھا پھر ہم وہاں سے اوپر چڑھے اور ایک ایسے شہر میں پہنچے جس کی ایک اینٹ سونے کی تھی تو دوسری چاندی کی تھی پس ہم نے شہر کا دروازہ کھلوایا جو کہ ہمارے لئے کھول دیا گیا اور ہم اس میں داخل ہو گیا پھر وہ مجھے وہاں سے لے کر ایک گھر میں پہنچے جو کہ شہر خوبصورت اور بہت ہی اچھا تھا ابھی میں دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک اور سفید محل نظر آیا گویا کہ وہ ربابہ بیضاء تھا انہوں نے کہا کہ یہ آپ کا محل ہے میں نے پوچھا کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں؟ کہنے لگے اس وقت نہیں بلکہ پھر کسی وقت آپ اس میں داخل ہوں گے، میں نے کہا کہ آج رات جو عجیب واقعات میں نے دیکھے ہیں اس کا پس منظر کیا ہے تو انہوں نے کہا کہ پہلا شخص جس کو آپ نے دیکھا کہ اس کا سر پتھر سے پھوڑا جا رہا تھا یہ وہ شخص جو قرآن حفظ کر کے بھلا دیتا ہے اور فرض نماز کے وقت سوتا رہتا ہے اور دوسرا شخص جس کے جبڑے چیرے جا رہے تھے یہ وہ شخص ہے جو گھر سے نکلتے ہی جھوٹ بولتا ہے اور ہر طرف اپنے جھوٹ کو پھیلاتا ہے اور تیسرا واقعہ جو آپ نے تنور کی مثل دیکھا وہ زانی مرد اور زانیہ عورتیں ہیں اور چوتھا واقعہ کہ جس کو آپ نے نہر میں تیرتے دیکھا وہ سود خور تھا اور پانچویں واقعہ میں آگ کے الاؤں کے اندر دوڑتے شخص کو دیکھا وہ جہنم کا خزانچی فرشتہ ''مالک'' تھا اور چھٹا واقعہ کہ ایک باغ میں طویل قد شخص دیکھا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور بچے یہ وہ لوگ ہیں جو فطرت اسلام پر پیدا ہوئے اور ساتواں وہ پہلا گھر کہ جس میں آپ داخل ہوئے تھے وہ عام ایمان والوں کا گھر ہے اور دوسرا گھر شہداء کا ہے اور میں جبریل اور یہ میکائیل ''علیہما السلام'' ہیں، پس ایک شخص نے عرض کیا کہ مشرکین کی اولاد کیا بنے گا؟ آپ نے فرمایا مشرکین کی معصوم اولاد بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ہوگی۔ مشرکین کی اولاد کے بارے میں مختلف روایات ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ اہل جنت کے خدام ہوں گے بعض کہتے ہیں کہ وہ بھی جہنمی ہیں، اللہ اور اس کا رسول عزّ وجل وصلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔

جھوٹ سے متعلق اقوال :

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے سچی بات کلام الٰہی ہے اور با عظمت کلام ذکرِ الٰہی ہے اور بدترین اندھا وہ ہے جو دل کا اندھا ہے۔ بہترین با کفایت بھلائی ذکرِ الٰہی ہے اور بدترین ندامت قیامت کے دن شرمندگی ہے اور اچھا غنا اپنے نفس سے مستغنی ہونا ہے اور بہترین زادِ راہ پرہیزگاری ہے اور شراب گناہوں کو جمع کرتا ہے، عورتیں شیطانی جال ہیں، جوانی جنون کا حصہ ہے اور بُری آمدن سود کی کمائی ہے اور سب سے بڑی خطا اور جھوٹی زبان ہے حضرت سفیان بن ابی حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ روایت پہنچی آپ نے فرمایا صرف تین مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے ایک جنگ میں کہ جنگ لڑی ہی دھوکہ سے جاتی ہے دوسرا دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے تیسرا یہ کہ آدمی اپنی بیوی سے صلح کے لئے جھوٹ بات بنا سکتا ہے، بعض تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ سچ بولنا اولیاء کرام کی زینت ہے اور جھوٹ بدبخت لوگوں کی نشانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کی متعدد آیات میں فرمایا ہے ''یہ وہ دن ہے کہ سچوں کو ان کا سچ نفع دیگا'' پھر فرمایا ''اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ'' پھر فرمایا ''وہ لوگ جو سچی بات کے ساتھ آئے اور اس کی تصدیق بھی کی وہی متقی ہیں جو کچھ وہ چاہیں گے وہ سب ان کے رب کے پاس ہے'' پھر فرمایا ''بے سند باتیں کرنے والے ہلاک ہو جائیں یعنی جھوٹے لوگ'' پھر فرمایا ''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کی تہمت لگائے اور وہ اسلام کی طرف مدعو کیا جاتا ہوا اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہدایت عطا نہیں فرماتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم ارسولہ بالصواب

غیبت کے بیان میں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ''علیہ الصلوٰۃ والسلام'' ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا جب تو اپنے بھائی کا ایسا ذکر کرے جس کو وہ ناپسند کرے تو گویا تو نے اس کی غیبت کی، عرض کیا گیا اگر وہ بات میں اپنے بھائی میں دیکھوں جو میں نے کہی ہے تو پھر؟ آپ نے فرمایا اگر وہ بات اس میں ہے تبھی تو وہ غیبت ہے ورنہ تو یہ بہتان ہے حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں بعض حفاظ میں سے مذکور ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ کہے کہ فلاں شخص کا کپڑا چھوٹا یا لمبا ہے تو یہ بھی غیبت ہے جب تو کہے گا تو غیبت کس طرح نہ ہوگی ابن ابی نجیح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں یہ بات پہنچی کہ ایک پستہ قامت خاتون حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر چلی گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کتنی پستہ قامت تھی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا عائشہ تو نے اس کی غیبت کی بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا میں تو وہی کہا ہے جو اس میں تھا آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کے قبیح وصف کا ذکر کیا ہے۔

غیبت گویا مردے کا گوشت کھانا ہے اور اسکی بدبو؟

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے شب معراج جب آسمانوں کی سیر کرائی گئی تو میں ایک ایسی قوم پر گزرا جو اپنے پہلوؤں سے گوشت کاٹتے تھے پھر وہ اس کو لقمہ بناتے تھے اور ان سے کہا جاتا کہ کھاؤ تم اس کو جسے تم اپنے بھائی کا گوشت کھاتے تھے، میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ کہا کہ یہ آپ کی امت کے وہ لوگ ہیں جو غیبت کرتے تھے حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں نے اپنے باپ سے یہ واقعہ سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں تشریف رکھتے تھے اور صحابہ، اصحاب صفہ مسجد میں تھے اور حضرت زید بن ثابت حضور علیہ السلام سے سنی ہوئی حدیثیں ان کو سنا رہے تھے اُدھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کسی نے گوشت پیش کیا، اصحاب صفہ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ حضور علیہ السلام کی خدمت میں جا کر عرض کریں کہ بہت عرصہ ہوا ہم نے گوشت نہیں کھایا اس لئے تھوڑا سا حصہ ہمیں عطاء فرمائیں اس گوشت سے جب حضرت زید وہاں سے اٹھے تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ زید بھی تو حضور علیہ السلام کی خدمت میں ویسے ہی حاضر ہوتے ہیں جیسے کہ ہم تو پھر وہ کیسے اس محفل میں ہمیں حدیثیں سنا رہے ہیں، جب زید رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اصحاب صفہ کی درخواست پیش کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان ''اصحاب صفہ'' سے کہو کہ ابھی تم نے گوشت کھایا ہے حضرت زید نے واپس آ کر ان کو بتایا کہ تم نے ابھی گوشت کھایا ہے، وہ کہنے لگے قسم اللہ کی ہم نے تو کافی مدت سے گوشت نہیں کھایا حضرت زید نے دوبارہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ وہ تو ایسا ایسا کہتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور اصحاب صفہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ ابھی تم لوگوں نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے اور اس کے اثرات تمہارے دانتوں میں ہیں لہٰذا تم تھوکو، یہاں تک کہ گوشت کی سرخی کو دیکھو گے، انہوں نے تھوکا تو اس میں خون تھا پس انہوں نے توبہ کی، رجوع کیا اور معذرت کی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے مبارک عہد میں ایک مرتبہ بدبودار ہوا چلی تو آپ نے فرمایا کہ کچھ منافقین نے مسلمانوں کے کچھ لوگوں کی غیبت کی ہے یہ بدبودار ہوا اسی وجہ سے چلی ہے بعض حکماء سے پوچھا گیا کہ عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو غیبت کی بدبو محسوس ہو جاتی تھی اور ہمارے اس زمانے میں وہ بدبو کیوں محسوس نہیں ہوتی؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے زمانے میں اتنی بکثرت غیبت ہو رہی ہے کہ ہماری سونگھنے کی حس ختم ہو گئی ہے یعنی بدبو محسوس ہی نہیں ہوتی اور اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص چمڑے کے رنگریز کے گھر گیا مگر وہاں چمڑے کی بدبو کی وجہ سے نہ رک سکا لیکن اس کے گھر مکین یعنی رنگریز وہیں کھاتے ہیں وہیں پیتے ہیں انہیں بدبو محسوس ہی نہیں ہوتی کیونکہ ان کی ناکیں اس سے بھر گئی ہیں اور اسی طرح ہمارے زمانے میں غیبت کا معاملہ ہے۔

حضرت سدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کچھ لوگوں کے ساتھ سفر میں تھے نیز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی ہمراہ تھے ایک جگہ رہنے کے لئے خیمے نصب کیے اور کھانا پکایا اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سو گئے کچھ ہمراہیوں نے کہا کہ یہ ''سلمان'' کیا چاہتے ہیں؟ یہی کہ خیمے نصب ہوں کھانا تیار ہو اور یہ تشریف لے آئیں، بعد ازاں ان لوگوں نے حضرت سلمان سے کہا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر ہمارے لئے سالن مانگ لاؤ، حضرت سلمان نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مدعا عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ ان کو خبر دو کہ تم نے تو سالن کھا لیا ہے، حضرت سلمان نے ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان پہنچایا تو وہ کہنے لگے کہ ہم نے تو کھانا کھایا ہی نہیں اور حضور علیہ السلام بھی جھوٹ نہیں فرماتے تب وہ سارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم نے اپنے ساتھی کا گوشت کھایا جب تم نے ایسا ایسا کہا اور وہ سوئے ہوئے تھے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''اے ایمان والو بدگمانی سے بہت بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں'' حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ظن دو طرح کے ہیں (۱) جس میں گناہ ہوتا ہے (۲) وہ جو گناہ نہیں ہوگا، پہلی وہ بد

گمانی جو کہ گناہ ہے وہ ہے جو صرف بولی گئی ہو اور دوسری بدگمانی جس میں گناہ نہیں ہے وہ ہے جو صرف دل میں رکھے مگر بولے نہیں وَلَا تَجَسَّسُوا یعنی اپنے بھائی کے عیب تلاش مت کرو نیز آیت کا دوسرا حصہ ''اور نہ تمہارا کوئی کسی دوسرے کی غیبت کرے کیا تمہارا کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے پس اس کو تم ناپسند کرتے ہو'' یعنی تم اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا مکروہ سمجھتے ہو تو اسی طرح اپنے بھائی کے برے ذکر سے بھی بچو۔

آیت وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضاً کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت دو صحابہ کے متعلق نازل ہوئی تھی اور وہ اس طرح کہ ایک سفر میں دو مالداروں کے ساتھ حضور علیہ السلام نے ایک غریب صحابی کو ملا دیا تا کہ وہ ان کا ہاتھ بٹاتا رہے اور کھانے میں بھی شامل رہے جب کئی منزلیں گزر گئیں تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بھی ان دونوں کے ساتھ آ ملے پھر ایک جگہ پڑاؤ کیا تو ان کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا تو انہوں نے اس غریب صحابی سے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور بچا کھچا سالن لے آؤ جب وہ چلا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر یہ شخص کسی کنویں پر بھی جا پہنچے تو اس کا پانی بھی کم ہو جائے جب وہ صحابی حاضر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہوا اور مدعا بتا کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں سے کہہ دو کہ تم دونوں نے سالن کھا لیا پس اس نے واپس آ کر ان کو پیغام پہنچایا تو وہ دونوں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور ہم نے تو سالن نہیں کھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے مونہوں میں گوشت کی سرخی دیکھ رہا ہوں وہ کہنے لگے ہمارے پاس تو کوئی چیز بھی نہیں تھی اور نہ ہی آج ہم نے گوشت کھایا ہے آپ نے ان سے فرمایا کہ تم دونوں نے اپنے بھائی کی غیبت کی ہے پھر فرمایا کیا تم پسند کرو گے کہ مردے کا گوشت کھاؤ؟ انہوں نے کہا نہیں پھر ان سے فرمایا کہ جس طرح تم بھائی کی غیبت کرنا اس کے گوشت کھانے کے مترادف ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا یَغْتَبْ بَعْضُکُمْ بَعْضًا۔

غیبت سے متعلق اقوال :

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے ایک آدمی نے کہا کہ فلاں شخص نے آپ کی غیبت کی ہے لہٰذا میں نے تر کھجوروں کا ایک تھال اس کی طرف بھیجا اور کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم نے اپنی نیکیاں مجھے بطور ہدیہ دی ہیں پس میں نے چاہا تمہیں اس کا بدلہ دوں، میں معذرت خواہ ہوں کہ پورا بدلہ دینے کی وقدرت نہیں رکھتا، حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ آپ نے چند لوگوں کی ضیافت کی جب وہ کھانے کے لئے بیٹھے تو ایک آدمی کی غیبت کرنے لگے حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ ہم سے پہلے والے لوگ گوشت سے روٹی کھاتے تھے مگر تم نے روٹی سے پہلے گوشت کھانا شروع کر دیا، حضرت ابو امامہ باہلی سے مذکور ہے کہ روز قیامت ایک شخص کو اس کا اعمال نامہ دیا جائے گا تو وہ اس میں ایسی نیکیاں دیکھے گا جو اس نے کی نہیں ہوں گی عرض کرے گا اے رب یہ نیکیاں کہاں سے آئی ہیں اللہ تعالیٰ فرمائیگا یہ وہ نیکیاں ہیں جو لوگ تیری غیبت کرتے تھے اور تجھے معلوم بھی نہ تھا حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے جھوٹے تو اپنی دنیا کے متعلق اپنے دوستوں پر بخل کرتا ہے اس میں معذور نہیں اور جس چیز کی تو سخاوت کرتا ہے اس میں تو لائق تعریف نہیں ہے بعض حکماء سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ غیبت قاریوں کے لئے پھل، فاسقوں کے لئے دعوت، عورتوں کے لئے چراگاہ، کتنے صفت لوگوں کے لئے سالن اور پرہیزگاروں کے لئے غلاظت ہے حضرت ابن بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا چار چیزیں ایسی ہیں جو روزہ توڑ دیتی ہیں، وضو بھی توڑ دیتی ہیں اور عمل کو گرا دیتی ہیں ایک غیبت دوم جھوٹ سوم چغلی چہارم عورت کے حسن کی ایسی جگہوں کو دیکھنا جن کی طرف نظر جائز نہیں اور یہ چیزیں برائی کی جڑوں کو یوں سیراب کرتی ہیں جیسے درخت کی جڑوں کو پانی سیراب کرتا ہے اور شراب نوشی تمام خطاؤں سے بڑھ کر ہے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سابقہ انبیاء اکرام کی کتب میں میں نے پڑھا ہے کہ جنت میں سب کے بعد داخل ہونے والا وہ شخص ہوگا جو غیبت سے توبہ کر کے مرتا ہے اور جہنم میں سب سے پہلے وہ داخل ہوگا جو توبہ کئے بغیر ہی مر گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم ایک ایسے شخص کو دیکھو جو سو رہا ہو اور ہوا سے اس کے بدن کا ستر کھل گیا ہو تو کیا تم کو چھپا دو گے؟ سب نے کہاں ہاں فرمایا لیکن تم تو اس کا باقی بدن بھی بے پردہ کر دیتے ہے انہوں نے کہا۔ سبحان اللہ ہم کسطرح بقیہ جسم بے پردہ کر رہے ہیں فرمایا کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب تمہارے سامنے کوئی کسی کی برائی کرتا ہے تو تم اس سے بھی بڑھ کر اس کی برائی کرتے ہو گویا تم نے اس کے جسم سے باقی کپڑا بھی کھینچ لیا۔

حضرت خالد ربعی فرماتے ہیں ایک جامع مسجد میں تھا کہ لوگوں نے ایک آدمی کی غیبت شروع کر دی تو میں نے ان کو غیبت سے روکا تو وہ رُک گئے اور دوسری باتوں میں لگ گئے مگر پھر انہوں نے غیبت شروع کر دی تو کس بات پر میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا تو اسی رات میں خواب میں دیکھا کہ ایک کالے رنگ کا دروازہ شخص میرے پاس آیا اس کے پاس ایک تھال تھا جس میں خنزیر کے گوشت کے ٹکڑے تھے پس اس نے مجھ سے کہا کہ اس کو کھاؤ، میں نے کہا کیا میں خنزیر کا گوشت کھاؤں؟ قسم اللہ کی میں اس کو نہیں کھاؤں گا تو اس نے مجھے بہت سخت انداز میں ڈانٹا اور کہا تو نے جو کچھ کھایا ہے وہ اس سے بدتر ہے پھر اس نے ایک ٹکڑا میرے منہ میں ٹھونس دیا یہاں تک کہ میں نیند سے بیدار ہو گیا، قسم اللہ کی تمیں چالیس دن اس واقعہ کو ہو چکے ہیں

میں جس وقت کھانا کھاتا ہوں تو خنزیر کے گوشت کا ذائقہ اور اس کی بدبو اپنے منہ میں پاتا ہوں حضرت سفیان بن حصین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایاس بن معاویہ کے ہاں بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں سے ایک آدمی گزرا اور میں نے اس کی غیبت کی ایاس نے کہا کہ چپ ہو جا پھر ایاس نے مجھے کہا سفیان کیا تو روم کی جنگ میں تھا؟ میں نے کہا نہیں، پھر کہا گیا کہ تو ترکی کی جنگ میں تھا؟ میں نے کہا نہیں، پھر کہا کہ سفیان، روم اور ترکی تو تجھ سے محفوظ رہا مگر تیرا مسلمان بھائی تجھ سے محفوظ نہ رہا سفیان علیہ الرحمۃ کہتے ہیں میں نے کبھی یہ کام نہیں کیا یعنی کسی کی غیبت نہیں کی۔

حضرت حاتم زاہد علیہ الرحمۃ کہتے ہیں جب کسی مجلس میں تین چیزیں ہوں تو اس جگہ سے رحمت ہٹا دی جاتی ہے (۱) ذکر دنیا (۲) ہنسی (۳) لوگوں کی غیبت، حضرت بن معاذ رازی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ کسی کی مدح نہیں کر سکتا تو اس کی برائی بھی نہ کر۔ حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن آدم کی ساتھ بیٹھنے والے کچھ فرشتے بھی ہوتے ہیں جب تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کا ذکر بھلائی کے ساتھ کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں جیسی بھلائی اس کے لئے ویسی ہی تیرے لئے بھلائی ہو اور جب تم میں سے کوئی ایک اپنے بھائی کا ذکر برائی کے ساتھ کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اے ابن آدم تو نے اس کے باپردہ ستر کو کھول دیا ہے اپنے آپ کو دیکھ اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر کہ اس نے تیری ستر پوشی فرما رکھی ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے کھانے پر بلایا گیا جب دسترخواں پر بیٹھ گئے تو کچھ نے کہا کہ فلاں ابھی تک نہیں آیا تو ان میں سے ہی ایک شخص نے کہا کہ وہ فلاں شخص تو بہت موٹا ہے تو میں ''ابراہیم'' نے کہا کہ سب کچھ میرے پیٹ کے لئے کیا گیا ہے اور اس وقت میں ایسی دعوت میں حاضر ہوں جس میں ایک مسلمان کی غیبت ہو رہی ہے وہاں سے چلے گئے اور تین روز تک کھانا نہ کھایا ایک دانا کا کہنا ہے کہ اگر تو تین چیزوں میں کمزور ہے تو تین دوسری چیزیں لازم پکڑ (۱) اگر تو خیر کاموں میں کمزور ہے تو پھر شر سے رک جا (۲) اگر تو کسی کہ نفع پہنچانے کی استطاعت نہیں رکھتا تو پھر نقصان پہنچانے سے رک جانا (۳) اگر تو روزہ رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا تو لوگوں کا گوشت نہ کھا یعنی غیبت نہ کر۔ حضرت وہب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر دنیا و مافیہا کے تمام اسباب مجھے مل جائیں تا کہ میں اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کروں اس کے مقابلے میں غیبت کا ترک کر دینا مجھے زیادہ پسند ہے ایسے ہی دنیا و مافیہا کے اسباب کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے مقابلے میں محرمات سے نگاہ کو نیچا کر لینا مجھے زیادہ پسند ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی ''تمہارا کوئی کسی کی غیبت نہ کرے'' پھر یہ آیت پڑھی ''آپ مؤمن سے کہہ دیں کہ وہ اپنی آنکھوں کو نیچی رکھیں''۔

غیبت کرنے والے کی قبولیت توبہ میں اختلاف :

فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ غیبت کرنے والے کی توبہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا معاف کرائے بغیر اس کی توبہ قبول ہوتی ہے یا نہیں بعض علماء فرماتے ہیں کہ توبہ قبول ہو جائے گی، ہمارے نزدیک اس کی دو وجوہ ہیں (۱) جس کی غیبت کی بات اس کے عمل آ گئی تو پھر لازمی ہے کہ اس سے معاف کرائے اور اگر بات اس تک نہیں پہنچی تو پھر صرف استغفار کرے اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا مصمم ارادہ کرے، منقول ہے کہ اک شخص نے حضرت ابن سیرین علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آپ کی غیبت کی ہے مجھے معاف فرما دیں آپ نے فرمایا میں اس چیز کو کیسے حلال ''معاف'' کر سکتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے گویا یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرو معافی تو اسی ذات کی طرف سے ہو گی (۲) اگر غیبت اس شخص تک نہیں پہنچی کہ جس کی غیبت کی گئی تھی تو ایسی صورت میں اس کی توبہ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور اسی ذات سے توبہ کرے اور جس کی غیبت کی گئے تھی اس کو نہ بتانا اچھا ہے تا کہ اس ک دل میں تشویش نہ پیدا ہو اور اگر بہتان باندھا ہے تو پھر توبہ کے لئے اس کو تین مواقع پر معافی مانگنا لازمی ہے (۱) ان لوگوں کے پاس جائے کہ جن کے سامنے بہتان باندھا تھا اور کہے کہ میں نے فلاں شخص کے بارے میں جو بات کی تھی وہ جھوٹ ہے (۲) جس پر بہتان لگایا تھا اس سے معافی مانگے (۳) اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرے کیوں کہ توبہ کی احتیاج ہے مگر بہتان کے لئے تین جگھوں پر توبہ کرنی پڑتی ہے، اللہ تعالیٰ نے بہتان کو کفر کے ساتھ ملایا ہے آیت ہے ''بچو تم بتوں کی ناپاکی سے اور جھوٹی باتوں سے'' اور کہا گیا ہے کہ صرف معلوم ''مخصوص و معروف'' لوگوں کا ذکر ہی غیبت ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص شہر والوں کو کہے کہ وہ بخیل ہیں یا فلاں شہر والے بُرے ہیں تو یہ غیبت نہیں ہے کیوں کہ شہر والوں میں اچھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی ہوتے ہیں اس کی مراد تمام شہری نہ تھے لیکن ایسی بات سے پرہیز افضل ہے۔

غیبت سے متعلق دو واقعات :

منقول ہے کہ کسی ایک زاہد نے اپنی بیوی کے لئے روئی خریدی تو اسکی بیوی نے کہا کہ یہ روئی بیچنے والی قوم بہت بری ہے روئی میں انہوں نے تیرے ساتھ خیانت کی ہے یہ سنتے ہی زاہد نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی جب ان سے اس مسئلے میں پوچھا گیا تو کہا کہ میں غیور ہوں اور مجھے ڈر ہے کہ یہ روئی بیچنے والے سب کے سب قیامت کے دن میری بیوی کے فریق مقابل ہو جائیں اور یہ کہا جائے کہ فلاں کی بیوی کے خلاف روئی بیچنے والوں نے دعویٰ کیا ہے اس لئے مین نے اس کو طلاق دے دی ہے اور فرمایا کہ تین افراد ایسے ہیں جن کی غیبت کو غیبت نہیں جانا جاتا (۱) ظالم بادشاہ (۲) کھلم کھلا

فسق وفجور کرنے والا (۳) بدعتی شخص یعنی جب اس فعل اور مذہب کا ذکر کیا جائے، اگر اس کے جسم میں موجود کسی عیب کو ذکر کیا گیا تو یہ غیبت ہوگی لیکن صرف اسکے فعل اور مذہب کے ذکر میں کوئی غیبت نہیں اور نہ ہی کوئی فکر ہے تا کہ لوگ اس سے بچیں، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ برے کی برائی بیان کرو تا کہ لوگ اس سے بچیں، فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں غیبت کی چار قسمیں ہیں ایک کفر ہے دوسری منافقت ہے تیسری معصیت ہے اور چوتھی مباح ہے جس پر اجر ملے گا، وہ غیبت جو کفر ہے وہ یہ کہ کسی کی غیبت کرے اور کوئی اسے روکے کہ غیبت نہ کرو لیکن وہ کہے کہ یہ غیبت نہیں ہے بلکہ میں سچ نے کہا ہے تو گویا اس نے اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ حلال کر دیا اور جو ایسا کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ غیبت کی قسم جو کہ نفاق ہے وہ یہ کہ نام نہ لے کر کسی انسان کی غیبت کرنا مگر مخاطب جانتا ہو کہ اس کی مراد فلاں سے ہے اور اس کی غیبت کر رہا ہے مگر وہ اپنے دل میں سمجھتا ہے کہ میں غیبت نہیں کر رہا یہی منافقت ہے اور غیبت کی وہ قسم جو معصیت ہے وہ یہ کہ نام لے کر کسی کی غیبت کرنا اور وہ جانتا ہو کہ یہ معصیت ہے وہ شخص گنہگار ہے اور اس پر توبہ ضروری ہے اور چوتھی قسم یہ کہ کھلم کھلا گناہ کرنے والے کی غیبت کرنا یا کسی بدعتی کی غیبت کرنا، اسی غیبت پر ثواب ملے گا تا کہ لوگ اس کے حال سے واقف ہو کر اس سے بچ سکیں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بُرے کی برائی کا ذکر کرو تا کہ لوگ اس سے بچ سکیں۔

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے یہ حکایت سنی کہ وہ انبیاء کرام جو رسول نہیں ہوتے ان میں کچھ تو خواب میں دیکھ لیتے تھے اور جو خواب میں دیکھتے تھے انہوں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے کہ جو چیز سب سے پہلے آپ کو ملے وہ کھالینا، دوسری کو چھپا دینا، تیسری کو قبول کر لینا، چوتھی کو مایوس نہ کرنا پانچویں کے نزدیک نہ جانا، دوسرے دن صبح پہلی چیز جو اس کو ملی وہ بہت بڑا سیاہ پہاڑ تھا وہ حیرت زدہ ہو کر رُک گئے اور کہا کہ میرے رب نے مجھے اس کو کھانے کا حکم فرمایا ہے پھر دل میں سوچا کہ میرا رب ایسا حکم نہیں دیتا جو میری طاقت سے باہر ہو پس جب کھانے کا ارادہ کر کے آگے بڑھے اور اس کے قریب ہوئے تو وہ پہاڑ چھوٹا ہو گیا اور جس اس کے پاس پہنچے تو وہ پہاڑ شہد سے میٹھا ایک لقمہ بن چکا تھا اس کو کھایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر آگے بڑھے تو سونے کا ایک طشت ملا سوچا کہ میرے رب نے مجھے اس کو چھپانے کا حکم دیا ہے پس گڑھا کھودا اور اس کو دفن کر دیا پھر آگے چلے اور گھوم کر دیکھا تو طشت زمین پر رکھا تھا پھر واپس آ کر اس کو دفن کر دیا جب دو تین مرتبہ ایسا کر چکے تو پھر یہ کہہ کر آگے چلے کہ میں تو وہی کیا جو جس کا مجھے حکم دیا گیا۔ آگے دیکھتے ہیں کہ ایک پرندے کے پیچھے باز لگا ہوا ہے جو اس کو پکڑنا چاہتا ہے، پرندے نے کہا یا نبی میری مدد کیجئے آپ نے اس کی بات مان لی اور اسے اپنی آستین میں چھپا لیا پھر باز بھی آ گیا اور کہا یا نبی میں بھوکا ہوں اور صبح سے میں اس پرندے کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہوں لہٰذا میرے رزق سے مجھے مایوس نہ کریں آپ نے دل میں سوچا کہ مجھے تو تیسری ملنے والی چیز کا کہا ماننے کا حکم دیا گیا ہے وہ میں نے مان لیا اور چوتھی چیز کو مایوس نہ کرنے کا حکم تھا ار چا تھا یہ باز ہے تو کس طرح کروں ابھی اس معاملے میں حیران تھے کہ چھری پکڑی اور اپنی ران سے گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر باز کی طرف پھینک دیا اور وہ جھپٹ کر اُڑ گیا تب آپ نے پرندے کو چھوڑ دیا پھر آگے چلے تو پانچویں بدبودار اور مردار چیز کو دیکھا پس وہاں سے دور ہو گئے جب شام ہو گئی تو عرض کی اے رب میں نے تو تمہارے کے حکم کی تعمیل کر لی ہے لیکن ان امور کی تفصیل تو ارشاد فرمایئے تو پھر خواب میں دیکھا کوئی اس سے کہہ رہا تھا پہلی چیز جو آپ نے کھائی ہے وہ غضب تھا جو کہ ابتدا میں پہاڑ کی طرح تھا جو کہ غصہ کو پی جانے اور صبر کرنے پر شہد سے میٹھا لقمہ بن جاتا ہے دوسرا نیک عمل ہے اگر اس کو چھپاؤ بھی تو ظاہر ہو جاتا ہے تیسرا جو تیرے پاس امانت رکھے اس میں خیانت نہ کرو چوتھا جب کوئی انسان سوال کرے تو اس کی ضرورت کو پورا کرنے کی کوشش کرو چاہے خود ہی محتاج کیوں نہ ہو پانچواں غیبت ہے ان لوگوں سے دور ہو جاؤ جو غیبت کرتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم ارسولہ بالصواب

چغل خوری کے بیان میں

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ السلام فرماتے ہیں چغلی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے برے لوگ کون ہیں؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں فرمایا برے لوگوں کے دو رُخ ہوتے ہیں ایک کے پاس ایک رخ سے اور دوسرے کے پاس دوسرے رخ سے آتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام دو نئی قبروں سے گزرے تو فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے مگر یہ گناہ کبیرہ کی وجہ سے عذاب نہیں دیئے جا رہے ہے بس ان میں ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ لی اور اس کو دو حصوں میں چیر دیا اور ایک ایک حصہ دونوں قبروں پر گاڑ دیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس طرح کیوں کیا؟ فرمایا اس لئے کہ جب تک یہ ہری رہیں گی ان کے عذاب میں کمی رہے گی حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ وہ گناہ کبیرہ کی وجہ سے مبتلائے عذاب نہیں'' کا مفہوم یہ ہے کہ یہ جرم تمہارے نزدیک کبیرہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کبیرہ گناہ ہے نیز حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو مذکور ہے کہ ''چغلخور جنت میں نہیں جائے گا'' جب وہ جنت میں نہیں جائے گا تو پھر اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اس لئے کہ وہاں تو ٹھکانہ جنت ہے یا جہنم جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا تو پھر ثابت ہوا کہ وہ جہنم میں ہی جائے گا، اس لئے چغلخور پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے بے شک چغل خور کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور مرنے کے بعد قبر میں اسکے لئے عذاب ہے قیامت کے روز اس کے لئے جہنم ہے رحمت الٰہی سے اس کے لئے مایوسی ہے اگر اس نے مرنے سے پہلے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا۔

چغل خوروں کا حشر :

حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ برے لوگ دو رخ رکھتے ہیں ایک کے پاس ایک رخ سے اور دوسرے کے پاس دوسرے رخ سے آتے ہیں اور وہ لوگ جو دنیا میں دو زبانیں رکھتے ہیں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی آگ سے دو زبانیں بنائے گا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہا جاتا ہے کہ برے لوگ وہ ہیں جو طعنہ زنی، لعنت اور چغلی کرتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبر میں تین عذاب ہیں ایک غیبت پر، دوسرا پیشاب سے نہ بچنے پر اور تیسرا چغلی کرنے پر حضرت حماد بن سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے خریدار کو یہ بتا کر غلام بیچا کہ اس میں چغلخوری کے علاوہ اور کوئی عیب نہیں ہے خریدار نے چغلی کو معمولی بات سمجھ کر غلام خرید لیا چند دن غلام اس کے پاس رہا پھر ایک دن اس نے اپنے آقا کی بیوی سے کہا کہ تیرا شوہر تجھ سے محبت نہیں کرتا اور وہ چاہتا ہے کہ تجھ پر کوئی سوکن لے آئے، اب کیا تو چاہتی ہے کہ وہ تجھ پر توجہ دے، بیوی نے کہا ہاں، غلام نے اس سے کہا جب تمہارا شوہر سو رہا ہو تو استرا لے کر داڑھی کے اندر سے کچھ بال کاٹ لینا، پھر اس نے شوہر کے پاس آ کر کہا کہ تیری بیوی نے تو کسی کو دوست بنا رکھا ہے اور وہ تجھے قتل کر دے گی اور اگر تو اس کی تحقیق کرنا چاہتا ہے تو پھر اس کو دکھانے کے لئے گھر جا کر سو جا، وہ شخص جا کر نیند کی شکل بنا کر سو گیا تب اس کی بیوی استرا لیکر آ گئی تو کہ وہ اس کی داڑھی کے نیچے کے بال کاٹے ادھر شوہر نے شک کیا کہ شاید وہ مجھے قتل کرنا چاہتی ہے اس نے استرا چھینا اور بیوی کو قتل کر دیا پھر عورت کے ورثاء نے آ کر شوہر کو قتل کر دیا ادھر شوہر کے ورثاء آ گئے اور دونوں فریق میں قتل و غارت ہونے لگی۔

یحییٰ بن اکثم فرماتے ہیں کہ چغلخور جادوگر سے بھی برا ہے جو کام جادوگر ایک مہینے میں نہیں کر سکتا وہ چغلخور ایک لمحے میں کر دیتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چغلخور کا کام شیطان کے کام سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے اس لئے کہ شیطان کا کام تو خیال اور وسوسے کے ذریعہ ہوتا ہے جبکہ چغلی خوم کا کام مشاہدۂ آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ''وہ لکڑیاں لاد کر لاتی ہے'' اکثر مفسرین نے فرمایا ہے کہ حطب سے مراد چغلی ہے اور چغلی کو حطب اس لئے کہا گیا ہے کہ دشمنی اور جھگڑے کا سبب ہے گویا یہ آگ کا ایندھن ہے حضرت اکثم بن صیفی فرماتے ہیں کہ چار طرح کے لوگ ذلیل ہیں (۱) چغلخور (۲) جھوٹا (۳) مقروض (۴) یتیم کا حق غصب کرنے والا، ابو عبید اللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ صرف سات باتیں معلوم کرنے کے لئے ایک شخص دوسرے شخص کے پاس سات سو فرسخ ''تقریباً دو ہزار میل'' چل کر گیا اور اس سے کہا کہ میں اس علم کے حصول کے لئے آیا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے مجھے آسمان کے متعلق بتائیے اور وہ جو اس سے بھی بھاری ہے اور زمین کے متعلق اور جو اس سے وسیع ہے اور پتھر کے متعلق اور جو اس سے بھی سخت ہے نیز آگ کے متعلق اور جو اس سے بھی گرم ہے نیز مہریر کے متعلق اور جو اس سے بھی ٹھنڈی ہے، نیز سمندر کے متعلق اور جو اس سے بھی گہرا ہے نیز یتیم کے متعلق اور جو اس سے بھی زیادہ کمزور ہے اور بعض روایات میں ہے کہ زہر کے متعلق اور جو اس سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے، اس نے جواب دیا کہ کسی بے گناہ پر بہتان لگانا ساتوں آسمانوں سے زیادہ بھاری ہے اور حق زمین سے بھی وسیع ہے اور قناعت والا دل سمندر سے گہرا ہے، جسم میں آگ سے زیادہ گرم حرص ہے، کسی قریبی سے سوال کرنا جبکہ امید بھی نہ ہو مہریر سے زیادہ ٹھنڈا ہے اور کافر کا دل پتھر

سے بھی سخت ہے اور چغلخوری کی چغلی جب کھل جائے تو وہ یتیم سے بھی زیادہ کمزور ہوتا ہے اور چغلی زہر سے بھی زیادہ مہلک ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کر کے فرمایا مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم آٹھ قسم کے لوگ تیرے اندر نہیں رہ سکیں گے (۱) ہمیشہ شراب پینے والا (۲) زنا پر اصرار کرنے الا (۳) چغلی کھانے والا (۴) دیوث (۵) سپاہی (۶) مخنث (ہیجڑا)
(۷) قطع رحمی کرنے والا (۸) اللہ تعالیٰ کے نام پر وعدہ کر کے پورا نہ کرنے والا۔

چغل خوروں کے متعلق اقوال :

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو دوسرے شخص کی بات تجھے کہہ رہا ہے وہ تیری بات بھی دوسرے سے کہے گا روایت میں آتا ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی کی کوئی بات کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ہم تیری اس بات کی تحقیق کرلیں؟ اگر تو جھوٹا نکلا تو پھر اس آیت کا مصداق بنے گا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا ''اگر کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لائے تو تحقیق کرلیا کرو'' اور اگر تو سچا نکلا تو پھر اس آیت کا مصداق بنے گا هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ''طعنہ دینے والا، چغلیاں کھانے والا'' اور اگر چاہو تو ہم تجھے معاف کردیں، اس نے کہا اے امیر المؤمنین مجھے معاف فرمادیں آئندہ ایسی بات کا اعادہ نہیں کروں گا، حضرت عبداللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ ولد الزنا کسی بات کی پردہ پوشی نہیں کرتا اور اپنی قوم میں شریف النسب کبھی پڑوسی کو تکلیف نہیں دیتا یعنی وہ شخص جو بات کو چھپانے کی بجائے دوسروں کو بتاتا پھرے والدالزنا ہے اگر وہ ولدالزنا نہ ہوتا تو بات کو چھپاتا۔

یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مستخرج ہے ''طعنہ دینے والا، چغلیان کھانے والا، بھلائی سے روکنے والا، گناہوں میں حد سے بڑھنے والا، سخت مزاج اور ان کے بعد ولدازنا یعنی حرامی'' اس آیت سے مراد ولید بن مغیرہ ہے کہ وہ طعنہ زن، چغلخور، لوگوں کو بھلائی سے روکنے والا، گناہوں میں بڑھنے والا اور ولدالزنا تھا یعنی یہ تمام باتیں اس میں موجود تھیں، منقول ہے کہ ایک دانا کا دوست اس سے ملنے آیا اور اس کے کسی بھائی کا تذکرہ کیا تو دانا نے اس سے کہا کہ تو آیا تو بہت عرصہ بعد ہے ملنے کے لئے مگر اپنے ساتھ تین گناہ بھی لایا ہے (۱) مجھے اپنے بھائی کے لئے بغض میں مبتلاء کیا (۲) میرے فارغ دل کو مشغول کردیا (۳) خود کو چغلی سے متہم کردیا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل پر قحط پڑا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو لے کر تین مرتبہ نماز استقاء کے لئے نکلے لیکن بارش نہ برسی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ تیرے بندے تین دفعہ نماز استقاء کے لئے نکلے ہیں لیکن ان کی دعاء قبول نہیں کی گئی؟ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ فرمایا کہ آپ کی اور ان کی دعاء اس لئے قبول نہیں کی گئی ہے کہ تمہارے درمیان ایک چغل کور شخص موجود ہے جو کہ چغلخوری کا عادی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا وہ کون ہے تاکہ ہم اس کو اپنے درمیان سے نکال دیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ میں تو تمہیں چغلی سے روکتا ہوں اور پھر خود چغلی کروں؟ بس تم سب کے سب توبہ کرو، لہٰذا سب نے توبہ کی اور پھر بارش ہوگئی، منقول ہے کہ امیر المؤمنین سلیمان بن عبدالملک بیٹھے تھے اور وہیں زہری علیہ الرحمۃ بھی تھے ایک شخص آیا تو سلیمان نے اس سے کہا کہ اس اس طرح تو میری غیبت کرتا ہے اور مجھے یہ معلوم ہوچکا ہے اس شخص نے کہا کہ نہ تو میں نے ایسا ویسا کہا ہے اور نہ غیبت کی ہے، سلیمان نے اس سے کہا کہ جس نے مجھے بتایا ہے وہ سچا ہے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چغلخور کبھی سچا نہیں ہوسکتا، سلیمان نے امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا اور اس کو بسلامت روانہ کردیا، ایک دانا کا کہنا ہے کہ جب تجھے کوئی اطلاع دے کہ فلاں بھائی نے تجھے گالی دی ہے تو حقیقت میں وہی مخبر گالی دینے والا ہے۔

حضرت وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو شخص تیری ایسی تعریف کرے جو تجھ میں نہیں ہے تو پھر اس کی طرف سے ایسی برائی سے محفوظ نہیں ہے جو تجھ میں نہیں ہے۔ حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کوئی انسان پاس آئے اور بتائے کہ فلاں نے تجھے ایسا ویسا کہا ہے تو اس وقت چھ باتیں تجھ پر لازم ہیں (۱) اس کی تصدیق نہ کرنا کیوں کہ چغلخور کی گواہی مسلمان کے نزدیک نا قابل قبول ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے ایمان والو جب کوئی فاسق تمہارے پاس خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کرو تاکہ وہ لاعلمی کی وجہ سے کسی قوم کو نقصان نہ پہنچائے اور تم صبح کو اپنے کئے پر ندامت محسوس کرو'' یعنی فاسق کی اطلاع پر فیصلہ جلدی نہ کرو بلکہ اس میں غور وفکر کرو یعنی تحقیق کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ لاعلمی میں کسی کو نقصان پہنچادو۔

(۲) ایسی بات ہے اس کو روک دو کیوں کہ برائی سے روکنا واجب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''تم بہترین امت ہو، تم نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لئے ظاہر کی گئی ہو'' (۳) اس شخص سے اللہ تعالیٰ کے لئے بغض رکھو کیوں کہ وہ عاصی ہے اور عاصی سے بغض اس لئے واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس سے بغض کرتا ہے (۴) اپنے غائب بھائی کے لئے بدگمانی نہ کرو کیونکہ مسلمان کے متعلق بدگمانی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''بعض گمان گناہ ہیں (۵) بھائی کے معاملات کی جاسوسی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جاسوسی سے منع فرمایا ہے، ارشاد بانی ہے ''اور تم جاسوسی مت کرو''
(۶) چغلخوری جو بات تجھے اچھی نہیں لگی وہ خوب بھی نہ کر اور وہ یہ کہ کسی ایک کو بھی نہ بتاؤ کہ یہ شخص چغلکور ہے۔ و باللہ التوفیق

حسد کے بیان میں

حضرت امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کینہ اور حسن نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ کھاتی ہے اسی سند کے ساتھ عبدالرحمٰن بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تین چیزوں سے کوئی بھی نجات نہیں پاسکتا ایک بدگمانی دوم حسد اور سوم بری فال، عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے کیسے بچا جاسکتا ہے فرمایا کہ جب تو حسد کرے تو ظاہر نہ کر، اور جب بدگمانی کرے تو اس کی تحقیق نہ کرنا، اور جب بدفالی کرے تو گذر جانا یا فرمایا رجوع نہ کرنا یعنی اگر کہیں نکلنے کا ارادہ کیا اور اُلو کی آواز سن لی یا عقعق کی آواز سنی اور کسی عضو میں لرزہ پیدا ہوگیا تو چلا جائے واپس نہ لوٹے، روایت ہے کہ حضور علیہ السلام اچھی فال کو پسند کرتے تھے اور بدفالی کو اس لئے ناپسند فرماتے کہ یہ زمانہء جاہلیت کے امور ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کہ ہم تو تمہیں منحوس سمجھتے ہیں" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب تم پرندے کی آوز سنو تو کہو اے اللہ یہ پرندہ بھی تیرا ہے اور بھلائی بھی تیری طرف سے ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں **ولا حول ولا قوۃ الا باللہ** پھر چلے جاؤ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آپس میں بغض، حسد اور کینہ نہ کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ حسد سے بچنا، اس کا اثر تیرے دشمن میں تو بعد میں ظاہر ہوگا لیکن تیرے اندر پہلے ہوگا حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حسد سے بڑھ کر بدترین نقصاندہ کوئی شے نہیں کیوں کہ حسد کا اثر دشمن سے پہلے خود حاسد کو پانچ چیزوں میں مبتلا کردیتا ہے (۱) منقطع نہ ہونے والا غم (۲) بے اجر مصیبت (۳) ناقابل تعریف لائق مذمت حالت (۴) اس پر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی (۵) توفیق الٰہی کے دروازے اس پر بند کردیے جاتے ہیں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کچھ لوگ انعامات الٰہی کے دشمن ہیں عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے دشمن کون ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا وہ لوگ جوان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دیا ہے حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ میں تمام مخلوق پر قاریوں کی گواہی کو احسن سمجھتا ہوں لیکن ایک قاری کی دوسرے قاری پر شہادت کو جائز نہیں سمجھتا اس لئے کہ میں نے قاریوں کو حاسد پایا ہے یعنی اکثر قاری حسد میں مبتلا ہوتے ہیں۔

حسد کرنے والا جہنمی ہے :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن چھ افراد اپنی چھ باتون کے باعث حساب سے پہلے ہی جہنم میں جائیں گے عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہیں؟ فرمایا (۱) میرے بعد کے امراء اپنے ظلم کے سبب (۲) عرب تعصب کے باعث (۳) دہقان تکبر کے سبب (۴) تاجر خیانت کی وجہ سے (۵) دیہاتی جہالت کے باعث (۶) اہل علم حسد کی وجہ سے یعنی وہ علماء جو طلب دنیا میں ایک دوسرے پر حسد کرتے ہیں پس عالم کو چاہئے کہ وہ علم حاصل کرلے اور اس کے ذریعے اچھی آخرت کی طلب کرے جب عالم اپنے علم سے آخرت طلب کرے گا تو وہ نہ کسی سے حسد کرے گا اور نہ کوئی اس سے حسد کرے گا، اور جب علم کو طلب دنیا کا سبب بنائے گا تب وہ حسد کرے گا جیسا کہ یہودیوں کے علماء کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآاٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ "یا وہ ان لوگوں سے حسد کرتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطاء فرمایا ہے، یعنی یہودی حضور علیہ السلام اور آپ کے صحابہء کرام سے حسد کی وجہ سے کہتے تھے کہ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہوتے تو پھر اتنی عورتوں سے نکاح کی آپ کو فرست کیسے ملتی؟ یہودیون کے جواب میں مذکورہ آیت نازل ہوئی اور یہاں فضل سے مرد نبوت اور کثرت نسا، مراد ہے ایک دانا کا کہنا ہے کہ حسد سے بچو اس لئے حسد وہ پہلا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آسمان میں معصیت فرمایا ہے اور یہ پہلا گناہ ہے جس سے زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی، آسمان میں معصیت الٰہی سے مراد ابلیس کا آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار اور یہ کہنا کہ مجھے تو آگ سے بنایا گیا ہے اور آدم کو مٹی سے، پس ابلیس نے حسد کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت فرمائی، دوسرا زمین میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و معصیت وہ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا حسد کی وجہ سے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کرنا ہے جس کا ذکر آیت وَاتْلُ عَلَیْھِمْ میں موجود ہے احنف بن قیس علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ حاسدین کو کبھی خوشی نصیب نہیں، بخیلوں کو خوشحالی نہیں، دکھی دلوں کا دوست نہیں جھوٹوں کے لئے مروت نہیں، خیانت کرنے والے کی کوئی رائے نہیں، بداخلاق کے لئے سرداری نہیں۔

حضرت محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دنیا میں کسی سے بھی کسی معاملے میں حسد نہیں کیا اگر وہ جنتی ہے تو میں اس سے کیوں حسد کروں کہ وہ جنتی ہے اور اگر وہ دوزخی ہے تو اس سے کیوں حسد کروں کہ وہ دوزخ میں جارہا ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے اولاد آدم اپنے بھائی سے حسد نہ کر اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے عطاء فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اکرام پر اس سے حسد نہ کر اور اگر بات کچھ دوسری ہے تب بھی تجھے لائق نہیں کہ حسد کرے کیونکہ حاسد کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تین افراد کی دعا قبول نہیں ہوتی

(۱) حرام کھانے والا (۲) بکثرت غیبت کرنے ولا (۳) مسلمانوں کے لئے دل میں کھوٹ اور حسد رکھنے ولا، حضرت سالم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دو شخصوں پر حسد کیا جا سکتا ہے (۱) جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی ہے اور وہ دن رات اس پر قائم ہے قرآن کی تلاوت کرتا ہے (۲) جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عطا کیا ہو اور شب و روز اس کو خرچ کرتا ہو۔ حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حاسد کوشش کرے کہ وہ بھی اس کی طرح قائم اللیل اور تلاوت کرنے والا بن جائے اسی طرح صدقہ و خیرات میں فروانی کا حسد لائق تعریف ہے لیکن اس حسد میں یہ مطلب ہو کہ دوسرے سے یہ نعمت ختم ہو جائے تو یہ مذموم حسد ہے اور اگر یہ آرزو کرے کہ اس کی مثال مل جائے تو پھر مذموم نہیں اور یہی معنی ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا کہ ''تم کسی ایسی بات کی تمنا نہ کرو جس سے اللہ تعالیٰ نے بعض پر فضیلت بخشی ہو۔

ایک دوسری آیت میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو'' اسی طرح مسلمان کو چاہیئے کہ دوسرے کے فضل کی تمناء کرے بلکہ اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ وہ اسے بھی ویسی نعمت عطا فرمائے پس ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ خود کو حسد سے روکے کیوں کہ حاسد حکم الٰہی کی مخالفت کرتا ہے اور جاصح حکم الٰہی پر راضی رہتا ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دین تو بھلائی کا نام ہے اس لئے مسلمان کو چاہیئے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لئے بھلائی پر راضی ہو اور حسد نہ کرے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمان کا مسلمان پر حق سے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون کون سے ہیں ارشاد فرمایا (۱) مسلمان مسلمان سے ملے تو سلام کہے (۲) مسلمان کی دعوت قبول کرے (۳) جب وہ بھلائی کا خواہشمند ہو تو بھلائی کرے (۴) جب چھینکے تو الحمد للہ کہے اور جواب میں یرحمک اللہ کہے (۵) بیمار ہو تو عیادت کرے (۶) فوت ہو تو جنازے میں شرکت کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا واقعہ :

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آٹھ برس کی عمر میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا، مجھے پہلی بات سکھاتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس نماز کے لئے وضو صحیح کرو تیرے محافظ فرشتے تجھ سے محبت کریں گے اور تیری عمر میں بھی اضافہ ہوگا، اے انس جنابت ہو غسل کرو اور بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچاؤ کہ ہر بال کے نیچے جنابت ہوتی ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالوں کے نیچے کا کیا مطلب؟ فرمایا بالوں کی جڑوں کو تر کر، اپنے جسم کو مل، جب غسل سے فارغ ہو گا تو تیرے گناہ بخش دیئے جائیں گے اے انس چاشت کی دو رکعتیں کبھی قضا نہ کرنا یہ اللہ کے نیک بندوں کی نماز ہے شب و روز نوافل بکثرت پڑھا کرو اگر تم نے نماز پابندی سے ادا کی تو فرشتے بھی تمہارے لئے رحمت کی دعا کریں گے اے انس جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے آپ کو اللہ کے حضور پیش کرو، جب رکوع میں جاؤ تو دونوں ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھو اور انگلیوں کو کھلا رکھو، نیز بازو پہلوؤں سے الگ رکھو، جب رکوع سے سر اٹھاؤ تو بالکل سیدھے کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ ہر جوڑ اپنے اپنے مقام پر فٹ ہو جائے جب تو سجدہ کرے تو اپنی پیشانی کو زمین پر رکھ کوے کی طرح ٹھونگیں نہ مارو اور اپنے بازو لومڑی کی دم کی طرح نہ پھیلاؤ جب سجدے سے سر اٹھائے تو کتے کی طرح نہ بیٹھے، یعنی گھٹنے کھڑے کر کے سرین کو زمین کی طرف نہ کرو بلکہ سرین کو دونوں پاؤں کے درمیان کرو اور قدموں کے ظاہر کو زمین پر لگاؤ، کیوں کہ اللہ تعالیٰ ایسی نماز جو کہ نامکمل ہو اس کی طرف نظر التفات نہیں فرماتا اگر استطاعت رکھتے ہو تو شب و روز وضو سے رہو حالت وضو میں موت آجائے تو شہادت میں شمار ہوگی جب گھر میں داخل ہو تو اہل خانہ کو سلام کہو دل میں حلاوۃ ایمان پیدا ہوگی اگر باہر نکلنے میں گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے تو لوٹ جاؤ اللہ تعالیٰ بخش دے گا اے اس اپنے شب و روز ایسے گذارو کہ کسی کے لئے تمہارے دل میں حسد نہ ہو یہ میری سنت ہے اور جس نے میری سنت پر عمل کیا میں اس سے محبت کرتا ہوں اور وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا اے انس جب تو ان باتوں پر عمل کرے گا اور میری نصیحت کو یاد رکھے گا تو پھر موت سے بڑھ کر تجھے کوئی شے محبوب نہ ہوگی اسی میں تیری راحت ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک کھوٹ کو دل سے نکال دینا میری سنت ہے اور ہر مسلمان پر واجت ہے کہ وہ کینے اور حسد کو دل سے نکال دے یہ تمام اعمال سے افضل ہے۔

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ روایت سنی کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جنت میں سے ایک شخص اپنے بائیں ہاتھ میں جوتا لئے حاضر ہوگا پس اسی وقت اور اسی حالت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر سلام کیا اور وہیں بیٹھ گیا دوسرے دن آپ نے پھر اسی طرح فرمایا کہ اسی طرح کا ایک آدمی آیا تیسرے دن آپ نے پھر اسی طرح فرمایا اور جب حضور علیہ السلام کھڑے ہوئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس شخص کے ساتھ ہو لئے، اور اس سے کہا میرے اور میرے والد کے درمیان کچھ ایسی بات ہوئی میں نے قسم کھائی کہ تین رات تک میں ان کے پاس نہیں آؤں گا اگر تم اجازت دو تو قسم کی مدت تک میں آپ کے ہاں قیام کر لوں تو اس نے کہا ہاں یعنی اجازت دے دی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے اس کے پاس ایک رات گزاری مگر اس نے رات کو کوئی قیام نہیں کیا بس سونے سے پہلے ذکر الٰہی اور اس کی کبریائی بیان کر کے سو گیا اور صبح کو اٹھ کر بہترین وضو کیا اور نماز ادا کی مگر دن کو روزہ نہ رکھا فرماتے ہیں کہ تین رات تک میں نے اس کو یہی کرتے دیکھا لیکن میں ہمیشہ اس سے اچھی باتیں ہی سنی

ہیں جب تین راتیں گزار لیں تو میرے دل میں اس کے قلیل عمل کا گمان گزرا تو میں نے اس سے کہا کہ نہ تو میرے اور میرے والد کے مابین کوئی سخت کلامی ہوئی اور نہ ہی گھر چھوڑنے کی کوئی بات ہوئی ہے لیکن مسلسل تین محفلوں میں حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد سُنا کہ ایسی ایسی حالت میں ایک جنتی آئے گا اور تینوں دفعہ آپ ہی آئے تب میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ کے پاس رہ کر آپ کا عمل دیکھوں اور پھر میں بھی ویسا ہی کروں مگر میں نے تو آپ کو کثیر العمل نہیں پایا پس کس طرح آپ فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق بنے؟ اس شخص نے کہا میرا عمل تو یہی ہے جو آپ نے دیکھا ہے جیسے ہی میں وہاں سے چلنے لگا تو اس نے مجھے واپس بلایا اور کہا کہ جو کچھ آپ نے دیکھا وہی میرا عمل ہے لیکن میرے دل میں کسی مسلمان کے لئے کوئی برائی نہیں ہے اور عطاء الٰہی پر کسی سے حسد نہیں ہے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا کہ بس یہی وہ عمل ہے جس نے تجھے فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مصداق بنا دیا ہے اور یہی وہ عمل ہے جسے میں نہ اپنا سکا۔

ایک دانا کا کہنا ہے کہ پانچ وجوہات سے حاسد اپنے رب کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے (۱) ہر اس نعمت پر غصہ ہوتا ہے جو کسی دوسرے کو ملتی ہے (۲) وہ تقسیم الٰہی پر ناراض ہوتا ہے یعنی اپنے رب سے کہتا ہے ایسی تقسیم کیوں فرمائی ہے (۳) وہ فضل الٰہی پر بخیلی کرتا ہے (۴) وہ ولی اللہ کو رسوا کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اللہ تعالٰی کی نعمت اس سے چھن جائے (۵) وہ اپنے دشمن یعنی ابلیس لعنتی کی اعانت کرتا ہے اور کہا گیا ہے کہ مجلس میں حاسد کو ہمیشہ ذلیل ہونا پڑتا ہے اور فرشتے بھی ہمیشہ اس پر لعنت کرتے رہتے ہیں، خلوت میں مغموم رہتا ہے نیز نزع میں سختی، حشر میں شرمندگی و رسوائی اور دوزخ میں گرمی اور جلن ہمیشہ اس کے مقدر میں ہوگی۔ واللہ تعالٰی اعلم و رسولہ'

تکبّر

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن تکبر کرنے والے ایسے آئیں گے کہ ان کی صورتیں تو مردوں جیسی ہوں گی مگر جسم چیونٹی کی طرح حقیر ہوں گے ہر طرف سے ذلت ان کے لئے ہوگی وہ جہنم کی آگ میں چلیں گے، دوزخیوں کی پیپ پئیں گے حضرت سفیان بن مسعر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حسین بن علی رضی اللہ عنہما سے مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ وہ ایسے مساکین سے گزرے جو چادر بچھا کر سوکھے ٹکڑے کھا رہے تھے انہوں نے کہا اے ابو عبداللہ آپ بھی کھائیں آپ آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ متکبرین کو محبوب نہیں رکھتا اور ان کے ساتھ کھانا کھایا پھر ان سے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کی دعوت قبول کی ہے لہٰذا اب تم میری دعوت قبول کرو اور ان کو لے کر گھر آگئے اور باندی سے فرمایا جو کچھ کھانے کو ہے وہ نکال کر لے آؤ۔

تین آدمیوں کے لئے وعید :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین آدمیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نہ کلام فرمائیگا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے، ان میں سے ایک بوڑھا زانی، دوسرا جھوٹا بادشاہ اور تیسرا مفلس متکبر ہے حضور ابو ہریرہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھ پر وہ تین آدمی پیش کئے گئے جو سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور پھر وہ تین آدمی پیش کئے گئے جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے، پہلے تین جو جنت میں جائیں گے ان میں سے ایک شہید دوسرا وہ غلام جو اپنے رب کی اطاعت سے غافل نہیں رہا اور تیسرا وہ غریب بوڑھا جو عیال دار ہے اور وہ تین آدمی جو سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے ان میں سے ایک زبردستی مسلط ہونے والا حاکم، دوسرا وہ صاحب ثروت مالدار جو زکوٰۃ نہیں دیتا اور تیسرا فقیر متکبر ہے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے افراد سے بغض رکھتا ہے اور تین میں سے کچھ کے ساتھ تو بہت زیادہ بغض رکھتا ہے پہلا یہ کہ وہ فاسقوں کے ساتھ تو بغض رکھتا ہی ہے لیکن بوڑھے فاسق کے ساتھ تو بہت ہی زیادہ دوسرا بخیلوں کے ساتھ لیکن بوڑھے فاسق کے ساتھ تو بہت ہی زیادہ دوسرا بخیلوں کے ساتھ لیکن مالدار بخیل کے ساتھ بہت ہی زیادہ بغض رکھتا ہے نیز تین طرح کے لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت فرماتا ہے اور تین قسم کے افراد تو بہت ہی زیادہ محبت فرماتا ہے ایک تو پرہیزگاروں سے لیکن نوجوان پرہیزگار سے بہت ہی زیادہ محبت فرماتا ہے دوسرا سخیوں سے لیکن غریب سخی سے بہت زیادہ محبت فرماتا ہے تیسرا انکساری کرنے والوں سے لیکن مالدار منکسر المزاج سے بہت ہی زیادہ فرماتا ہے۔

حضرت یحییٰ بن جعلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کے دل میں ایک حبہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے عمدہ لباس، جڑاؤ جوتے اور کوڑا لٹکانا بہت ہی پسند ہے کیا یہ بھی تکبر ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ خوب بھی خوبصورت ہے اور وہ خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے اور وہ اپنی نعمتوں کا اثر اپنے بندوں پر دیکھنا پسند فرماتا ہے جبکہ بوسیدگی و تنگ حالی کو ناپسند فرماتا ہے لیکن تکبر یہ ہے کہ حق کو سفیہ جانے اور خلق خدا کو حقیر سمجھے حضرت امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو اپنے جوتے کو گانٹھتا ہے اور کپڑے کو پیوند لگاتا ہے اور اپنے چہرے کو اللہ تعالیٰ کے لئے سجدے کر کے غبار آلود کرتا ہے وہ تکبر سے بری ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جو صوف پہنتا ہے، پھٹا پرانا جوتا پہنتا ہے، اپنے گدھے پر سوار ہوتا ہے، اپنی بکری کا دودھ نکالتا ہے، اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر کھاتا ہے اور مسکینوں کے سات بیٹھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی متکبرانہ خو دور کو مٹا دیتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا یا رب اپنی مخلوق میں سب سے زیادہ غضب تیرا کس پر ہوتا ہے فرمایا اے موسیٰ جس کے دل میں تکبر ہو، جس کی زبان غلیظ ہو، جس کا یقین کمزور ہو اور ہاتھ بخیل ہو۔

متکبرین کی مذمت اور متواضعین کی مدحت :

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بزرگی کے اسباب میں سے تواضع ایک سبب ہے ہر نعمت پر حسد کیا گیا ہے سوائے تواضع کے بعض دانا فرماتے ہیں قناعت کا پھل راحت ہے اور تواضع کا پھل محبت ہے، منقول ہے کہ مہلب بن ابی صفوہ جو کہ حجاج کے لشکر کا سپہ سالار تھا وہ مطرف بن عبداللہ بن شخیر کے سامنے فاخرہ لباس میں متکبرانہ انداز میں گزرا تو مطرف نے اس سے فرمایا اے اللہ کے بندے ایسی چال پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہوتے ہیں مہلب نے کہا کیا تم نے جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ آپ نے کہا ہاں تیری ابتداء ایک بدبودار نطفہ سے ہے اور مردار ہے اور ان کے درمیان ایک گندگی کا بوجھ لئے پھرتا ہے تب مہلت نے ایسا چلنا چھوڑ دیا، ایک دانا کا کہنا ہے کہ مؤمن بندے کا فخر اپنے رب اور اس کی عزت و جلال اور اس کے دین پر ہوتا ہے جبکہ منافق کا فخر اس کے نسب اس کی عزت اور مال سے وابستہ ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم واضع کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے لئے تواضع کرو اور جب تکبر کرنے والوں کو دیکھو تو ان سے تکبر سے

پیش آؤ اس میں ان کی حوصلہ شکنی اور ذلت ہے اور تمہارے لئے یہ صدقہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے لئے تواضع کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے رفعتیں عطا فرماتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں تواضع کا بلند ترین مرتبہ یہ ہے کہ جو مسلمان ملے اسے سلام کرے اور مجلس میں کم مقام پر راضی رہے اور اپنی نیکی و پرہیزگاری کے تذکرے کو ناپسند کرے حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تکبر کافروں اور فرعونوں کو وطیرہ ہے جبکہ تواضع انبیاء کرام اور صلحاء عظام کا شیوہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تکبر کو کافروں کی وصف قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے "یہ وہ لوگ ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ تکبر کرتے ہیں" اور فرمایا "اور قارون، فرعون، ہامان کو ہم نے ہلاک کیا اور جب موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس واضح دلائل لے کر آئے تھے تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا لیکن وہ کہاں بھاگ سکتے تھے" ایک اور آیت میں فرمایا "وہ لوگ جو سرکشی کرتے ہیں میری عبادت سے عنقریب وہ ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے" چوتھی آیت میں فرمایا "تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ کے لئے اس میں رہو تکبر کرنے والوں کا وہی برا ٹھکانہ ہے" پانچویں آیت میں فرمایا "بے شک وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا" البتہ تواضع کے سبب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی تعریف فرمائی ہے اور فرمایا ہے "اور رحمٰن کے بندے زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تواضع کا حکم فرمایا ہے کہ "اور تمام مسلمانوں کے لئے شفقت فرمایئے" اور فرمایا "اپنے مؤمن پیروکاروں کے لئے فروتنی اختیار کیجئے" اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے اخلاق کریمہ کی تعریف فرمائی ہے کہ اے پیارے نبی "آپ تو بلند اخلاق کے مقام پر فائز ہیں" اور آپ کا خُلق تواضع تھا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ آپ گدھے پر سوار ہوتے اور غلاموں کی دعوت قبول فرماتے تو ثابت ہوا کہ سب سے اچھا اخلاق تواضع ہے پہلے زمانے کے لوگ متواضع ہوتے تھے لہذا چاہیئے کہ ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر چلیں۔

تواضع کی مثالیں :

منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رات کے وقت ایک مہمان آیا عشاء کی نماز پڑھ کر آپ کوئی بات لکھ رہے تھے اور مہمان بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا، ادھر قریب تھا کہ چراغ بجھ جاتا، مہمان نے کہا امیر المؤمنین میں چراغ درست کر دیتا ہوں، آپ نے فرمایا یہ بے مروتی ہے کہ مہمان سے کوئی کام لیا جائے، مہمان نے کہا پھر غلام کو اُٹھا دوں؟ فرمایا نہیں اس کی تازی نیند ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود کھڑے ہوئے اور چرا کو ٹھیک کر دیا، مہمان نے کہا امیر المؤمنین آپ خود کیوں اٹھے؟ آپ نے فرمایا میں گیا تو بھی عمر تھا اور آیا تو بھی عمر ہی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین انسان وہ ہے جو تواضع یعنی عاجزی وانکساری کو اپنا شیوہ بنائے حضرت قیس بن حازم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شام آئے تو علماء نے آپ سے ملاقات کر کے آپ کی تعریف کی اور عرض کیا کہ آپ اس برذون گھوڑے پر سوار ہو جائیں تا کہ لوگ آپ کو دیکھ سکیں، آپ نے فرمایا کیا تم سمجھتے ہو کہ امور یہاں طے ہوتے ہیں؟ آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا امور وہاں طے ہوتے ہیں، لہذا میرا راستہ چھوڑ دو ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سفر کے لئے اپنے غلام کے ساتھ باری مقرر کر دی کہ وہ اونٹنی پر سوار ہوں گے اور ایک فرسخ تک غلام اونٹنی کی مہار پکڑتے گا پھر وہ اتریں گے اور غلام سوار ہوگا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹنی کی مہار پکڑیں گے ایک فرسخ تک، جب شام کے قریب پہنچے تو نوبت یہ تھی کہ باری غلام کے سوار ہونے کی تھی چنانچہ غلام سوار ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اونٹنی کی مہار پکڑ لی راستے میں پانی آ گیا تو آپ پانی میں گھس گئے اور جوتے بائیں بغل میں دبا لئے مگر اونٹنی کی مہار بھی پکڑے رہے ادھر میر شام حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ استقبال کے لئے آئے اور عرض کیا امیر المؤمنین شام کے روسا آپ کا استقبال کے لئے آ رہے ہیں یہ اچھا نہیں ہے کہ وہ آپ کو اس حالت میں دیکھیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ عزت اللہ تعالیٰ نے اسلام کے سبب عطاء فرمائی ہے مجھے لوگوں کی باتوں کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔

منقول ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن کے امیر تھے مدائن کے ایک سردار نے کوئی چیز خریدی اتنے میں آپ وہاں سے گزرے تو اس امیر نے مزدور سمجھ کر آپ کو بلایا اور کہا کہ یہ سامان اٹھاؤ چنانچہ آپ نے اس کا سامان اٹھا لیا، راستے میں لوگ ملتے اور کہتے اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے ہم یہ سامان اٹھا لیتے ہیں لیکن آپ انکار فرما دیتے، اس سردار نے اپنے دل میں کہا افسوس میں نے امیر مدائن سے یہ سامان اٹھوایا پھر وہ آپ سے معذرت کرنے لگا اور کہا کہ میں آپ کو پہچانا نہیں تھا اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے آپ نے فرمایا چلو اور سامان اس کے گھر تک پہنچا دیا پھر اس رئیس نے کہا کہ آئندہ کسی سے کام نہیں لوں گا روایت ہے کہ حضرت عمار بن یاسر کوفہ کے امیر تھے ایک دفعہ ایک گھاس بیچنے والے کی دکان سے گھاس خریدا، دکاندار نے اور آپ نے مل کر گھاس بنادھی اور دونوں جانب سے گٹھے کو کھینچا تو اس کا حجم پہلے سے کم ہو گیا آپ نے اسے کندھے پر ڈالا اور گھر لے آئے،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ان کو بحرین کا امیر بنا کر بھیجا، جب وہ بحرین میں داخل ہوئے تو گدھے پر سوار تھے اور کہتے تھے امیر کے لئے راستہ چھوڑ دیا۔ امیر کے لئے راستہ چھوڑ دو یہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق وانکسار تھا، اسی لئے اللہ تعالیٰ، فرشتے اور خلقِ خدا کے نزدیک وہ با عزت تھے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ صدقہ کرنے سے

مال بھی کم نہیں ہوتا، جو ظلم کرنے والے کو معاف کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے آپ کے سامنے طشت تھا جس میں گوشت کے پارچے تھے اور آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر تناول فرمارہے تھے کہ ایک ایسی لاابالی عورت آئی کہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ وہ عورت ہے یا مرد؟ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور کہا کہ دیکھو غلام کی طرح بیٹھے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا میں غلام ہوں اور غلام کی طرح بیٹھتا ہوں اور غلاموں کی طرح کھاتا ہوں آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ تو بھی کہا، اس نے کہا نہیں، ہاں البتہ اگر آپ اپنے ہاتھ سے کھلائیں تو کھاؤں گی پھر کہا نہیں بلکہ مجھے وہ لقمہ دیجئے جو آپ کے منہ مبارک میں ہے اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ مبارک میں سخت گوشت کا ایک ٹکڑا تھا، آپ نے اس کو چبایا پھر نکال کو اس کو دے دیا راوی کا کہنا ہے کہ عورت نے وہ ٹکڑا لیا اور اس کو چبایا جب وہ ٹکڑا اس کے پیٹ میں گیا تو وہ شرم وحیا سے بیہوش ہوگئی یہاں تک کہ وہ کسی طرف دیکھنے کی ہمت نہیں کر سکتی تھی راوی کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد کوئی بیہودہ بات اس کی سننے میں نہیں آئی یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے سدھار گئی۔

حضرت امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے زمین کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں اور اس بات کا مجھے اختیار دے دیا گیا کہ میں عبدیت والا بنوں یا بادشاہ نبی بنوں۔ تب جبریل علیہ السلام نے مجھے اشارہ کیا کہ میں تواضع کروں اور عبد بنوں لہٰذا میں نے عبدیت والا نبی بننا پسند کیا اور مجھے عبدیت والی نبوت مرحمت فرمادی گئی اور میں وہ پہلا شخص ہوں کس کے لئے زمین پھٹے گی اور میں ہی پہلا شفاعت کرنے والا ہوں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو خشیت الٰہی سے تواضع کرتا ہے قیامت کے دن اسے اللہ تعالیٰ مقام رفیع عطاء فرمائے گا اور جو کوئی بڑائی کا اظہار کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو پستی کی جگہ دے گا، حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے ہمیں فرمایا وہ شخص کہ جسکی روح اس کے جسم سے جدا ہو رہی ہو ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص دنیا سے جا رہا ہو اور وہ تین چیزوں یعنی تکبر، خیانت اور قرض سے بری ہو تو وہ جنت میں جائے گا حضرت عبداللہ بن ابو جعفر فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بازار سے دو قمیصیں چھ درہم میں خریدیں اور اپنے غلام اسود سے فرمایا کہ ان دونوں میں سے ایک قمیص پسند کر لے لہٰذا غلام نے اچھی قمیص پسند کر لی تو دوسری قمیص حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہن لی، اس کی آستینیں ہر طرف سے بڑی تھیں آپ نے قینچی منگوا کر آستینیں کاٹ دیں اور اسی میں لوگوں کو جمعہ کا خطبہ دیا اور ہم کٹی ہوئی آستینوں کے کنارے آپ کے ہاتھ کی پشت پر دیکھ رہے تھے اور آپ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنا کپڑا لٹکائے ہوئے تھا فرمایا اے فلاں اپنا کپڑا اونچا کر لے کیوں کہ اس طرح تیرا کپڑا بھی پاک رہے گا اور تیرے دل میں بھی تقویٰ پیدا ہوگا اور کپڑا بھی جلدی نہیں جلے گا حضور علیہ السلام نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ عظمت میری چادر ہے اور کبریائی اوڑھنی ہے جو مجھ سے ایک چادر بھی چھینے گا تو میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔

فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عظمت میری چادر اور کبریائی میری اوڑھنی ہے کا معنیٰ یہ ہے دونوں میری صفات ہیں جیسا کہ قرآن میں آتا ہے العزیز الجبار المتکبر پس یہ دونوں صفات الٰہیہ میں سے ہیں اس لئے کمزور بندے کو لائق نہیں کہ وہ تکبر کرے۔

مال ذخیرہ کرنا

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ حضرت معمر بن عبداللہ عدوی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مال ذخیرہ صرف گنہگار ہی کرتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کا ارشاد روایت کرتے ہیں کہ جو شخص چالیس روز تک اناج کو ذخیرہ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اناج ''مارکیٹ'' میں لانے والے کو رزق دیا جاتا ہے اور ذخیرہ کرنے والا مستحق لعنت ہوجاتا ہے جالب سے مراد ایسا شخص ہے جو اناج خرید کر بیچنے کے لئے شہر کی منڈی میں لاتا ہے تو وہ بھی روزی پاتا ہے اس لئے لوگ اس سے نفع حاصل کرتے ہیں اور مسلمانوں کی دعاء سے اسے برکت حاصل ہوتی ہے جبکہ ذخیرہ کرنے والا اناج کو اس لئے خریدتا ہے کہ اس کو روک رکھے اور لوگوں کو اس سے ضرر پہنچے، امام شعبی علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے کو کام پر لگانے کے لئے حضور علیہ السلام سے مشورہ لیا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنے بیٹے کو نہ گندم فروش بنانا نہ قصائی کے پاس بٹھانا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حضور زانی اور شرابی ہو کر جانا اس جرم سے زیادہ جرم یہ ہے کہ چالیس دن تک اناج کو ذخیرہ کر کے رکھے اور قصائی جو جانور ذبح کرتا ہے اس کے دل سے رحمت وشفقت اٹھ جاتی ہے اور کفن فروش میری امت کی موت کی تمنا کرتا ہے جبکہ مجھے اپنی امت کا بچہ تمام دنیا سے محبوب ہے حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ذخیرہ اندوز اناج خرید کر شہر میں بیچنے سے بند کر دیتا ہے جبکہ لوگوں کو اس کی ضرورت ہوتی ہے یہی وہ ذخیرہ اندوزی ہے جس سے منع کیا گیا ہے البتہ اگر وہ اپنے کھیتوں سے غلا لایا دوسرے شہر سے منگوایا تو یہ ذخیرہ اندوزی نہ ہوگی لیکن اگر لوگوں کو اس کی ضرورت ہو تو افضل یہ ہے کہ اسے بیچ دے اور نہ بیچا تو یہ اس کے لئے اس کی نیت کا برا ہوگا گویا اس کو مسلمانوں کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں چاہیے کہ ذخیرہ اندوز کا اناج بیچنے پر مجبور کیا جائے اگر وہ منع کرتے وہ اس کی تعزیر و تادیب کی جائے تاہم اسے تنگ نہ کیا جائے بلکہ اس سے کہا جائے کہ جس بھاؤ دوسرے لوگ بیچتے ہیں وہ بھی اسی بھاؤ پر بیچے۔

روایت میں ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بھاؤ میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ مقرر فرماتا ہے ایک اور روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہنگائی اور فراوانی اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے دو لشکر ہیں ان میں سے ایک کا نام رغبت اور دوسرے کا نام رہبت ہے جب اللہ تعالیٰ فراوانی کا ارادہ فرماتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں خوف پیدا کر دیتا ہے تو لوگ اپنا مال بازار میں لے آتے ہیں اور فراوانی ہو جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ گرانی یعنی مہنگائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان کے دلوں میں اس چیز کی رغبت ڈالی دی جاتی ہے تو وہ اپنے مال کو بند کر دیتے ہیں حدیث میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک عابد ریت کے ٹیلے پر سے گزرا اور اس کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ اگر یہ آٹا ہوتا تو قحط سالی کے باعث بھوکے بنی اسرائیلوں کو پیٹ بھر کھانا کھلاتا تب اللہ تعالیٰ نے اس عابد کے نبی کو وحی فرمائی کہ فلاں عابد سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے اتنا اجر واجب فرما دیا ہے جو تجھے ٹیلے برابر آٹا صدقہ کرنے پر ملتا یعنی اس نے اچھی نیت کی اور اس کی حسن نیت یعنی مسلمانوں پر رحمت وشفقت کی نیت پر اسے اتنا بڑا اجر ملا۔ لہٰذا ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ تمام مسلمانوں کے لئے مشفق و مہربان ہو منقول ہے کہ ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ مجھے کوئی نصیحت فرمائیں آپ نے اس سے فرمایا کہ میں چھ باتوں کی تجھے نصیحت کرتا ہوں (۱) جن چیزوں کا کفیل اللہ تعالیٰ ہے ان پر قلبی یقین رکھنا (۲) فرائض کو وقت پر ادا کرنا (۳) ذکر الٰہی میں رطب اللسان رہنا (۴) شیطان کی موافقت نہ کرنا کیونکہ وہ مخلوق سے حسد کرتا ہے (۵) اپنی عمر دنیا میں خرچ نہ کرنا یہ تیری آخرت کو خراب کر دے گی (۶) ہمیشہ مسلمانوں کی بھلائی چاہنا۔ حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مسلمان کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ مسلمانوں کی بھلائی کا سوچے کیوں کہ یہ سعادت کی علامت ہے۔

کہا گیا ہے کہ سعادت یعنی نیک بختی کی گیارہ علامتیں ہیں (۱) دنیا میں عبادت کرے اور آخرت کی رغبت رکھے (۲) عبادت اور تلاوت القرآن پر کمربستہ رہے (۳) ضرورت نہ ہو تو کم بولے (۴) پانچوں نمازیں پابندی سے پڑھے (۵) تھوڑا ہو یا زیادہ حرام سے بہت بچے
(۶) نیک لوگوں کے ساتھ بیٹھے (۷) عاجزی کرنے والا ہو تکبر نہ کرے (۸) خوش اخلاق سخی ہو (۹) خلق خدا کے ساتھ نرمی رکھتا ہو
(۱۰) مخلوق کو نفع پہنچانے والا ہو (۱۱) موت کو ہر وقت یاد کرنے والا۔ اسی طرح بدبختی کی بھی گیارہ علامتیں ہیں (۱) مال جمع کرنے میں حریص ہو
(۲) دنیا کی لذت و خواہشات میں مشغول ہو (۳) اکثر فحش گفتگو کرتا ہو (۴) نمازوں میں کوتاہی کرتا ہے (۵) مشتبہ اور حرام کھاتا ہو اور فاسقوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہو (۶) اس کا اخلاق گندا ہو (۷) اترانے والا، تکبر اور فخر کرنے والا ہو (۸) لوگوں کو فائدہ پہنچانے سے منع کرتا ہو
(۹) مسلمانوں سے شفقت نہ کرتا ہو (۱۰) بخیل ہو (۱۱) موت کو بھولنے والا ہو۔ یعنی ایسا شخص کہ جب موت کا ذکر آئے تو غلہ بیچنے سے انکار نہیں کرتا اور مسلمانوں سے بھی شفقت سے پیش آتا ہے منقول ہے کہ ایک زاہد کے گھر میں گندم کا ڈھیر تھا لوگ قحط کا شکار ہوئے تو زاہد نے تمام گندم بیچ دی پھر اپنی ضرورت کے لئے خریدنے لگا لوگوں نے ان سے کہا بہتر تھا کہ آپ کچھ گندم روک لیتے زاہد نے جواب دیا کہ میں نے یہ چاہا کہ میں بھی لوگوں کے غم میں برابر کا شریک ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ اپنے احسان و کرم سے اس کی توفیق دے۔

ہنسنے پر زجر و توبیخ

حضرت فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا اے زمین کے نمک تم کبھی خراب نہ ہونا اس لئے کہ دوسری اشیاء جب خراب ہو جاتی ہیں تو نمک سے وہ صحیح ہو جاتی ہیں اور جب نمک ہی خراب ہو جائے تو وہ کسی چیز سے درست نہیں ہوتا اے میرے حواریو تعلیم دینے پر اجرت نہ لو مگر جتنا کہ تم نے مجھے دیا ہے، جان لو کہ تمہارے اندر دو عادتیں جاہلوں والی ہیں بڑائی کے بغیر ہنسنا اور رات کو جاگے بغیر صبح کرنا حضرت فقیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے علماء کو زمین کا نمک قرار دیا ہے کیوں کہ علماء خلق خدا کی اصلاح کرتے ہیں اور راہِ آخرت کی رہنمائی فرماتے ہیں اگر علماء ہی آخرت کا راستہ چھوڑ دیں تو پھر لوگوں کو راہ آخرت کون بتائے گا اور جاہل کس طرح ہدایت حاصل کریں گے، اور آپ کا یہ فرمانا کہ تعلیم دینے پر اجرت نہ لینا مگر اتنی کہ جتنی تم نے مجھے دی ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں اور انبیاء عظام لوگوں کو بغیر اجرت کے تعلیم دیتے ہیں جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے "آپ کہہ دیجئے تم سے اجرت کا کوئی سوال نہیں کرتا سوائے قرابت داروں کی محبت کے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "میرا اجر تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے" اسی طرح علماء کو چاہئے کہ وہ انبیاء کرام کی پیروی کریں اور تعلیم دینے پر اجرت نہ لیں نیز بغیر عجب کے ہنسی کے متعلق آپ کے فرمان کا مطلب ہے قہقہہ جو کہ مکروہ ہے اور یہ بے وقوفوں کا عمل ہے نیز بغیر سحر کے صبح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ رات کو جاگے بغیر ابتدائے دن میں سونا کیونکہ یہ حماقت ہے درمیانے حصے میں سونا اچھا ہے اور دن کے آخری حصے میں سونا جہالت ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام ایک دن مسجد میں تشریف لائے جبکہ کچھ لوگ باتیں کر کے ہنستے تھے، آپ کھڑے رہے پھر سلام کہہ کر فرمایا کہ لذتوں کو مٹانے والی چیز کا بکثرت ذکر کرو ہم نے عرض کیا لذتوں کو مٹانے والی کیا چیز ہے؟ فرمایا موت۔ ایسے ہی بعد ازاں ایک اور مرتبہ تشریف لائے جب کہ کچھ لوگ ہنس رہے تھے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم وہ جانتے ہوتے جو میں جانتا ہوں تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ اسی طرح ایک دفعہ پھر تشریف لائے تو کچھ لوگ باتیں کر کے ہنس رہے تھے آپ نے سلام کہنے کے بعد فرمایا اسلام شروع میں غریب تھا یعنی اجنبی تھا اور عنقریب غریب ہو جائے گا پس خوشخبری ہے قیامت کے دن کی غرباء کے لئے۔ عرض کیا گیا کہ قیامت کے دن کے غرباء کون ہیں؟ فرمایا وہ لوگ جو لوگوں کے بگڑ جانے کے باوجود اصلاح پر رہے ہوں گے۔

ہنسنے والوں کے لئے نصیحتیں :

اسحٰق بن منصور سے مروی ہے جب حضور خضر اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے درمیان جدائی ہوئی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خضر علیہ السلام سے کہا کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے، خضر علیہ السلام نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام جھگڑے سے بچو، بغیر ضرورت کہیں مت جاؤ، عجیب واقعہ کے بغیر نہ ہنسو، کسی کی خطاء پر تعجب نہ کرو، اور بعض روایات میں ہے کہ خطا کاروں کی خطاء پر ان کو شرمندہ نہ کرو۔ اے ابن عمران "موسیٰ علیہ السلام" اپنی خطاؤں پر رو۔

حضرت عوف بن عبداللہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قہقہہ مار کر کبھی نہ ہنستے بلکہ تبسم فرماتے اور جدھر متوجہ ہوتے تو پورے چہرہ مبارک سے متوجہ ہوتے یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ تبسم ہے ہنسنا جائز ہے البتہ قہقہہ مار کر ہنسنا منع ہے اس لئے عقل مند کو چاہئے کہ وہ قہقہہ مار کر نہ ہنسے کیوں کہ دنیا میں جو شخص قہقہہ مار کر تھوڑا سا بھی ہنسے گا وہ آخرت میں بہت روئے گا تو ان لوگوں کا کیا بنے گا جو دنیا میں زیادہ ہنستے ہیں اور قیامت کے دن انکا کیا ہو گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "پس تھوڑا ہنسو اور زیادہ رویا کرو" حضرت ربیع بن خثیم فرماتے ہیں دنیا میں کم ہنسو ورنہ آخرت میں زیادہ روؤ گے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ اگر دنیا میں کم بھی ہنسیں گے تب بھی آخرت میں اپنے اس عمل کے بدلے میں جہنم میں زیادہ روئیں گے یہی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تعجب ہے اس شخص پر جو ہنستا ہے اور اس کے پیچھے نار جہنم ہے اور جو مسرور ہے مگر اس کے پیچھے موت ہے منقول ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ایک نوجوان سے گزرے جو ہنس رہا تھا آپ نے فرمایا بیٹے کیا تو نے پل صراط طے کر لی ہے؟ اس نے کہا نہیں پھر فرمایا کیا تجھ پر یہ واضح ہو گیا ہے کہ تو جنتی ہے یا دوزخی؟ اس نے کہا نہیں، فرمایا پھر یہ ہنسنا کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر کبھی کسی نے اس کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا یعنی حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی بات اس کے دل میں گھر کر گئی اور اس نے ہنسنے سے توبہ کر لی۔ اسی طرح اس زمانے کے علماء تھے جب وہ کوئی نصیحت آمیز کلام فرماتے تھے تو ان کی نصیحت دل میں گھر کر جاتی تھی کیوں کہ ان کا عمل بھی علم کے مطابق ہوتا تھا اور ان کے علم سے دوسروں کو نفع پہنچتا تھا اور اب ہمارے زمانے کے علماء کا عمل ان کے علم کے مطابق ہی نہیں ہے تو دوسروں کو انکا علم کیسے نفع دے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص گناہ کر کے ہنستا ہے وہ روتا ہوا جہنم میں داخل ہو گا اور کہتے ہیں کہ جو لوگ دنیا میں اکثر ہنستے رہتے ہیں وہ آخرت میں ہمیشہ روتے ہی رہیں گے، حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چار خصلتیں ایسی ہیں جو مومن کے لئے ہنسی اور خوشی کو باقی نہیں رہنے دیتیں (۱) آخرت کا غم (۲) معاش کے سلسلے میں مصروفیت (۳) گناہوں کا غم (۴) اور دکھوں کا پے در پے آنا، یعنی مومن کو

چاہئے کہ وہ ان چاروں عادتوں میں مصروف رہے تو وہ اس کو ہنسنے سے روک دیں گی کیوں کہ ہنسنا تو مؤمن کی خصلت ہی نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہنسنے والوں کو عار دلاتے ہوئے فرماتا ہے ''کیا تم لوگ اس بات پر تعجب کرتے ہو اور تم روتے نہیں اور ہو تم تکبر کرنے والے'' اور رونے والوں کی اللہ تعالیٰ نے مدح فرمائی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اور وہ ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے'' نیز کہا گیا ہے کہ زندوں کو پانچ چیزوں کا غم کرنا چاہئے اور ہر انسان کو چاہئے کہ وہ پانچوں چیزوں کے غم یعنی فکر میں رہے (۱) گذشتہ گناہوں کا غم، کیوں کہ اس نے گناہ تو کیا ہے لیکن اسے ان کی معافی کا علم نہیں اس لئے چاہئے کہ وہ مغموم ومشغول رہے (۲) اس نے نیک عمل تو کئے ہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ قبول بھی کئے گئے ہیں
(۳) وہ اپنی زندگی کو جانتا ہے کہ کیسی گزر چکی ہے مگر باقی کیسے گزرے گی وہ لاعلم ہے (۴) یہ تو جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو گھر بنائی ہیں مگر اسے پتہ نہیں کہ ان کا ٹھکانہ کہاں ہے (۵) اسے کوئی علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے یا ناراض ہے۔ جو شخص اپنی زندگی میں ان پانچ چیزوں کے غم میں رہا تو وہ ہنسنے سے رک جائے گا اور جس کو دنیا میں ان پانچ چیزوں کا غم نہیں ہے تو اسے بعد موت پانچ دوسرے غموں سے واسطہ پڑے گا
(۱) حلال وحرام طریقون سے جمع کئے ہوئے ترکہ پر افسوس کریگا کہ اس کے وارث دشمن ہوگئے (۲) نیک عمل میں سستی پر ندامت ہوگی اور جب اپنے نامۂ اعمال میں تھوڑی سی نیکیاں دیکھے گا تو دوبارہ اعمال کرنے کے لئے واپس لوٹنے کی اجازت مانگے گا مگر نہ ملے گی (۴) آپ پر بہت سے لوگوں کے حقوق دیکھے گا جن کو اس نے ادا نہیں کیا ہوگا اور وہ لوگ اس کے اعمال لئے بغیر راضی نہیں ہوں گے (۵) اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کو غضب ناک دیکھے گا مگر یہ ممکن ہی نہیں ہوگا کہ وہ اللہ تعالیٰ راضی کر سکے۔

ہنسی سے متعلق واقعات :

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جان لو تو ہنسو گے کم اور روؤ گے کے زیادہ اور جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ تم جان لو تم اپنے حضور روتے اور گڑگڑاتے ہوئے پہاڑوں میں نکل جاؤ گے اور جو کچھ میرے علم میں ہے اگر وہ تمہیں معلوم ہو جائے تو اپنی بیویوں سے انبساط حاصل کرنا چھوڑ دو گے اور تمہیں اپنے بستروں پر قرار نہیں آئے گا اور تم یہ خواہش کرتے کہ تمہیں درخت بنا دیا جاتا جو کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا اپنی شام کرتا ہے تو غمگین ہو کر۔ اور میں نے ہمیشہ حسن بصری کو اس شخص کی مانند دیکھا جس پر تازہ کوئی مصیبت آئی ہو امام اوزائی اس آیت ''یہ اعمال نامہ تو ایسا ہے کہ ہر چھوٹا بڑا جرم اس میں لکھا گیا ہے'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ صغیرہ گناہ تو تبسم ہے اور کبیرہ قہقہ ہے یعنی قہقہ مار کر ہنسنا کبیرہ گناہوں میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تمہیں وہ معلوم ہو جائے جو مجھے معلوم ہے تو تم تھوڑا ہنسو گے اور زیادہ روؤ گے اور تمہیں اس کا علم ہو جائے گا جس کا علم مجھے ہے تو تمہارا ایک ہی سجدہ اتنا طویل ہوگا کہ کمر ٹوٹ جائے اور اتنا چیخو گے کہ آواز بیٹھ جائے اللہ کو یاد کر کے رویا کرو اگر رو نہیں سکتے تو کم از کم رونے کی شکل بنا لو محمد بن عجلان سے ایک حدیث مروی ہے کہ قیامت کے دن سوائے تین آنکھوں کے ہر آنکھ روئے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے روتی رہی دوسری وہ آنکھ جو حرام چیزوں کو دیکھنے سے بچتی رہی تیسری وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جاگتی رہی حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں صرف ایک مرتبہ ہنسا تھا اور آج تک اس پر ندامت محسوس کر رہا ہوں واقعہ یہ تھا کہ میں نے عمرو بن عبید قدری سے مناظرہ کیا جب میں نے اپنی فتح محسوس کی تو ہنس پڑا تو اس نے مجھ سے کہا کہ علمی گفتگو میں ہنسنا عجیب ہے؟ میں آپ سے کبھی گفتگو نہیں کروں گا اور میں اس پر شرمندہ ہوا۔ اگر میں نہ ہنستا تو اس سے اپنی بات تسلیم کروالیتا اور اس میں میری علمی بھلائی ہوتی۔

ہنسی سے متعلق سبق آموز اقوال :

محمد بن عبد اللہ عابد فرماتے ہیں جو فضول شے دیکھنے سے بچتا ہے اس کو خوف الٰہی کی توفیق عطا ہوتی ہے جو تکبر چھوڑتا ہے اسے عاجزی کی توفیق نصیب ہوتی ہے جو بیہودہ گفتگو چھوڑتا ہے اسے حکمت ملتی ہے جو زیادہ کھانا نہیں کھاتا اسے عبادۃ میں حلاوۃ کی توفیق عطاء ہوتی ہے جو مزاح چھوڑتا ہے اسے تازگی میسر آتی ہے جو ہنسنا چھوڑ دیا ہے اسے ہیبت و دبدبہ ملتا ہے جو رغبت چھوڑتا ہے اسے محبت کی توفیق مرحمت ہوتی ہے یعنی جب وہ لوگوں کے مال میں دلچسپی نہیں رکھتا تو وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور جو دوسروں کے معاملات کی جاسوسی چھوڑ دے تو اسے اپنے عیوب کے اصلاح کی توفیق عطا ہو جاتی ہے اور جو صفات الٰہیہ میں توہم چھوڑ دیتا ہے اسے شک اور نفاق سے نجات کی توفیق ملتی ہے نیز اس آیت کَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا کے تحت حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ اس دیوار کے نیچے کی تختی تھی جس میں پانچ سطریں لکھی ہوئی تھیں پہلی سطر میں تھا تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتا ہے اور کیسے خوشی مناتا ہے، دوسری سطر میں لکھا تھا، تعجب ہے اس شخص پر جو جہنم پر یقین رکھتا ہے اور پھر ہنستا ہے، تیسری سطر میں تھا، تعجب ہے اس شخص پر جو قدر پر یقین رکھتا ہے اور پھر غم زدہ رہتا ہے چوتھی سطر میں لکھا تھا، تعجب ہے اس شخص پر جو زوالِ دنیا پر یقین رکھتا ہے اور اسے اہل دنیا سے اولتا بدلتا ہے اور پھر مطمئن رہتا ہے اور پانچویں سطر میں لکھا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ'' رَّسُوْلُ اللّٰهِ. حضرت ثابت بنانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مؤمن امر

آخرت سے غفلت کے باعث ہنستا ہے اور اگر وہ غافل نہ ہوتا تو کبھی نہ ہنستا۔

حضرت یحییٰ بن معاذ رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہین کہ ایسی خوشی طلب کرنا کہ جس میں حزن نہ ہو اور ایسا حزن کہ جس میں فرحت نہ ہو یعنی جب حصول جنت کا ارادہ ہو تو دنیا میں غمگین رہ، مسرت سے ہنسو نہیں تاکہ تمہیں جنت کی وہ مسرتیں حاصل ہوں کہ جس میں غم نہ ہو کہا گیا ہے کہ تین چیزیں دل کو سخت کر دیتی ہیں ایک یونہی ہنسنا دوم بغیر بھوک کے کھانا سوم غیر ضروری گفتگو کرنا۔ بہز بن حکیم سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہلاکتی ہے ایسے شخص کے لیے جو لوگوں کو ہنسانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے تین مرتبہ فرمایا اس کے لئے ہلاکتی و بربادی ہے اس کیلئے بربادی ہے۔ ابراہیم نخعی فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اسطرح گفتگو کرتا ہے تاکہ اسکے اردگرد بیٹھنے والے ہنسیں تو اللہ اس پر ناراض ہوتا ہے، اور یہ ناراضگی اردگرد بیٹھنے والوں کو بھی پہنچتی ہے اور جو شخص رضائے الٰہی کے لئے کوئی کلمہ کہتا ہے تو اسے بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت نصیب ہوتی ہے اور اس کے اردگرد بیٹھنے والوں کو بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تقویٰ اختیار کر تمام لوگوں سے زیادہ عابد بن جائے گا، قناعت کر، تو تمام لوگوں سے زیادہ شکر کرنے والا ہو جائے گا اور لوگوں کے لئے وہی پسند کر جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے تو مؤمن کامل ہو جائے گا اور اپنے پڑوسی کا اچھا پڑوسی بن تو مسلمان بن جائے گا اور تھوڑا ہنس کیوں کہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ احنف بن قیس کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا جو زیادہ ہنستا ہے اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے مزاح کرنے والا لوگوں میں ہلکا ہو جاتا ہے اور جو شخص جس کام کو زیادہ کرتا ہے وہ اسی سے پہچانا جاتا ہے، زیادہ بولنے والا زیادہ غلطیاں کرتا ہے اور جو زیادہ غلطیاں کرتا ہے اس کی حیاء کم ہو جاتی ہے اور جس کے حیاء میں کمی ہوتی ہے اس کے تقویٰ میں کمی ہوتی ہے اور جس کا تقویٰ کم ہو اس کا دل مردہ ہو جاتا ہے اور جس کا دل مردہ ہو جاتا ہے تو آگ ہی اس کے لئے بہتر ''ٹھکانہ'' ہے۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تو قہقہہ مار کر ہنستا ہے تیرے قہقہہ میں آٹھ آفتیں ہوتی ہیں۔

(۱) اصحاب علم وعقل تیری مذمت کرتے ہیں۔

(۲) بے وقوف اور جاہل تجھ پر بہادر بن جائیں گے۔

(۳) اگر تو جاہل ہے تو تیری جہالت میں اضافہ ہوگا اور اگر عالم ہے تو تیرے علم میں نقص واقع ہوگا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ عالم جب ہنستا ہے تو اس کے علم کا کچھ حصہ ضائع ہو جاتا ہے۔

(۴) اس سے گذشتہ گناہوں کو بھول جاتا ہے۔

(۵) مستقبل میں گناہوں پر دلیر ہو جاتا ہے اس لئے کہ جب تو ہنستا ہے تو تیرا دل سخت ہو جاتا ہے۔

(۶) اس سے موت اور امور آخرت کو بھول جاتا ہے ۔

(۷) جو تیرے ہنسنے پر ہنسے گا اس کے گناہ کا بوجھ بھی تجھ پر ہوگا۔

(۸) جو شخص ہنسنے کو پسند کرتا ہے وہ آخرت میں بہت روئے گا جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے ''پس ہنسو کم اور روؤ زیادہ یہ جزا ہے ان کے ان کاموں کی جو وہ کرتے تھے''

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا کا معنی یہ ہے کہ دنیا مختصر ہے اس میں جتنا چاہو ہنس لو لیکن جب اللہ تعالیٰ کے حضور پہنچو گے تو مسلسل روتے رہے گے یہی وہ کثیر رونا ہے جسے آیت ولیبکوا کثیرا میں بیان کیا گیا ہے۔

واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم بالصواب

غصّے کو پی جانا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ غصہ آگ کا انگارہ ہے تم میں سے جس کو غصہ آجائے اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جائے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ غصہ سے بچو کیوں کہ یہ اولاد آدم کے دل میں آگ بھڑکا تا ہے، کیا دیکھا نہیں کہ جب کسی کو غصہ آتا ہے تو اس کی آنکھیں کیسی سُرخ ہو جاتی ہیں اور اس کی رگیں پھولنے لگتی ہیں اگر تم میں سے کوئی غصہ کو محسوس کرے تو وہ لیٹ جائے اور زمین سے چمٹ جائے اور فرمایا کہ تم میں سے کچھ جلدی غضبناک بھی ہو جاتے ہیں اور پھر فوراً ٹھنڈے بھی ہو جاتے ہیں یہ دونوں باتیں ایک جسی ہو گئیں اور تم میں سے کچھ کو غصّہ آتا بھی دیر سے ہے اور جاتا بھی دیر سے ہے تو یہ دونوں باتیں بھی ایک دوسرے کا بدل ہو گئیں اور تم میں سے بہتر وہ ہے جسے غصہ دیر سے آئے مگر جلدی کافور ہو جائے اور تمہارے میں سے بدترین وہ ہیں جنہیں غصہ آئے تو جلدی مگر جائے دیر سے، حضرت ابوامامہ باہلی سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص بدلے پر قادر ہوتے ہوئے بدلہ نہ لے اور غصے کو پی جائے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اپنی رضا سے بھر دے گا نیز انجیل میں لکھا ہوا ہے اے اولاد آدم جب تو غضب ناک ہو تو میرا ذکر کر اور میں اپنے غصّے کے وقت تجھے یاد کروں گا اور میری اس نصرت پر راضی ہو جا جو تیرے لئے ہے بے شک میری نصرت تیرے لئے اپنی نصرت سے بہتر ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر غصہ ہو کر فرمایا اگر تو نے مجھے غصہ نہ دلایا ہوتا تو میں تجھے سخت سزا دیتا یہ اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرف وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ اور جو غصّے کو پی جاتے ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے ایک نشے میں مدہوش شخص کو دیکھا اور چاہا کہ اس کو پکڑ کر سزا دیں تو اس مدہوش نے آپ کو گالیاں دیں اور آپ لوٹ گئے، آپ سے نے اسے عرض کیا گیا امیر المؤمنین جب اس نے آپ کو گالی دی تو آپ نے اسے چھوڑ دیکوں دیا؟ فرمایا اس لئے کہ اس کے گالی دینے پر مجھے غصہ آ گیا اب اگر میں اس کو سزا دیتا تو یہ اپنے غصّے کی وجہ بن جاتی اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کسی مسلمان کو اپنی وجہ سے ماروں، منقول ہے کہ میمون بن مہران کی لونڈی سالن کے لے کر آ رہی تھی کہ لڑکھڑا گئیں اور سالن میمون پر گر گیا، میمون نے اس کو مارنے کا ارادہ کیا تو لونڈی نے کہا اے میرے آقا اللہ تعالیٰ کے اس قول پر عمل کرو وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ ''اور غصّے کو پی جاتے ہیں'' میمون نے کہا کہ میں نے عمل کیا، لونڈی نے پھر کہا اس کے بعد والے حصے وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ''اور لوگوں کو معاف کر دینے والے ہیں'' پر بھی عمل کریں، میمون نے کہا تجھے معاف کیا، لونڈی نے کہا اس کے بعد والے کلمے وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ''اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے'' پر بھی عمل کریں، میمون نے کہا میں نے تجھ پر احسان کیا تو اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد ہے۔

صبر کی فضیلت و اہمیت :

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جس میں یہ تین صفتیں نہیں وہ ایمان کی مٹھاس کو نہیں پا سکتا۔ (۱) حوصلہ جس سے جاہل کی جہالت کا توڑ ہو سکے (۲) تقویٰ جو محرمات سے بچائے رکھے (۳) اخلاق جس سے لوگوں کو گرویدہ بنا سکے، متقدمین میں سے کسی ایک کا واقعہ ہے کہ ان کا ایک بہت ہی پسندیدہ گھوڑا تھا، ایک دن وہ آئے تو اسے تین ٹانگوں پر کھڑا دیکھا، پھر اپنے غلام سے فرمایا اس کے ساتھ ایسا کس نے کیا ہے، غلام نے عرض کیا میں نے۔ فرمایا کیوں؟ غلام نے کہا۔ آپ کو دکھ پہنچانے کے لئے۔ فرمایا میں بھی اس شیطان کو دکھ پہنچاؤں گا جس نے تجھ سے یہ کام کرایا ہے، جا تو آزاد ہے اور یہ گھوڑا بھی تیرا ہے حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں مسلمان کو چاہئے کہ وہ حوصلہ اور صبر اختیار کرلے اس لئے کہ یہ متقین کی صفتیں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بردباروں کی تعریف فرمائی ہے ''یعنی جس نے صبر کیا اور ظالم کو معاف کر دیا یہ حقیقت الامر ہے کہ اسے ثواب ملے گا'' اور آیت میں ہے ''نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتے'' یعنی کسی مسلمان کو یہ روا نہیں کہ وہ کلمہ خیر کا بدلہ شر سے دے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''کہ برائی کا بدلہ اچھائی سے دو اس طرح تمہارا دشمن بھی تمہارا جگری دوست بن جائے گا'' اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے خلیل سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی صفت حلم کی مدح میں فرمایا ہے ''بے شک ابراہیم حلیم نرم اور رقیق القلب تھے'' معاف کرنے اور درگذر کرنے والے کو حلیم کہتے ہیں تو اپنی خطاؤں کو یاد کرنے والے کو اوّاہ کہتے ہیں اور اطاعت الٰہی پر کمر بستہ رہنے والے کو منیب کہتے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی صبر و حلم کی تلقین فرمائی ہے اور فرمایا کہ سابقہ انبیاء و مرسلین بھی صابر و حلیم تھے لہٰذا آپ بھی ''اولوالعزم مرسلین کی طرح صبر فرمائیں'' یعنی کفار کی مسلسل تکذیب و اذیتوں پر صبر فرمائیں جیسا کہ سابقہ انبیاء نے کیا جنہیں کفار سے جہاد کا حکم ملا تھا اور اولوالعزم پختہ ارادے والوں کو کہتے ہیں جو حکم الٰہی پر ثابت قدم رہتے ہوئے صبر کرتے ہیں حضرت حسن اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ''جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کہتے ہیں'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں اس آیت میں قالوا اسلاما سے مراد یہ ہے کہ ''حلم یعنی درگذر کی بات کہتے ہیں جب جاہل لوگ ان سے جاہلانہ بات کرتے ہیں تو وہ درگذر فرماتے ہیں۔

ایک عابد اور شیطان کی گفتگو :

منقول ہے حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک عابد کو شیطان نے گمراہ کرنا چاہا مگر وہ ان پر قادر نہ ہوسکا، ایک دن عابد کسی ضرورت کے تحت گھر سے نکلا تو شیطان بھی ان کے ساتھ نکل کھڑا ہوا تاکہ کوئی موقعہ پا کر اپنا کام دکھائے، لہٰذا پہلے تو شہوت اور غصّے سے بہکانا چاہا مگر کسی بات پر قادر نہ ہوسکا، پھر خوف کے ذریعے آیا اور پہاڑ کی ایک چٹان ہاتھ میں لے کر ان کے سر کے قریب کر دی، عابد نے اپنے رب کو یاد کیا تو وہ چٹان وہاں سے دور ہوگئی پھر شیطان شیر اور پہاڑ کھانے والے درندوں کی شکل میں آیا تو عابد نے اپنے رب کو یاد کیا تو ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا، شیطان پھر سانپ کی صورت میں آیا، عابد نماز پڑھ رہے تھے اور سانپ ان کے پاؤں سے لپٹتا رہا اور جسم سے ہوتا سے تک پہنچ گیا، عابد سجدہ کرنا چاہتا تو یہ پیشانی پر لپٹ جاتا، جب عابد نے سجدے کے لئے سر رکھا تو اس نے کھانے کے لئے مُنہ کھول دیا، عابد نے اسے ہٹادیا اور سجدہ کیا، جب عابد نماز سے فارغ ہوئے تو شیطان نے کہا کہ یہ سب کچھ تیرے ساتھ میں نے ہی کیا ہے لیکن میں کسی طرح بھی کامیاب نہ ہوسکا، لہٰذا بہتر ہے کہ اب میں آپ سے دوستی کرلوں اور آج کے بعد آپ کو نہ بہکانے کا میں نے پکا ارادہ کرلیا ہے، عابد نے شیطان سے فرمایا کہ بحمد اللہ نہ تو آج میں تیرے خوفزدہ کرنے سے ڈرا اور نہ پہلے اسی طرح آج مجھے تیری دوستی کی کوئی ضرورت نہیں، شیطان نے کہا کہ کیا آپ اپنے گھر والوں کے متعلق پوچھیں گے کہ آپ کے بعد میں ان کو کیا نقصان پہنچاؤں گا؟ عابد نے فرمایا کہ میں تو اس سے پہلے فوت ہوجاؤں گا، شیطان نے کہا کہ پھر مجھ سے اتنا ہی پوچھ لیں کہ میں اولادِ آدم کو گمراہی کی طرف کرتا ہوں؟

عابد نے فرمایا کہ ہاں یہ مجھے بتادے کہ تو اولادِ آدم کو گمراہی کی طرف کس طرح لے جاتا ہے، شیطان نے کہا تین باتوں سے ایک بخیلی دوم غصہ اور سوم مدہوشی، بخیل آدمی کو ہم اس کا مال اس کی نظروں میں کم کر کے دکھاتے ہیں تو وہ حقوق کی ادائیگی سے رُک جاتا ہے اور لوگوں کے مال کی طرف راغب ہوجاتا ہے، غصّے والے شخص کو ہم اپنے درمیان اس طرح گھماتے ہیں جس طرح بچے گیند کو گھماتے ہیں ایسا شخص اگر چہ اپنی دعاؤں سے مردوں کو زندہ ہی کیوں نہ کردیتا ہو ہم اس سے مایوس نہیں ہوتے وہ چاہے کچھ ہی بن جائے ہم اسے ایک جملے کے ذریعے گرادیں گے اور نشے میں مدہوش شخص کو تو ہم برائی کی جانب اس طرح لے جاتے ہیں جیسے بکری کو کان سے پکڑ کر کوئی بھی کہیں لے جائیں، یعنی شیطان نے یہ بتایا ہے کہ غصّے والا شخص شیطان کے ہاتھوں میں ایسا ہوتا ہے جیسے گیند بچوں کے ہاتھ میں ہوتی ہے لہٰذا غصّے والے شخص پر لازم ہے کہ وہ صبر کرتے تاکہ شیطان نہ اس کو اپنا قیدی بنا سکے اور نہ اس کے اعمال کو ضائع کرسکے۔

شیطان کی توبہ کے لئے درخواست :

منقول ہے کہ ابلیس لعین نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسالت کے لئے چن لیا ہے اور آپ کو ہم کلامی کا شرف بھی بخشا ہے اور میں بھی مخلوقات میں سے اس کی ایک تخلیق ہوں، میری خواہش ہے کہ میں اپنے رب کے حضور توبہ کروں آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کریں کہ وہ میری توبہ کو قبول فرمالے، حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ سن کر بہت ہی خوش ہوئے پانی منگوا کر وضو کیا اور جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا نماز پڑھی پھر عرض کیا یا اللہ ابلیس بھی تیری مخلوق سے ہے اور وہ توبہ کا سوال کرتا ہے اس کی توبہ قبول فرمالیجئے، اللہ نے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام وہ توبہ نہیں کرے گا عرض کیا یا اللہ وہ توبہ کی درخواست کر رہا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ آپ کی وجہ سے میں نے اس درخواست قبول کرلی ہے، اس سے کہو کہ وہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے تو میں اس کی توبہ قبول فرمالوں گا پس موسیٰ علیہ السلام شاداں اور فرحاں لوٹے اور ابلیس کو سارا واقعہ سنایا بس ابلیس اس پر بھڑک اٹھا اور تکبر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے اس کو اس وقت بھی سجدہ نہ کیا جب وہ زندہ تھا تو کیا اب اسکو سجدہ کروں جب وہ مرچکا ہے "یعنی اس کی قبر کو سجدہ کروں" پھر کہا اے موسیٰ آپ نے اپنے رب کے حضور میری سفارش کی ہے اس لئے آپ کا مجھ پر حق ہے اور میں آپ کو تین باتوں کی وصیت کرتا ہوں اور تینوں صفتوں کے وقت مجھے یاد کرلیا کریں۔ (۱) غصّے کے وقت مجھے یاد کریں، میں آپ کے دل میں اس طرح جاری ہوجاؤں گا جیسے خون دوڑتا ہے (۲) دشمن سے جھگڑے کے وقت مجھے یاد کریں۔ دشمن پر جھپٹتے وقت میں آ کر ابن آدم کو اس کی بیوی، اہل وعیال اور مال واولاد کی یاد دلاؤں گا یہاں تک وہ پیٹھ دکھا کر بھاگ جائے گا (۳) غیر محرم عورت کے ساتھ مجلس سے بچنا کیوں کہ ایسے وقت میں اس کے اور آپ کے درمیان قاصد بن جاؤں گا۔

ہر قول میں تین تین باتیں :

حضرت لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تو تین اشخاص کو تین مواقع پر پہچان سکتا ہے (۱) حلیم وبردبار کو غصّے کے وقت (۲) بہادر کو میدان جنگ میں (۳) اور بھائی کی ضرورت کے وقت پہچان سکتا ہے، منقول ہے کہ کسی تابعی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی ان کے منہ پر تعریف کی تو اس شخص نے کہا اے اللہ کے بندے میری تعریف کیوں کر رہا ہے کیا غصّے کے وقت تو نے مجھے حلیم وبردبار پایا ہے؟ تابعی نے کہا نہیں، اس نے کہا کیا دوران سفر تو نے

مجھے بااخلاق پایا ہے؟ اس نے کہا نہیں، پھر کہا کیا میرے پاس امانت رکھ کر تجربا کیا ہے اور مجھے امانت دار پایا؟ کہا نہیں، پھر کہا افسوس ہے تجھ پر، کسی کو کسی کی تعریف اس وقت تک نہیں کرنی چاہیئے جب تک وہ اُن تین باتوں میں اسے آزمان نہ لے پھر فرمایا کہ تین چیزیں جنتیوں کے اخلاق سے ہیں اور وہ صرف معاف کرنے والے شفیق یعنی کریم العفو میں پائی جاتی ہیں (۱) ظلم سے درگزر کرے (۱) جو نہ دے اس کو دے (۳) ''درگزر کر اور نیکی کا حکم دے اور جاہلوں سے چشم پوشی کر'' حدیث میں آتا ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اے جبریل اس آیت کی تفسیر کیا ہے تو جبریل نے عرض کیا کہ میں رب سے معلوم کر کے بتاتا ہوں لہٰذا جبریل گئے اور پھر واپس آکر عرض کیا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو آپ سے تعلق توڑے آپ اس سے جوڑیں، اور جو کچھ نہ دے آپ اسے عطاؤں سے نوازیں اور جو آپ پر ظلم کرے اسے معاف فرمادیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں برا بھلا کہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی خاموش رہے۔ جب وہ شخص چپ ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اور حضور علیہ السلام کھڑے ہوئے پھر چل دیئے، ابوبکر صدیق نے جا کر عرض کیا جب وہ شخص گالیاں دے رہا تھا تو آپ نے سکونت اختیار فرمایا اور جب میں نے جواب دیا تو آپ اُٹھ گئے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم خاموش تھے تو فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا جب تم نے جواب دینا شروع کیا تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان بیٹھ گیا تو میں نے شیطان کی مجلس میں بیٹھنا گوارا نہ کیا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تین چیزیں من کل الوجوہ حق ہیں (۱) جس بندے پر ظلم ہوا اور وہ رضائے الٰہی کی خاطر معاف کردے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں زیادتی فرمادیتا ہے (۲) جو شخص مانگ مانگ کر زیادہ مال جمع کرنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں کمی فرمادیتا ہے (۳) رضائے الٰہی کی جستجو میں شخص عطیہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کثیر مال میں اور اضافہ فرمادیتا ہے۔

مجلس کی شرافت اور بدترین لوگوں کی نشاندھی :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شے کے لئے کوئی نہ کوئی شرف ہے اور مجلس کا شرف یہ ہے کہ قبلہ رخ ہو اور تم امانت کے ساتھ بیٹھو اور بے وضو سوئے ہوئے کے پیچھے نماز نہ پڑھو، اور تم سانپ وبچھو کو مار ڈالو چہ جائیکہ تم نماز ہی کیوں نہ پڑھ رہے ہو اور دیواروں پر کپڑے کے پردے نہ دو، جو شخص بلا اجازت اپنے بھائی کے خط کو دیکھتا ہے گویا وہ جہنم کی آگ میں دیکھتا ہے جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے قوی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے اور جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے مکرم بنے وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ غنی ہو تو وہ اپنے ہاتھ میں مال سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں مال کو سمجھے پھر فرمایا کیا گیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا وہ شخص تنہا کھائے اور دوسروں کو نفع نہ پہنچائے اور اپنے غلام کو کوڑے مارے پھر فرمایا وہ شخص جو لوگوں سے بغض رکھے اور لوگ اس سے بغض رکھیں پھر فرمایا کیا اس سے بھی بدترین شخص کے متعلق بتاؤں عرض کیا گیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا وہ شخص جو نہ کسی کی غلطی معاف کرتا ہے نہ کسی کی معذرت قبول کرتا ہے اور نہ کسی کے جرم کو بخشتا ہے پھر فرمایا کیا اس سے بھی بدترین شخص کے متعلق بتاؤں عرض کیا گیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا وہ شخص جس سے کسی کو بھلائی کی امید نہ ہو اور نہ ہی کوئی اس کے شر سے محفوظ ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر فرمایا اے بنی اسرائیل حکمت و دانائی کی باتیں جاہلوں کے سامنے نہ کرہ کہ یہ دانائی پر ظلم ہوگا اور ایسی باتوں کو ان کے اہل سے نہ روکو کہ یہ ان اہل لوگوں پر ظلم ہوگا پھر ایک دفعہ فرمایا کہ ظالم کو ظلم کا بدلہ ظلم سے نہ دو اس طرح عنداللہ تمہاری فضیلت ختم ہوجائیگی اے بنی اسرائیل امر تین قسم کے ہیں (۱) جن کی رشد و ہدایت واضح ہے ان کی اتباع کرو (۲) جب سے گمراہی واضح ہے ان سے اجتناب کرو

(۳) جن میں اختلاف ہو تو ان کو اللہ و رسول عزّ وجل وصلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے جاؤ یعنی قرآن وحدیث کے ذریعے حق معلوم کرو۔

ایک دانا کا قول ہے کہ دنیا میں زہد کی چار علامتیں ہیں (۱) دنیا وآخرت کے متعلق جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اس پر پکا یقین ہو۔

(۲) مخلوق کی تعریف وبرائی اس کے لئے یکساں ہو (۳) اس کے عمل میں خلوص ہو (۴) ظالموں سے درگزر کرے اور اپنے غلاموں پر سختی نہ کرے صابر اور برباد ہے، ایک آدمی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے کہا کہ مجھے ایسے کلمات کی تعلیم دیں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے حضرت ابودرداء نے فرمایا کہ میں تجھے ایسی باتیں سکھاؤں گا کہ جو بھی ان پر عمل کرے گا اس کے ثواب کے باعث اللہ تعالیٰ اس کے درجات بلند فرمائے گا (۱) طیب وطاہر چیز کھاؤ (۲) اللہ تعالیٰ سے روزانہ کے رزق کا سوال کرو (۳) خود کو مردوں میں شمار کرو (۴) اپنی عزت اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کردی ہے (۵) جب کوئی برائی سرزد ہو تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر۔ روایت میں آیا ہے کہ جب غزوہ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دانت مبارک شہید ہوا تو صحابہ کرام بہت ہی شاق گزرا انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے بددعا کریں جن بدبختوں نے آپ کے ساتھ یہ کچھ کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا بلکہ میں داعی اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں پھر دعا فرمائی اے اللہ میری قوم کو ہدایت عطا فرما، یہ نا سمجھ لوگ ہیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا جو اپنی زبان کو مسلمان کی بے عزتی سے محفوظ رکھے گا اپنے غصے کو دبا دے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے غضب سے محفوظ رکھے گا حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حضور علیہ السلام ایک دفعہ ایسے لوگوں پر گذرے جو پتھر اٹھا کر دیکھ رہے تھے کہ ہم میں سے کون زیادہ طاقت ور ہے، حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ یہ بہت بھاری پتھر ہیں جس کو طاقتور اٹھاتے ہیں آپ نے فرمایا میں تمہیں اس سے بھی بھاری اور سخت چیز کی خبر دوں؟ کہنے لگے ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا وہ شخص کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان مناقشت ہو اور وہ اپنے اور اپنے بھائی کے شیطان پر غلبہ پا کر اس سے صلح کر لے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضور علیہ السلام ایسے لوگوں پر گزرے جو پتھر اٹھا رہے تھے، آپ نے فرمایا کیا پتھر اٹھانے سے بھی زیادہ بھاری چیز جانتے ہو؟ کیا میں تمہیں تم سے زیادہ طاقتور کے متعلق بتاؤں؟ کہنے لگے ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا وہ شخص جو غصے سے بھرا ہوا ہو اور پھر صبر کرے حضرت یحیٰی بن معاذ فرماتے ہیں جس نے اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے لئے بددعا کی تو اس نے بلاشبہ حضور علیہ السلام کو جملہ انبیاء کرام میں غم زدہ کیا اور کفار و شیاطین میں ابلیس کو خوش کیا اور جس نے ظالم کو معاف کر دیا تو اس نے بلاشبہ ابلیس لعین کو کفار و شیاطین میں غمزدہ کیا اور حضور علیہ السلام کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صلحاء عظام میں مسرور کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ روز قیامت ایک پکارنے والا پکارے گا وہ لوگ کہاں ہیں جن کے اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ہیں؟ پھر لوگوں کو معاف کیدینے والے کھڑے ہوں گے اور جنت میں چلے جائیں گے، کسی ان احنف بن قیس سے دریافت کیا کہ انسانیت کیا ہے؟ فرمایا دولتمند ہو کر عاجزی کرنا، قادر ہوتے ہوئے معاف کر دینا اور بغیر احسان کے عطا کرنا حضرت عطیہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مومن نکیل والے اونٹ کی طرح نرم و نازک ہوتا ہے جہاں لے چلو چل پڑتا ہے جہاں بٹھا دو بیٹھ جاتا ہے حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ غصہ کے وقت صبر کرو اور غصہ کے وقت جلدی نہ کرو اس لئے کہ جلد بازی میں بھی تین چیزیں ہیں اور صبر میں بھی تین چیزیں ہیں جلد بازی کے نتیجے میں تین چیزوں میں ایک یہ کہ اسے اپنے دل میں ندامت ہوتی ہے دوم لوگ اس کو ملامت کرتے ہیں سوم اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ مستوجب سزا ہوتا ہے اور صبر میں جو تین چیزیں ہوتی ہیں ان میں ایک یہ کہ اسے دل میں خوشی محسوس ہوتی ہے دوم لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں سوم اللہ تعالیٰ کے ہاں مستوجب ثواب ہوتا ہے بے شک حلم وحوصلہ ابتداء تو کڑوا ہوتا ہے مگر آخر میں وہ میٹھا ہوتا ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا

الحلم اوله مرمزاقته لكن آخره احلى من العسل

حلم و بردباری کا ذائقہ اولاً تو کڑوا ہوتا ہے لیکن اس کی انتہا شہد سے بھی میٹھی ہوتی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ بالصواب

زبان کی حفاظت

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نصیحت فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو کیوں کہ یہ تمام بھلائیوں کا مجمع ہے اور جہاد کی راہ پکڑو کیونکہ یہ مسلمانوں کے لئے رہبانیت ہے اور ذکر الٰہی وتلاوت قرآن کیا کرو کیوں کہ زمین میں یہ تیرے لئے نور ہے اور آسمانوں میں تیرا ذکر ہوگا۔ اور بھلائی کے سوا اپنی زبان کی حفاظت کرو ورنہ اس کے ذریعے شیطان پر غالب آ جائے گا حضرت فقیہہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کی ارشاد گرامی کہ تقویٰ اختیار کرو تو تقویٰ یہ ہے کہ منہیات الٰہی سے خود کو بچائے اور احکامات الٰہی کی تعمیل کرے جب وہ ایسا کرے گا تو تمام بھلائیوں کو جمع کرلے گا نیز حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی کہ اپنی زبان کی حفاظت کر، سے مراد یہی ہے کہ اچھی بات کہوتا کہ فائدہ ہو ورنہ چپ رہو تا کہ تم محفوظ رہو بیشک خاموشی میں یہ سلامتی ہے اور جان لے کہ انسان خاموشی کے سبب ہی شیطان پر غالب آتا ہے لہٰذا مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے تا کہ وہ شیطان سے بچا رہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ بھی اس کی پردہ پوشی فرمائے گا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنے غلام کو تھپڑ مارنے والے شخص پر کفارہ یہ ہے کہ وہ غلام کو آزاد کردے اور اپنی زبان کی حفاظت کرنے والے شخص کی اللہ تعالیٰ پردہ پوشی فرماتا ہے اور غصے کو پی جانے والے شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے عذاب سے محفوظ رکھتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور معذرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی معذرت کو قبول فرماتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر پکا یقین رکھتا ہے اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے اپنے مہمان کی عزت کرے اور اچھی بات کہے ورنہ چپ رہے حضرت یعلیٰ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم محمد بن سوقہ راعد کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں امید ہے وہ تمہیں نفع دے گی جیسا کہ اس نے مجھے نفع دیا ہے۔ فرمایا کہ ہمیں عطاء بن ابی رباح نے فرمایا کہ اے بھتیجے تم سے جو لوگ پہلے تھے وہ فضول گفتگو کو ناپسند کرتے تھے اور وہ ہر بات کو فضول میں شمار کرتے تھے بجز اس کے کہ کوئی ایک قرآن پڑھے یا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تبلیغ کرے یا معاشی ضرورت کے لئے بات کرے پھر فرمایا کیا تم اس ارشاد باری کا انکار کرتے ہو؟ کہ ''تم پر کراماً کاتبین مقرر ہیں تمہاری حفاظت کے لئے'' پھر فرمایا ''جو دائیں بائیں بیٹھے ہیں وہ کوئی لفظ منہ سے نہیں نکالتا مگر وہ اس کے پاس ہی ایک تاک لگانے والا تیار ہے'' اور کیا تم میں سے کسی ایک کو بھی حیا نہیں آتی اگر اس کا وہ اعمال نامہ کھول دیا جائے جو اس نے صبح سے بیہودہ باتوں سے بھر رکھا ہے جو نہ امر دین سے متعلق ہیں نہ دنیا سے۔

چار باتیں چار مقولے :

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ چار باتیں ہیں جو صرف مؤمن میں ہی پائی جاتی ہیں ایک خاموشی جو اولین عبادت ہے دوم تواضع سوم ذکر الٰہی چہارم قساد کی کمی۔ انہی لفظوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی مذکور ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کا حسنِ اسلام یہ ہے کہ وہ بیہودہ باتوں کو چھوڑ دے، حضرت لقمان حکیم سے کہا گیا کہ آپ اس مرتبہ تک کیسے پہنچے فرمایا سچ بول کر، امانت ادا کر کے اور بیہودہ باتوں کو چھوڑ کر۔ حضرت ابوبکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ چار بادشاہ ایسے ہیں جنہوں نے ایک ہی ایک جیسی بات کہی ہے گویا کہ وہ ایک ہی کمان سے نکلے ہوئے تیر ہیں۔ کسریٰ نے کہا کہ جو بات میں نے نہیں کہی اس پر میں شرمندہ نہیں ہوتا البتہ جو کہا ہے اس پر ندامت ہوتی ہے چین کے بادشاہ نے کہا کہ جب تک میں کوئی بات نہیں کرتا وہ میری ملکیت یعنی قابو میں ہوتی ہے اور جب کہہ دی تو وہ مجھ پر مالک یعنی غالب ہے۔ روم کے قیصر نے کہا کہ ان کہی بات کو کرنے پر میں قادر ہوں لیکن جو کہہ دیا تو اس کی تردید پر قادر نہیں ہوں، ہند کے بادشاہ نے کہا کہ مجھے تعجب ہے ایسی بات کرنے والے شخص پر کہ اگر اس کی بات کو پھیلایا جائے تو اسے نقصان پہنچے اور اگر چھپایا جائے تو اسے کوئی فائدہ نہ ہو، منقول ہے کہ ربیع بن خثیم صبح اٹھتے ہی قلم کاغذ اپنے پاس رکھ لیتے اور اپنی ہر بات کو لکھ کر محفوظ کر لیتے پھر شام کو اپنی باتوں پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ زاہدوں کا عمل ہے کیوں کہ وہ زبان کی حفاظت کی کوشش کرتے ہیں اور دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہیں اور اسی طرح ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ دنیا میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے اس سے پہلے کہ آخرت میں اس کا محاسبہ ہو اس لئے کہ دنیا میں محاسبہ آخرت کے محاسبہ سے آسان ہے اور دنیا میں زبان کی حفاظت آخرت کی ندامت سے آسان ہے، حضرت ابراہیم تیمی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے مجھے بتایا کہ میں بیس سال ربیع بن خثیم کے پاس رہا مگر میں نے ان سے کوئی ایسی بات نہیں سنی جو قابل اعتراض ہو، حضرت موسیٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما شہید ہوئے تو ربیع بن خثیم کے دوستوں میں سے کسی ایک نے کہا کہ اگر ربیع بولے تو آج ہی بولیں گے پھر ایک شخص نے

دروازہ کھول کران کو بتایا کہ امام حسین شہید کردیئے گئے ہیں، یہ سن کر ربیع نے آسمان کی طرف دیکھا پھر یہ آیت پڑھی ''اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے غائب وموجود کے جاننے والے تم ہی اپنے بندوں کے مابین اختلافیہ امور میں فیصلہ فرمائے گا'' اوران کلمات کے سوا کچھ نہ کہا۔

نصیحت آموز باتیں :

کسی دانا نے کہا کہ چھ باتوں سے جاہل پہچانا جاتا ہے (۱) غضب یعنی بات بے بات پر غضب ناک ہو جائے مطلب یہ کہ انسان یا حیوان کی ہر خلاف طبع بات پر غضبناک ہونا جہالت کی علامت ہے (۲) بے فائدہ گفتگو، عقلمند کو چاہیئے کہ وہ لا حاصل گفتگو نہ کرے بلکہ وہ مفید گفتگو کرے چاہے وہ بات امور دنیا سے ہو یا امر آخرت کے فوائد پر (۳) بے محل عطیہ نہ دے یعنی ایسوں کو عطیہ نے دے جس پر کوئی اجر نہ ملے یہ بھی جہالت کی علامت ہے (۴) ہر ایک کو راز کی بات بتانا (۵) ہر شخص کو قابلِ اعتماد سمجھنا (۶) دوست اور دشمن کی پہچان نہ کرنا۔ یعنی چاہیۓ تو یہ کہ آدمی اپنے دوست کو پہچانے اور اس کی بات مانے اور دشمن کو پہچان کر اس سے بچے، اور انسان کا پہلا دشمن شیطان ہے پس چاہیۓ کہ اس کے حکم کی اطاعت نہ کرے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ (۱) بجز ذکر الٰہی کے ہر کلام لغو ہے (۲) فکر کے بغیر خاموشی غفلت ہے (۳) جس نگاہ میں عبرت نہیں وہ لہو یعنی فضول ہے، مبارک ہو اس شخص کے لئے جس کا کلام ذکر الٰہی سے معمور ہے جس کے سکوت میں تفکر ہے اور جس نظر میں عبرت ہے۔ امام اوزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مومن باتیں کم اور عمل زیادہ کرتا ہے جبکہ منافق باتیں زیادہ اور عمل کم کرتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ منافق میں پانچ چیزیں نہیں ہوتیں (۱) دین میں سمجھ بوجھ (۲) زبان کی حفاظت (۳) چہرے پہ تبسم (۴) دل میں نور (۵) مسلمانوں سے محبت، حضرت یحیٰ بن اکثم فرماتے ہیں جس آدمی کی گفتگو صحیح ہو تو اس کا اثر اس کے تمام اعمال میں ہویدا ہوتا ہے اس طرح جس کی گفتگو میں فساد ہو تو اس کے فاسد آثار کے تمام اعمال میں واضح ہوتے ہیں لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ بُرے لوگوں کی صحبت سے سلامتی نہیں ملتی اور بری جگہوں پر جانے میں بدنامی ہے، جو اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا تو وہ شرمندگی اٹھاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بشارت ہے اس شخص کے لئے جو اپنی زبان کو قابو میں رکھتا ہے، اپنے گھر میں رہنے کی کوشش کرتا ہے، اور اپنی خطاؤں پر روتا ہے حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں منقول ہے کہ دانا کی زبان اس کے دل کے پیچھے ہوتی ہے جب وہ کچھ کہنے کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے اپنے دل کی طرف رجوع کرتا ہے، دل اجازت دے تو کہتا ہے ورنہ خامش رہتا ہے جب کہ جاہل کا دل اس کی زبان کی نوک پر ہوتا ہے وہ دل کی طرف رجوع نہیں کرتا جو زبان پر آیا بول دیا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیمی صحیفوں میں کیا تھا؟ فرمایا ان میں امثال اور عبرت آموز باتیں تھیں، عقل مند کو چاہیۓ کہ وہ اپنے عقل سے مغلوب نہ ہو اور وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے نیز اپنے وقت کو پہچانے یعنی قدر کرے اور اپنے مقام کا دھیان رکھے جو شخص اپنی گفتگو سے اپنے عمل کا محاسبہ کرتا ہے تو وہ باتیں کم کرتا ہے اور با مقصد کرتا ہے حضرت علی فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ عقلمند کو چاہیۓ کہ وہ تین باتوں پر توجہ دے (۱) حصول رزق کے لئے (۲) آخرت کی بھلائی کے لئے خلوت پر (۳) جائز لذتوں کی طرف۔ مزید فرمایا کہ عقلمند کو چاہیئے کہ وہ دن کو چار حصوں میں تقسیم کرلے ایک حصے میں اپنے رب سے مناجات کرے، دوسرے حصے میں اپنے نفس کا محاسبہ کرے تیسرے حصے میں ایسے اصحاب علم کے پاس جائے جو دینی و دنیاوی امور میں بصیرت رکھتے ہوں اور وہ اس کو نصیحت کریں چوتھے حصے میں حلال لذتوں اور خواہشوں کے لئے اپنے نفس کو آزاد کردے، اور فرمایا عقلمند کو چاہیۓ کہ وہ اپنے حالات پر نظر رکھے اور اپنے ہم عصروں کو پہچانے اور اپنی ستر و زبان کی حفاظت کرے، حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں مذکور ہے کہ یہ کلمات آل داؤد علیہ السلام کی حکیمانہ باتوں میں لکھے ہوئے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت لقمان حکیم حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئے، آپ اس وقت زرہ سازی میں مصروف تھے لقمان حکیم یہ دیکھ کر متعجب ہوئے پھر پوچھنے کا ارادہ کیا لیکن حکمت نے سوال کرنے سے منع کردیا لہٰذا آپ خاموش رہے اور کوئی سوال نہ پوچھا جب داؤد علیہ السلام زرہ بنا کر فارغ ہوئے تو اٹھے اور زرہ پہن لی پھر فرمایا جنگ کے لئے زرہ اچھی چیز ہے اور اس کا بنانے والا بھی بہت اچھا ہے تب لقمان حکیم نے کہا خاموشی بھی حکمت ہے لیکن اس پر عمل کرنے والے کم ہیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

العلم زین و السکوت سلامۃ   فاذانطقت فلاتکن مکثارا

ماان ندمت علے سکوت مرۃ   ولقد ندمت علےٰ لکام مرارا

ایک اور جگہ میں ہے کہ وہ سال بھر میں کئی مرتبہ آئے تھے اور پوچھنے کا ارادہ بھی کرتے تھے لیکن جب داؤد علیہ السلام بنا کر فارغ ہوئے اور اس کو پہنا تب فرمایا کہ جنگ کے لئے یہ زرہ اچھی ہے اور لقمان نے جواباً فرمایا کہ خاموشی حکم ہے مگر اس کے عامل قلیل ہیں، اشعار کے علاوہ یہ واقعہ کتاب التعبیہ سے لیا گیا ہے دوسرا شعر یہ ہے

یموت الفتی من عثرۃ بلسانہ　　　ولیس یموت المرء من عثر الرجل
لاتنطن بما کر همت فربما　　　نطق اللسان بحادث فیکون

ایک اور شاعر حمید بن عباس نے کہا

لعمرک ماشیء علمت مکانہ　　　اھق بسجن من لسان مذلل
علی فیک مما لیس یعنید' شانہ　　　بقفل و ثیق حیث کنت فاقفل
فوب کلام قدجری من ممازج　　　فساق الیہ سھم، حتف معجل
ولا الصمت خیر من کلام ممازج　　　فکن صامتا تسلم وان قلت فاعدل
ولا تک فی جنب الا خلاء مفرطا　　　وان کنت ابضت البغیض فاجمل
فانکُ لاتدری متی انت مبغض　　　جبیک اوتھوی بغیضک فاعقل

خاموشی کے ستر ہزار فائدے :

بعض داناؤں کا کہنا ہے کہ خاموشی میں ستر ہزار فوائد ہیں اور یہ تمام فوائد سات کلمات میں مجتمع ہیں اور ہر کلمے میں ہزار فائدے ہیں (۱) خاموشی بغیر مشقت کے عبادت ہے (۲) بغیر زیور کے زینت ہے (۳) بغیر باشت کے بھی ہیبت ہے (۴) بغیر چار دیواری کے قلعہ ہے (۵) کسی ایک سے بھی معذرت سے استغناء ہے (۶) کراما کاتبین کے لئے باعث راحت ہے (۷) اس کے عیبوں کے لئے پردہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ خاموشی عالم کے لئے زینت اور جاہل کے لئے پردہ ہے۔ بعض حکماء کا کہنا ہے کہ اولاد آدم کے جسم کے تین حصے ہیں (۱) دل (۲) زبان (۳) باقی تمام اجزاء بیشک اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کے جسم کے ہر حصے کو کوئی نہ کوئی کرامت بخشی، دل کو اپنی معرفت و توحید کا شرف بخشا ہے زبان کو اپنی وحدانیت کی گواہی اور قرآن کی تلاوت کا شرف بخشا ہے اور باقی اعضاء کو نماز و روزے اور تمام طاعات و عبادات کا شرف بخشا ہے اور ہر حصے پر نگران و محافظ مقرر فرمائے ہیں لیکن دل کی محافظت خود فرماتا ہے لہٰذا بندے کے دل کی بات کو سوائے اللہ تعالیٰ اور کوئی نہیں جانتا، اور اس کی زبان پر محافظ مقرر فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وہ کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتا مگر اس کے پاس محافظ تیار ہے" اور اعضاء پر امر و نہی کو مسلط فرما دیا ہے پھر وہ ہر حصہ و عضو سے وفا چاہتا ہے، دل کی وفا یہ ہے کہ وہ ایمان پر ثابت قدم رہے، حسد، خیانت اور فریب نہ کرے، اور زبان کی وفا یہ ہے کہ وہ نہ غیبت کرے نہ جھوٹ بولے اور نہ لایعنی کلام کرے، بقیہ اعضاء کا وفا یہ کہ وہ نہ تو معصیت الٰہی کے مرتکب ہوں نہ کسی ایک مسلمان کو ایذا دیں جس کے دل میں یہ باتیں پائی جائیں وہ منافق ہے جس کی زبان پر یہ باتیں ہوں وہ کافر ہیں جس کے اعضا سے یہ باتیں ہوں گی وہ گنہگار ہے حضرت امام حسن علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک نوجوان کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر تو تین چیزوں کے شر سے محفوظ رہا تو تیری جوانی شر سے بچ جائے گی (۱) زبان کے شر سے (۲) شرم گاہ کے شر سے (۳) پیٹ کے شر سے۔ منقول ہے کہ لقمان حکیم کا ایک حبشی غلام تھا اس غلام سے جو پہلی حکمت ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ آپ نے غلام سے فرمایا کہ ہمارے لئے اس بکری ذبح کرو تو اس کے گوشت سے دو بدترین ٹکڑے میرے پاس لاؤ چنانچہ وہ دل اور زبان لے آیا۔ آپ نے وجہ پوچھی تو اس نے عرض کیا کہ اگر یہ دونوں حصے اچھے ہوں تو پورے بدن میں ان سے بڑھ کر کوئی اچھا حصہ نہیں ہے اور اگر یہ خراب ہوں تو ان سے بڑھ کر پورے بدن میں کوئی ٹکڑا خراب نہیں ہے۔

روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو معاذ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مجھے نصیحت فرمائیے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی زبان کی حفاظت کرنا حضرت معاذ نے عرض کیا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی اور نصیحت فرمائیے تو آپ نے فرمایا کہ تیری ماں تجھے گم پائے اسی زبان نے ہی تو لوگوں کو نار جہنم میں منہ کے بل گرایا ہے، حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو زیادہ بولتا ہے وہ زیادہ غلطیاں کرتا ہے جو زیادہ مال جمع کرتا ہے وہ زیادہ گناہ کرتا ہے جس کا اخلاق بُرا ہوتا ہے وہ خود کو گرفتارِ عذاب کرتا ہے۔

باقی اعضاء کا زبان کو قسم دینا :

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ کسی شخص کو اپنے تیر کا نشانہ بنانے سے مجھے یہ زیادہ پسند ہے کہ اسے اپنی زبان کا نشانہ بناؤں اس لئے کہ زبان کا نشانہ کبھی خطا نہیں ہوتا جبکہ تیر کا نشانہ کبھی خطا ہو جاتا ہے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی یہ کہ جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو اس کے تمام اعضاء زبان سے پوچھتے ہیں اور پھر اس سے کہتے ہیں اے زبان ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں کہ تو سیدھی رہ۔ پس اگر تو سیدھی اور صحیح رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو بھٹک گئی تو ہم بھی بھٹک جائیں گے، روایت میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کعبہ شریف کے پاس کھڑے تھے

اور فرمایا ہاں جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو مجھے پہچانتا ہے اور جو نہیں پہچانتا وہ جان لے کہ میں جندب بن جنادہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ہوں۔ لہٰذا شفیق اور ناصح بھائی کے نزدیک آجاؤ تو لوگ ان کے اردگرد اکٹھے ہوئے پھر فرمایا اے لوگو جب تم میں سے کوئی دنیا کے کسی سفر پر جاتا ہے تو بغیر زادراہ کے سفر پر نہیں جاتا تو پھر بغیر زادراہ کے کون ہے جو آخرت کا سفر کرے، لوگوں نے کہا کہ اے ابوذر ہمارا زادِ سفر کیا ہے؟ فرمایا دو رکعت شب دیجو میں وحشت قبر کے لئے۔ اور حشر کے دن کے لئے شدید گرمی میں روزے اور مسکینوں کے لئے صدقہ کرنا۔ تاکہ تم مشکل ترین دن کے عذاب سے نجات پاسکو نیز بڑے بڑے امور کے لئے حج کرنا اور دنیا کو دو حصوں میں بانٹ دو۔ ایک حصہ طلب دنیا کے لئے اور دوسرا حصہ طلب آخرت کے لئے۔ تیسرا حصہ بنانا سودمند نہیں بلکہ نقصان دہ ہے، اسی طرح اپنی گفتگو کے بھی دو حصے کرلو۔ ایک وہ گفتگو جو تمہارے دنیاوی امو کے لئے سودمند ہو اور دوسری وہ جو تمہارے اخروی امور میں بقا کی ضامن ہو، اس کا تیسرا بنانا سودمند نہیں ہوگا بلکہ نقصان دہ ہے اسی طرح مال کے بھی دو حصے بنالو۔ ایک حصہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو اور دوسرا اپنی عاقبت کے لئے خرچ کر پھر فرمایا مجھے اس دن کے غم نے ہلاک کردیا جس کے لئے میں کچھ نہ کرسکا۔ عرض کیا گیا وہ کیا ہے؟ فرمایا میری آرزوئیں میرے اجل سے بڑھ گئیں اور میں اپنے عمل میں کمزور ہو کر بیٹھ گیا ہوں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مذکور ہے وہ فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی کے علاوہ بکثرت کلام نہ کرو اس سے تمہارے دل سخت ہوجائیں گے اور سخت دل اللہ تعالیٰ سے بہت دور ہوتا ہے لیکن تم جانتے ہیں ہو، بعض صحابہ کرام سے منقول ہے کہ جب تو اپنے دل میں سختی دیکھے اور اپنے بدن میں کمزوری محسوس کرے اور اپنے رزق میں محرومی محسوس کرے تو جان لے کہ تحقیق تو نے کوئی لایعنی گفتگو کی ہے۔

واللہ الموفق

حرص اور لمبی امید باندھنا

حضرت فقیہہ ابوالیلیث سمرقندی علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں حضرت ابودردا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ تمہارے علماء ختم ہوتے جاتے رہے ہیں اور تمہارے جہلاء علم نہیں سیکھ رہے، علم حاصل کرو علماء کے ختم ہوجائے کی وجہ سے علم کے اٹھ جانے سے پہلے پہلے، اور فرمایا یہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ تم اس چیز میں حرص کررہے ہو جس کا کفیل اللہ تعالیٰ ہے اور تم اس چیز کو ضائع کررہے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے سپرد فرمائی ہے، میں تمہارے گندے لوگوں کو ایسے جانتا ہوں جیسے سائیس گھوڑوں کی نسل کو جانتا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کو تاوان سمجھ کر ادا کرتا ہیں اور نمازوں کو اخیر وقت میں ادا کرتے ہیں اور قرآن کو بے رغبتی سے سنتے ہیں بلکہ اس سے اعرض کرتے ہیں اور آزاد لوگوں کو بھی رہا نہیں کرتے حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حرص کی دو قسمیں ہیں ایک حرص مذموم دوسری حرص غیر مذموم لیکن اس کا ترک کرنا افضل ہے، حرص مذموم یہ ہے جو احکامات الٰہیہ کی ادائیگی سے انسان کو روکے یا مال اس لئے جمع کرے کہ وہ بہت ہوجائے اور اس پر فخر کرے اور وہ حرص جو بُری نہیں ہے وہ یہ کہ حصول مال میں احکامات الٰہیہ کا تارک نہ ہو اور نہ ہی اس پر فخر کرے، یہ حرص مذموم نہیں اس لئے کہ بعض اصحاب رسول مقبول مال جمع فرماتے تھے اور حضور علیہ السلام نے ان کو منع نہ فرمایا تھا البتہ اس کے ترک کو افضل فرمایا تھا۔

حضرت ابودردا اس حدیث کی تشریح فرماتے ہیں کہ حرص مذموم وہ ہے جس سے اوامر الٰہی ضائع ہوجائیں کیونکہ فرمان ہے کہ تم اس کی حرص کرتے ہو جس کا کفیل اللہ تعالیٰ ہے یعنی تمہارا رزق اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے لیا ہے مگر تم اس کی طلب میں حرص کرتے ہو اور احکامات الٰہیہ کی اطاعت نہیں کرتے اور حرص مذموم کہ تم آزاد لوگوں کو رہا نہیں کرتے یعنی ان سے بھی اسی طرح کا کام لیتے ہو جیسے غلاموں سے لیا جاتا ہے روایت میں ہے کہ حضرت ام المومنین بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو بکثرت خیر و بھلائی اور مالی وسعت عطا فرمائی ہے اس لئے آپ اچھے اچھے کھانے کھایا کریں اور عمدہ لباس پہنا کریں آپ نے فرمایا اس کا فیصلہ میں تیرے سپرد کرتا ہوں پھر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معشیت کے وہ حالات دہرائے جو خود بیبی حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے ساتھ گذارے تھے پھر بی بی حفصہ رونے لگیں، پھر فرمایا کہ میرے دو بہترین ساتھی تھے جو ایک خاص طریق پر چلتے رہے اب اگر میں ان کے طریق سے ہٹ کر چلوں گا تو پھر میرے ساتھ وہ سلوک نہ کیا جائے گا جو ان کے ساتھ ہوگا۔ قسم اللہ کی میں ان کی طرح تنگ دست زندگی صبر کے ساتھ گذاروں گا تا کہ آخرت میں ان کے ساتھ خوشحالی کی زندگی بسر کروں حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں عرض کیا اے اماں جان! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو اکثر یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ اگر اولاد آدم کے لئے سونے کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کے لئے بھی آرزو کرے گا بس ابن آدم کے پیٹ کو تو صرف مٹی ہے بھر سکتی ہے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کی توبہ کو قبول فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نے مال کو اس لئے بنایا کہ اس کے ذریعے نماز قائم کی جائے اور زکوٰۃ دی جائے۔

تین آدمیوں پر تین باتوں کا گمان :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دو چیزیں ''حرص اور امید'' کے علاوہ ابن آدم کی ہر شے بوڑھی ہوجاتی ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے تمہارے لئے دو چیزیں لمبی خواہشات اور حرص کا اندیشہ ہے، کیوں کہ لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور اتباع خواہشات حق سے روکتی ہیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے تین باتوں کا تین آدمیوں کے لئے گمان ہے (۱) حصول دنیا میں حریص اور اس پر مٹنے والے کے لئے ایسی تنگ دستی کہ بعد ازاں کبھی مالدار نہ ہوگا (۲) حصول دنیا میں مشغول ایسا ہوگا کہ اسے کبھی فرصت نہ ملے گی (۳) اور اس پر بخل کرنے والے کے لئے ایسا غم کہ جسے پھر کبھی خوشی نصیب نہیں ہوگی روایت میں ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ حمص والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہیں حیا نہیں آتی کہ ایسے ایسے گھر بناتے ہو جس میں تم نے ہمیشہ نہیں رہنا اور ایسی امیدیں کرتے ہو جن کا حصول ناممکن ہے اور وہ مال جمع کرتے ہو جس کا کھانا تمہارے مقدر میں نہیں بے شک تم سے پہلے کے لوگوں نے بھی عمارتیں بنائی تھیں مال جمع کیا تھا اور لمبی امیدیں قائم کی تھیں مگر صبح ہوئی تو ان کا ٹھکانہ قبر میں تھیں اور امیدیں خاک میں مل گئیں اور جمع شدہ مال ان کی ہلاکتی کا باعث ہوا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب اپنے سرکار دو عالم کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کرو تو قمیص کو پیوند لگا لیا کرو، اپنے جوتے کو ٹانکا لگا لیا کرو، اور اپنی امیدوں کو کم کرو اور پیٹ بھر کر نہ کھایا کرو حضرت ابوعثمان نہدی فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر خطبہ دے رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ ان کے قمیص میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

روایت میں ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بازار گئے تو ان کے جسم پر میلے اور پرانے کپڑے تھے، عرض کیا گیا اے امیر المومنین ذرا اس سے عمدہ اور نرم لباس پہن لیا ہوتا؟ فرمایا ایک تو اس سے دل میں خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے دوم یہ طریق صالحین کی مشابہت ہے اور بہتر ہے کہ مومن ان صالحین کی

پیروی کرے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایسے پہچانتا ہوں جیسے حیوانوں کا طبیب ان کی بیماری کو پہچانتا ہے ان لوگوں میں بہتر وہ ہیں جو دنیا میں زہد کو اختیار کئے ہوئے ہیں، اور ان لوگوں میں بدتریں وہ ہیں جو ضرورت سے زیادہ مال دنیا میں جمع کرتے ہیں، ایک دانا کا کہنا ہے کہ تین باتیں تمام برائیوں کی جڑ ہیں (۱) حسد (۲) حرص (۳) تکبر۔ تکبر کی جڑ ابلیس ہے جبکہ اس نے غرور کیا تھا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا تو ملعون ہو گیا تھا۔ اور حرص اس کی اصل و بنیاد آدم علیہ السلام سے منسوب ہے حالانکہ ان کے لئے جنت کی ہر چیز مباح و جائز تھی سوائے ایک درخت کے تو حرص نے آپ کو اس درخت کے کھانے پر اکسایا جس کے سبب ان کو وہاں سے جانا پڑا اور حسد کی جڑ آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل سے ہے جب اس نے اپنے بھائی کو قتل کیا اور کافر ہوا اور اس کا ابدی ٹھکانہ آگ ہے، حدیث میں آتا ہے آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو پانچ باتوں کی وصیت فرمائی تھی اور یہ بھی حکم فرمایا تھا کہ اپنی بعد کی تمام اولاد کو بھی اس کی وصیت کرنا (۱) اپنی اولاد سے کہنا کہ وہ کبھی دنیا پر مطمئن نہ ہو کیونکہ میں نے ابدی جنت پر اطمینان کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی نہ ہوا اور مجھے وہاں سے نکال دیا (۲) اپنی اولاد سے کہنا کہ وہ اپنی بیویوں کی خواہشات کی کبھی تکمیل نہ کریں، میں نے بیوی کے کہنے پر درخت کھایا تو مجھے ندامت سے دوچار ہونا پڑا (۳) ان سے کہنا کہ کوئی بھی کام کرنے سے پہلے اس کے انجام پر ضرور غور کریں اور اگر میں انجام پر غور کر لیتا تو مجھے وہ دن نہ دیکھنا پڑتا جو پیش آچکا ہے (۴) جب کسی چیز پر تمہارا دل مضطرب یعنی دھڑکا تھا مگر میں نے اجتناب نہ کیا تو مجھے ندامت سے دوچار ہونا پڑا (۵) تمام کاموں میں مشورہ ضرور کیا کرو، اگر میں بھی فرشتوں سے مشورہ کر لیتا تو اس ابتلاء سے دوچار نہ ہوتا۔

مختصر امیدوں پر اکرام :

حضرت شفیق بلخی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے صرف چار حدیثوں کا انتخاب کیا جو کہ یہ ہیں (۱) عورت سے دل نہ لگانا کیونکہ آج اگر وہ تیری ہے تو کل دوسرے کی ہوگی اگر تو نے اس کی باتوں پر عمل کیا تو وہ تجھے جہنم میں پہنچائے گی (۲) مال و دولت سے دل نہ لگانا کیونکہ یہ عارضی ہے آج اگر تیرے پاس ہے تو کل دوسرے کے پاس ہوگی لہٰذا اس چیز کے لئے اپنے نفس کو مشکل میں نہ ڈالو جو دوسرے کی ہے کیوں کہ اس طرح نفع تو دوسروں کے لئے ہوگا اور تکالیف تیرے حصوں میں ہوں گی اور اگر تو نے دولت سے دل لگایا تو وہ تجھے حقوق اللہ کی ادائیگی سے روک دے گی تیرے اندر فقر و غربت کا ڈر پیدا کرے گی اس طرح تو شیطان کا مطیع ہو جائے گا (۳) جو چیز تیرے دل میں دھڑکا پیدا کرے اس کو چھوڑ دے اس لئے کہ قلب مؤمن گواہ کی مانند ہوتا ہے جو معمولی سے شبہ پر بھی دھڑکا پیدا کر دیتا ہے، حرام سے بھاگتا ہے اور حلال سے سکون حاصل کرتا ہے (۴) اس وقت تک کوئی عمل نہ کرو جب تک کہ اس کی قبولیت یقینی نہ ہو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا دنیا میں مسافروں اور راہ گیروں کی طرح رہو اور خوب کو اہل قبور میں شمار کرو حضرت مجاہد کہتے ہیں مجھے عبداللہ ابن عمر نے فرمایا کہ جب صبح کرے تو اپنے آپ سے شام کی بات نہ کرنا اور جب شام کرے تو اپنے نفس سے صبح کی بات نہ کرنا، اپنی موت سے قبل اپنی زندگی سے اور بیماری سے قبل صحت سے کچھ حاصل کر لو اس لئے کہ تو نہیں جانتا کہ کل تیرا نام کیا ہوگا۔

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو اپنی امیدوں کو کم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو چار اکرام سے نوازتا ہے (۱) اسے اپنی عبادت کی قوت بخشتا ہے اس لئے کہ بندہ جب جان لیتا ہے کہ موت قریب ہے تو وہ ان مکروہات کو چھوڑ دیتا ہے جو پہلے کرتا تھا اور پھر وہ عبادت میں لگ جاتا ہے اور اپنے عمل میں اضافہ کرتا ہے (۲) اس کے غموں کو اللہ تعالیٰ کم کر دیتا ہے اس لئے کہ جب وہ جان لیتا ہے کہ عنقریب وہ مر جائے گا تو پیش آمدہ ناپسندیدہ باتوں کی پرواہ نہیں کرتا (۳) اللہ تعالیٰ اس کو تھوڑے پر بھی راضی بنا دیتا ہے اس لئے کہ جب وہ جان لیتا ہے کہ عنقریب وہ مر جائے گا تو وہ بکثرت کا طلبگار نہیں رہتا گویا کہ اسے ساری فکر آخرت کی ہی ہوتی ہے (۵) اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور فرما دیتا ہے اس لئے کہ یہ مشہور ہے کہ دل کا نور چار چیزوں سے پیدا ہوتا ہے اول بھوکے پیٹ دوم صالح دوست سوم سابقہ گناہوں کی یاد چہارم چھوٹی امیدوں سے، اس لئے کہ جو شخص لمبی امیدیں باندھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو چار چیزوں میں مبتلا فرما دیتا ہے۔ (۱) عبادات میں سستی (۲) دنیاوی غموں کی بھرمار (۳) مال جمع کرنے میں حریص ہو جاتا ہے (۴) اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور مشہور ہے کہ چار چیزوں سے دل میں سختی پیدا ہوتی ہے (۱) بھرے ہوئے پیٹ سے (۲) برے دوستوں کی صحبت سے (۳) گذشتہ گناہوں کو بھلا دینے سے (۴) لمبی امیدوں سے۔ لہٰذا مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنی امیدوں کو کم کرے کیوں کہ وہ نہیں جانتا کہ کس سانس میں وہ مر جائے گا اور کس قدم پر وہ مر جائے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ مفسرین اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں وہ نہیں جانتا کہ کس قدم پر وہ مر جائے گا دوسری آیت میں ہے ''آپ نے بھی مرنا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں'' تیسری آیت میں فرمایا ''پس جب ان کی اجل آجائے گی تو وہ ایک گھڑی نہ مؤخر ہو سکیں گے اور نہ مقدم ہو سکیں گے'' پس مسلمان پر لازم ہے کہ وہ بکثرت موت کو یاد کرے کیوں کہ مومن چھ باتوں سے مستغنی نہیں ہو سکتا (۱) وہ علم جو اس کی آخرت کے لئے رہنمائی کرے۔

(۲) وہ دوست جو عبادت الٰہی پر اس کا مددگار بنے اور معصیت سے اس کو روکے (۳) اپنے دشمن کی پہچان اور پھر اس سے ڈرے۔

(۴) آیات الٰہیہ اور دن ورات کی تبدیلی سے عبرت حاصل کرے (۵) خلق خدا سے انصاف کرے ایسا نہ ہو کل روز حشر وہ اس کے دشمن ہوں۔

(۶) موت کے لئے اس کی آمد سے پہلے تیاری تا کہ قیامت کے دن رسوائی سے دوچار نہ ہونا پڑے۔

احادیث و اقوال :

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تم سب کے سب جنت میں جانا چاہتے ہو صحاب نے عرض کیا ہاں! اللہ تعالیٰ ہمیں آپ پر قربان کرے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے فرمایا تو پھر اپنی امیدیں مختصر کرو اور اللہ تعالیٰ سے حیا کرو جیسا کہ حیا کرنے کا حق ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم تو اللہ تعالیٰ سے حیا کرتے ہیں آپ نے فرمایا یہ حیا نہیں بلکہ حیا یہ ہے کہ قبور اور وہاں کے مصائب کو یاد کرو نیز پیٹ اور جو کچھ اس میں اس کی حفاظت کرو، سر اور جو کچھ اس میں سماتی ہیں اس کی حفاظت کرو جو شخص آخرت کی تکریم کا خواہشمند ہے وہ دنیا کی زینت کو چھوڑ دیتا ہے پس یہ ہے بندے کا اللہ تعالیٰ سے حیا کرنا اور اس سے اللہ تعالیٰ کی ولایت عطاء ہوتی ہے۔ حضرت مجل سے مری ہے حضور علیہ السلام نے آیت اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پڑھ کر فرمایا کہ ابن آدم میرا مال میرا مال کہتا ہے، پھر تیرا مال کیا ہے؟ وہی جو تو نے کھا کر ختم کر لیا ہے یا پہن کر پرانا کر دیا ہے یا صدقہ کر کے بچا لیا ہے۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تورات میں پانچ باتیں لکھی ہیں (۱) قناعت میں تونگری ہے (۲) گوشہ نشینی میں سلامتی ہے (۳) ترک خواہشمند میں آزادی ہے (۴) ترک رغبت میں محبت ہے (۵) لمبے دنوں میں تمتع اور چھوٹے دنوں میں صبر کرنا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے عائشہ اگر تو میری بات رفاقت کی خواستگار ہے تو پھر دنیا سے اتنا سا لے جو سوار مسافر زادراہ لیتا ہے۔ مالداروں کی مجلس سے بچنا اور کپڑے کو اس وقت تک پرانا سمجھنا جب تک کہ اس کو پیوند نہ لگا لو، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کے الفاظ مروی ہیں اے اللہ جو شخص مجھ سے محبت کرتا ہے اسے اتنا وسیع رزق عطاء فرما جو اس کو کما حقہ کفایت کرے جو شخص مجھ سے بغض کرتا ہے اس کو مال واولاد بکثرت دے دے، حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں رغبت غم وحزن میں اضافہ کرتی ہے اور دنیا سے دوری قلب وبدن کو راحت بخشتی ہے اور مجھے تمہارے فقر سے خوف نہیں ہے بلکہ مجھے خوف یہ ہے کہ تمہارے لئے دنیا کی فراوانی اس طرح نہ کر دی جائے جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر ہوئی تھی اور تم بھی انہیں کی طرح دنیا کے پیچھے لگ جاؤ اور وہ پہلوں کی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس امت کے پہلے لوگوں کی اصلاح زہد اور یقین کی بناء پر ہوئی اور اس امت کے آخری لوگوں کی ہلاکت بخل اور امیدوں کی بناء پر ہوگی۔

فقراء کے فضائل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فقراء کی ایک جماعت نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں اپنا ایک قاصد روانہ کیا تو اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی خدمت میں فقراء کے قاصد کی حیثیت سے حاضر ہوا ہوں آپ نے فرمایا تجھے بھی مرحبا اور جن کی طرف سے تو آیا ہے ان کو بھی مرحبا، کیوں کہ وہ لوگ اللہ تعالی سے محبت رکھتے ہیں، عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء عرض کرتے ہیں کہ مالدار تو تمام بھلائیوں میں ہم سے آگے نکل گئے وہ حج کرتے ہیں اور ہم اس کی قدرت نہیں رکھتے، وہ صدقہ دیتے ہیں اور ہم اس پر قادر نہیں، اور جب وہ بیمار ہوتے ہیں تو اپنا فاضل مال آخرت کے ذخیرہ کے لئے دے دیتے ہیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ فقراء کو میری طرف سے یہ کہہ دو کہ جو شخص تم میں سے صبر کریگا اور اپنا احتساب کرے گا تو اس کو تین ایسی نعمتیں ملیں گی جو انبیاء کو نہیں مل سکتیں (۱) یہ کہ جنت میں سُرخ یاقوتوں سے مرصع کمرہ ہے اہل جنت اس کی طرف یوں دیکھتے ہیں جیسے اہل دنیا ستاروں کو دیکھتے ہیں، اس میں صرف وہ نبی، شہداء اور مؤمن داخل ہوں گے جو کہ فقیر ہوں گے

(۲) فقراء غنی لوگوں سے آدھا دن پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور اس آدھے دن کی مقدار پانچ سو سال کے برابر ہوگی اور وہ حسب منشا جنت سے فائدہ حاصل کریں گے اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام بادشاہت کے سبب جو اللہ تعالی نے ان کو عطا کی تھی تمام انبیاء علیہ السلام کے چالیس سال بعد جنت میں داخل ہوں گے (۳) جب فقیر خلوص کے ساتھ یہ تسبیح پڑھتا ہے سبحان اللّٰہ و الحمد للّٰہ ولا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اور غنی بھی خلوص کے ساتھ یہی تسبیح پڑھتا ہے تب بھی غنی، فقیر کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اگرچہ وہ اس کے ساتھ دس ہزار درہم کیوں نہ خرچ کرے، یہی فرق تمام نیک اعمال میں ہے لہٰذا قاصد نے واپس آکر فقراء، کو اس کی خبر دی تو سب نے یک زبان ہوکر کہا اے رب ہم راضی میں اے رب ہم راضی ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے میرے محبوب دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کی نصیحت فرمائی جن کو نہ تو میں نے چھوڑا ہے اور نہ چھوڑوں گا (۱) غریبوں سے محبت وقربت (۲) میں دنیاوی لحاظ سے اپنے سے کم تر لوگوں کو دیکھوں اور ان کو نہ دیکھوں جو مجھ سے بڑے ہیں (۳) میں صلہ رحمی کروں چاہے بھگا دیا جاؤں یا ٹکڑے ٹکڑے کردیا جاؤں (۴) میں لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ کثرت سے پڑھا کروں کیوں کہ یہ نیکی کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے (۵) میں لوگوں کوئی چیز نہ مانگوں (۶) حقوق اللہ میں کسی کی ملامت سے نہ ڈروں (۷) ہمیشہ حق بات کہوں چاہے وہ کڑوی ہی کیوں نہ ہو، پھر حضرت ابوذر کی حالت یہ تھی کہ اگر ان کے ہاتھ سے کوڑا گر جاتا تو یہ ناپسند کرتے کہ کسی کو کہیں کہ یہ اٹھادو، نیز اسی سند کے ساتھ حضرت خیثمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ فرشتے اپنے رب سے عرض کرتے ہیں تو نے اپنے کافر بندے پر دنیا کی فراخی کر رکھی ہے اور مصائب کو اس سے دور کر رکھا ہے اللہ تعالی فرشتوں سے فرماتا ہے کہ کافروں کے عذاب سے حجاب ہٹادو جب وہ اس کو دیکھتے ہیں تو عرض کرتے ہیں اے رب دنیا میں ملنے والی چیزوں نے ان کو کوئی نفع نہ دیا اور عرض کرتے ہیں یارب تیرا مؤمن بندہ تو گرفتار بلا رہتا ہے اور دنیا بھی اس سے دور کردی گئی ہے تب اللہ تعالی فرشتوں سے فرماتا ہے کہ اس کے ثواب کو دیکھو جب وہ جھانک کر دیکھتے ہیں تو عرض کرتے ہیں یارب دنیاوی مصائب نے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا۔

فقراء کے لئے دنیا میں مشقت اور آخرت میں مسرت ہے :

محمد بن فضل اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوذر غفار رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مال جمع کرنے والے نیچے ہوں گے سوائے ان کے جو مال کو اس طرح لٹاتے ہیں چار مرتبہ فرمایا مگر ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے ضمن میں فرماتے ہیں کہ غنی جنت میں فقراء سے نچلے درجے میں ہونگے اور اگر وہ جہنم میں ہوئے تو پھر جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہوں گے مگر جس نے اپنے مال کو لٹایا یعنی دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہر طرف سے مال کو صدقہ کیا لیکن اغنیاء مین ایسے لوگ کم ہیں اس لئے شیطان ان کے مال کو دنیا میں ان کے لئے مزین کرکے پیش کرتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ شیطان دعوی کرتا ہے کہ غنی تین باتوں میں سے کسی ایک سے بھی نجات نہیں پاسکتا (۱) میں اس کے مال کو اس کی آنکھوں میں ایسا خوبصورت بنا کر پیش کروں گا کہ وہ اس سے حقوق ادا نہیں کرسکے گا

(۲) یا پھر ذرائع اس کے لئے اتنا آسان کروں گا کہ وہ بے جا خرچ کرتا پھرے گا (۳) یا پھر اس کے دل میں مال کی ایسی محبت بھر دوں گا کہ وہ جمع کرنے کے لئے حرام مال کمائے گا۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام کی بعثت ہوئی تو اس وقت میں تاجر تھا، بس میں نے ارادہ کیا کہ تجارت اور عبادت دونوں کو اپنے لئے اکٹھا رکھوں گا مگر ایسا نہ کرسکا پھر تجارت کو چھوڑ دیا اور عبادت کو قبول کرلیا۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے قطعاً یہ پسند نہیں کہ مسجد کے دروازے پر میری دکان ہو اور نماز کے رہ جانے کا خوف بھی نہ ہو اور روزانہ چالیس دینار کا منافع ملتا ہو اور میں اسے صدقہ میں دے دیا کروں، پوچھا گیا اے ابودرداء تجارت سے کیوں کراہیت ہوگئی؟ فرمایا حساب کے خوف سے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا! اے اللہ مجھ سے محبت کرنے والوں کو ایسا با کفایت رزق عطا کر کہ وہ دست سوال دراز نہ کریں اور جو مجھ سے بغض رکھتے ہیں، ان کو مال و اولاد بکثرت عطاء فرما۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ غربت دنیا میں مشقت و آخرت میں مسرت ہے جب کہ دولتمندی دنیا میں مسرت اور آخرت میں شقت ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر ایک کا کوئی ایک پیشہ ہوتا ہے جبکہ میرے دو پیشے ہیں ایک فقر اور دوم جہاد پس جس نے دونوں پیشوں سے محبت کی تو اس نے بلا شبہ مجھ سے محبت کی جس نے ان پیشوں سے عداوت کی گویا اسنے مجھ سے عداوت کی حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں مسلمان کو چاہیئے کہ وہ فقراء سے محبت کرے اگر چہ وہ خود غنی ہی کیوں نہ ہو اس لئے کہ فقراء کی محبت میں ہی محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مضمر ہے خود اللہ تعالیٰ نے اپنی رسول مقبول کو فقراء سے محبت و قربت کا ارشاد فرمایا ہے کہ ''اور آپ خود کو ان لوگوں کے ساتھ منسلک رکھیں جو رضائے الٰہی کے لئے صبح وشام اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں'' یعنی اپنے آپ کو فقراء کے ساتھ لگا رکھو جنہوں نے کہ خود کو عبادت الٰہی کے لئے وقف کر رکھا ہے، اس آیت کا سبب نزول یہ ہے کہ عیینہ بن حصن فزاری جو کہ اپنی قوم کا رئیس تھا بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت سلمان فارسی، حضرت صہیب بن سنان رومی اور حضرت بلال بن حمامہ حبشی وغیرہم رضی اللہ عنہم جیسے فقراء و نادار حضراتِ صحابہ بھی موجود تھے اور ان کے پیوند لگے لباس بھی ان کے فقر کو ظاہر کر رہے تھے عیینہ نے کہا کہ ہم شرفا یعنی مالدار و ذی وقار لوگ ہیں جب ہم حاضر ہوا کریں تو ان کو نکال دیا کریں کیوں کہ ہمیں ان کی بدبو سے تکلیف ہوتی ہے اور ہمارے لئے جد مجلس منعقد فرمایا کریں تب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو ان لوگوں کو نکالنے سے روک دیا اور مذکورہ آیت نازل ہوہ یعنی یہ لوگ پانچوں نمازیں پڑھتے ہیں، رضائے الٰہی کے طالب ہیں وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا یعنی آپ ان سے آنکھیں نہ پھیریں اور حیات دنیوی کی زینت کے لئے ان کو حقیر نہ سمجھیں اور فرمایا ''اس شخص کی اطاعت نہ کریں جس کے دل کو ہم نے ذکر سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہشات کا مطیع ہے'' یعنی اس شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے قرآن سے پھیر دیا ہے اور وہ فقراء سے بغض رکھ کر اپنے نفس کا مطیع ہو گیا ہے تو اس کا امر ضائع و باطل ہو گیا بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فقراء کے ساتھ بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے اور قیامت تک جمیع فقراء مسلمین کے لئے یہی حکم ہے پس مسلمان پر لازم ہے وہ فقراءً سے محبت کرے اور ان سے حسن سلوک و اچھا برتاؤ کرے ان لوگوں کو روز حشر اللہ تعالیٰ قائد مقرر فرمائے گا اور ان کی شفاعت کی امید رکھنی چاہیئے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی روایات :

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک بندہ روز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس طرح معذرت فرمائے گا جیسے کہ دنیا میں ایک شخص دوسرے شخص سے معذرت کرتا ہے پھر اللہ جل جلالہٗ فرمائیگا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں نے دنیا کو اس لئے تجھ سے دور نہیں کیا تھا کہ اس طرح تیری توہین ہو بلکہ اس فضیلت و کرامت کی خاطر ایسا کیا ہے جو کہ تمہارے لئے تیار کی گئی ہے، اے میرے بندے ان صفوں کی طرف ہو جاؤ اور ان لوگوں کو دیکھو جنہوں نے تمہیں کھانا کھلایا تھا لباس پہنایا تھا پس اس کا ہاتھ پکڑ لے اور اس کا فیصلہ تجھ پر ہے اس دن لوگوں کی یہ حالت ہوگی کہ پسینہ ان کے منہ میں لگا دیئے ہوئے ہوگا وہ شخص صفوں میں جا کر اپنی خبر گیری کرنے والوں کو پکڑ کر جنت میں لے جائے گا۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ فقراء کو پہچانو اور ان سے اچھا برتاؤ کرو اس لئے کہ ان کے پاس بھی ایک دولت ''نعمت'' ہے صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس کون سی دولت ہے؟ فرمایا کہ قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ ان لوگوں کو دیکھو جنہوں نے تمہیں کھانا کھلایا تھا، پانی پلایا تھا اور لباس پہنایا تھا ان کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔ حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فقراء کے لئے پانچ طرح کی بزرگیاں ہیں (۱) نماز اور صدقات وغیرہ میں ان کے عمل کا ثواب کسی مالدار کے ثواب سے کہیں زیادہ ہوتا ہے (۲) جب وہ کسی چیز کی خواہش کرتے ہیں مگر وہ اس کو حاصل نہیں کر پاتے ان کے لئے اجر لکھ دیا جاتا ہے (۳) وہ جنت میں سب سے پہلے جائیں گے (۴) قیامت میں ان کا حساب بہت ہی تھوڑا ہوگا اور بہت ہی کم ان کو ندامت سے دوچار ہونا پڑے گا اس لئے دولتمند آخرت میں آرزو کریں گے کاش کہ وہ فقیر ہوتے لیکن فقراء یہ خواہش نہیں کریں گے کہ کاش وہ دولتمند ہوتے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ صدقے کا صرف ایک درہم، ایک لاکھ درہم سے افضل ہوتا ہے عرض کیا گیا کس طرح یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا کہ ایک شخص نے اپنی تجوری سے ایک لاکھ روپیہ نکالا اور صدقہ کر دیا جبکہ دوسرے کے پاس دو درہم تھے ان میں سے اس نے ایک درہم قلبی خوشی کے ساتھ صدقہ کر دیا تو اس طرح یہ ایک درہم والا، اُس لاکھ درہم والے سے افضل ہوگا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعض صحابہ کرام نے ایک مرتبہ مجھ سے پوچھا کہ کبھی کبھی ہم کوئی چیز دیکھتے ہیں لیکن شدید خواہش کے باوجود اسے خرید نہیں کر سکتے کیا اس طرح ہمیں کچھ جواب ملے گا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اس میں اگر تمہیں اجر نہ ملا تو پھر کسی چیز میں نہیں ملے گا؟ حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو شخص بازار میں گیا اور کسی چیز کو دیکھ کر خواہش کی کہ لے لوں لیکن خرید نہ سکا اور

ثواب کی نیت سے صبر کیا تو یہ فی سبیل اللہ ایک لاکھ دینار کرنے سے بہتر ہے حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ فقراء کی فضیلت پر دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے کہ ''اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے'' یعنی میرے لئے نماز قائم کرو اور فقراء کے لئے زکوٰۃ ادا کرو، مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فقراء کے حق کو اپنے حق کے ساتھ ملا دیا ہے'' اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فقیر مالداروں کا طبیب ہے، دھوبی ہے، قاصد ہے، نگران اور سفارشی ہے، فقیر کو طبیب اس لئے کہا گیا ہے کہ غنی جب کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو فقراء کو صدقہ دے کر شفا پاتا ہے، دھوبی اس لئے کہا گیا ہے کہ مالدار جب اس کو صدقہ دیتا ہے تو وہ اس کے لئے دعا کرتا ہے اس طرح غنی خود بھی پاک ہو جاتا ہے اور اس کا مال بھی پاک ہو جاتا ہے اور قاصد اس لئے کہا گیا ہے کہ غنی اپنے والدین یا اقرباء میں سے کسی ایک کے نام کا صدقہ کرتا ہے تو اس کا ثواب مُردوں کو پہنچتا ہے تو گریا مردوں تک ثواب پہنچانے کے لئے قاصد فقیر ہوا اور فقیر کو نگران اس لئے کہا گیا ہے کہ غنی جب صدقہ کرتا ہے تو فقیر اس کو دعا دیتا ہے تو غنی کا مال فقیر کی دعاء سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

فقراء اور اغنیاء میں فرق :

روایت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا میں تمہیں شاہانِ جنت کی خبر دوں؟ عرض کیا گیا ہاں۔ فرمایا یہ وہ کمزور اور مظلوم لوگ ہیں جو دنیاوی نعمتوں سے حظ نہیں اٹھا سکتے اور نہ ہی ان کے لئے ضروریات کے دروازے کھلتے ہیں وہ اپنی ضرورتوں اور خواہشات کو سینے میں چھپائے فوت ہو جاتے ہیں یہ لوگ اگر اللہ تعالیٰ کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی بات کو پورا فرما دیتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جو شخص مالدار کی عزت کرتا ہے اور فقیر کی اہانت کرتا ہے وہ ملعون ہے حضرت ابو درداء فرماتے ہیں کہ ہمارے مالدار بھائی ہمارے ساتھ انصاف نہیں کرتے، حالانکہ وہ بھی کھاتے ہیں اور ہم بھی کھاتے ہیں، وہ بھی پیتے ہیں اور ہم بھی پیتے ہیں، وہ بھی پہنتے ہیں اور ہم بھی پہنتے ہیں ان کے پاس وافر مال ہے وہ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور ہم بھی اس کی طرف دیکھتے ہیں'' اور ان لوگوں کا محاسبہ ہوگا اور ہم محاسبہ سے بری ہوں گے۔

حضرت شقیق زاہد سے منقول ہے کہ فقراء نے تین چیزیں پسند کی ہیں اور اغنیاء بھی تین۔ فقراء نے راحت نفس، فراغت قلب اور ہلکے حساب کو اختیار کو اختیار کیا ہے جب کہ اغنیاء نے مشقت نفس، مشغولیت قلب اور شدت حساب کو پسند کیا ہے، حضرت حاتم زاہد سے مروی ہے کہ جو شخص چار چیزوں کے بغیر چار چیزوں کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے (۱) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر اس کے محرمات سے نہیں بچتا (۲) وہ شخص جو اطاعت الٰہی میں مال خرچ کئے تو بغیر جنت سے محبت کا دعویٰ کرتا ہے (۳) اتباع سنت کے بغیر جو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کرتا ہے (۴) وہ شخص جو فقراء و مساکین کی صحبت کے بغیر بلندیٔ درجات کا دعویٰ کرتا ہے بعض حکماء فرماتے ہیں کہ جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ تمام بھلائیوں سے محروم ہوگا (۱) اپنے ماتحتوں پر سختی کرنے والا (۲) والدین کا عاق کیا ہوا (۳) غریبوں کو حقیر سمجھنے والا (۴) اور وہ شخص جو مسکینوں کو ان کی غربت کی وجہ سے شرمندہ کرتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ وحی نہیں فرمائی کہ میں مال اکٹھا کروں اور تاجروں میں شمار ہو جاؤں بلکہ مجھے یہ وحی فرمائی کہ ''اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے اور سجدے کرنے والوں میں ہو جائیں اور آخر وقت تک اپنے رب کی عبادت کرتے رہیئے'' حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں اے لوگو تنگ دستی اور فاقہ کے باعث حرام رزق کو تلاش نہ کرو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا یا اے اللہ فقیری میں مجھے وفات دینا تو نگری میں نہیں اور قیامت کے دن مجھے مسکینوں کے ساتھ اٹھانا کیوں کہ سب سے بڑا بدنصیب وہ شخص ہے جس پر دنیا کا فقراء اور آخرت کا عذاب اکٹھے ہو جائیں۔ روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس قادسیہ سے مال غنیمت آیا، آپ سے الٹ پلٹ کر دیکھتے اور روتے رہے، تب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین آج تو خوشی و مسرت کا دن ہے اور آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا ٹھیک کہتے ہو لیکن یہ مال جس قوم کے پاس آ جاتا ہے ان میں دشمنی اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر امت کے لئے ایک فتنہ رہا ہے اور میری امت کے لئے فتنہ مال ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی یہ حضور علیہ السلام نے فرمایا فقراء اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں کیوں کہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب انبیاء کرام علیہم السلام ہیں اور تمام انبیا مبتلائے فقر تھے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ میرے بندوں میں سے ایک محبوب ترین بندہ فوت ہو رہا ہے جو کہ اہل زمین کا بھی محبوب ہے لہٰذا جا کر اس کے کفن دفن کا انتظام کرو چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کو آبادی میں ڈھونڈا مگر وہ نہ ملا۔ پھر آپ نے مٹی اٹھانے والوں کو دیکھا اور ان سے پوچھا کہ کیا تم نے آج بالکل کسی مریض یا مُردہ کو دیکھا ہے؟ ان میں سے کسی ایک نے کہا کہ ہم نے اُدھر ویرانے میں ایک مریض دیکھا ہے شاید آپ کو اسی کی تلاش ہے؟ فرمایا ہاں۔ پھر آپ مریض کی طرف گئے جو کہ زمین پر پڑا ہوا تھا اور سر کے نیچے کچی اینٹ تھی، جب اس نے اپنے وجود کو حرکت دی تو اس کا سر اینٹ سے گر گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے روتے رہے پھر عرض کیا اے اللہ

آپ نے تو فرمایا تھا یہ تیرے محبوب ترین بندوں میں سے ہے مگر میں نے تو اس کے پاس کسی تیماردار کو نہیں دیکھا، پس اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے موسیٰ میں اپنے جس بندے سے محبت کرتا ہوں اس سے تمام دنیا کو دور کر دیتا ہوں، حضرت حسن بصری سے منقول ہے کہ دنیا نے وجود میں آنے والے پہلے دنیا کو ابلیس نے پکڑا اور اسے اپنی آنکھوں سے لگا کر کہا جو شخص تجھ سے محبت کرتا تو وہ میرا غلام ہوگا، حضرت وہب ابن منبہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام سے ابلیس نے ایک بوڑھے شخص کی صورت میں ملاقات کی، تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیطان سے پوچھا کہ تو عیسیٰ بن مریم کی امت کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟ شیطان نے کہا کہ میں ان کو ایک معبود چھوڑ کر دو معبودوں کے ماننے کی دعوت دوں گا، آپ نے فرمایا کہ تو امت محمدیہ کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟ شیطان نے کہا کہ میں ان کو درہم و دینار کی طرف بلاؤں گا یہاں تک یہ درہم کلمۂ توحید سے زیادہ ان کی طلب بن جائیں گے، حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا میں تجھ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں پھر دیکھا تو شیطان غائب ہو چکا تھا۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ بسند حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھے تھے اور جبریل بھی حاضر تھے۔ پھر جبریل نے عرض کیا کہ یہ فرشتے آسمان سے اترا ہے اس سے پہلے کبھی نہیں آیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو آپ کی زیارت کی اجازت بخشی ہے اتنے میں وہ فرشتہ بھی ظاہر ہوگیا اور عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ آپ نے جواباً فرمایا وعلیک السلام فرشتے نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ یا آپ کو تمام خزانے اور انکی چابیاں دے دی جائیں اور نہ ہی اس سے آپ کے خزینۂ آخرت میں کوئی کمی ہوگی۔ یا پھر اسے روز قیامت کے لئے ہی جمع کر دیا جائے آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ میرے لئے روز قیامت کے لئے ہی جمع کر دیا جائے، حضرت عبدالوہاب بن سعید سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھ پر مکہ کی وادئ بطحا سونے چاندی کی بنا کر پیش کی گئی تو میں نے عرض کیا اے میرے رب میں ایک دن شکم سیر ہو جاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں اور شکم سیر ہو کر تیری حمد و ثناء کروں؟ بس بھوکا رہوں اور اسی حالت میں تیری طرف زاری کروں۔

وباللہ التوفیق

ترک دنیا

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص آخرت کی نیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے شمائل کو جمع فرما دیتا ہے اور اس کے دل میں غنا پیدا فرما دیتا ہے اور دنیا اس کے پاس ناک رگڑتے ہوئے آتی ہے اور جو شخص دنیا کی نیت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنا حکم بدل دیتا ہے اور اس کی محتاجی اس کی آنکھوں کے سامنے کر دی جاتی ہے اور اس کو دنیا اتنی ہی نصیبی ہوتی ہے جتنی کہ اللہ تعالیٰ اس کے مقدر میں لکھ دیتا ہے حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر آرام فرماتے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے اور حضور علیہ السلام کے پہلو پر چٹائی کے نشانات دیکھ کر رونے لگے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رونے کی وجہ معلوم کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مجھے قیصر وکسریٰ اور ان کی دنیاوی آسائشات یاد آگئی ہیں، اور آپ تو اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور حالت یہ ہے کہ جسم پر چٹائی کے واضح نشانات ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو کو ان کے حصہ کی نعمتیں بعجلت دنیا میں گئیں اور ہماری نعمتوں کا حصہ آخرت میں ملے گا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے تمہاری دو باتوں کا ڈر ہے (۱) بس امیدیں (۲) اور اتباع خواہشات۔

کیوں کہ لمبی امیدیں آخرت کو بھلا دیتی ہیں اور اتباع خواہشات حق سے روکتی ہے۔ بے شک دینا پیٹھ پھر کر بھاگ چکی ہے جبکہ آخرت سامنے ہے اور لوگ ان دونوں کے ساتھ متعلق ہیں۔ سو تم آخرت والے بنو، دنیا والے نہ بنو اس لئے کہ آج یوم عمل ہے یوم حساب نہیں۔ اور کل ''بروز حشر'' حساب ہوگا عمل نہیں ہوگا یعنی آج بکثرت عمل کرو کیوں کہ کل عمل پر قدرت نہ رکھو گے حضور حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جمعہ کے دن حضور علیہ السلام جو خطبہ دیتے تھے میں نے چار سال تک اس کو تلاش کیا مگر نہ ملا۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ خطبہ ایک انصاری صحابی کے پاس ہے جن کا نام جابر بن عبداللہ ہے لہٰذا میں انکے پاس گیا اور کہا کہ کیا آپ نے وہ خطبہ سنا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو پڑھاتے تھے انہوں نے کہا ہاں میں نے حضور علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا اے لوگو بے شک تمہارے لئے علمی مراکز ہیں تم وہاں جایا کرو۔ وہاں تمہارے لئے درجات ہیں اُن تک پہنچو اور بلاشبہ مؤمن بندہ دو خطروں میں گھرا ہوا ہے (۱) اسے معلوم نہیں کہ اس کی عمرِ گذشتہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کیا فیصلہ فرمائیگا (۲) معلوم نہیں کہ اس کی بقیہ زندگی کے متعلق تقدیر میں کیا ہے، لہٰذا بندے کو خود ہی زاد سفر تیار کرنا چاہئے۔ اپنی حیات سے موت کے لئے۔ اپنی جوانی سے بڑھاپے کے لئے۔ کیوں کہ دنیا تمہارے لئے پیدا کی گئی ہے اور تم آخرت کے لئے پیدا کئے گئے ہو اور قسم ہے اس ذات کے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے موت کے بعد استغفار کا کوئی موقع نہیں اور دنیا کے بعد گھر جنت میں ہے یا دوزخ میں ہوگا بس میں یہی کہتا ہوں اللہ تعالیٰ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

حضرت سہل بن عبداللہ تستری علیہ الرحمۃ راہِ الٰہی میں بکثرت مال خرچ کرتے تھے ان کی والدہ اور بہن ان کی شکایت لے کر حضرت عبداللہ بن مبارک کے پاس گئیں اور کہنے لگیں وہ کچھ بھی نہیں بچاتا اور ہمیں اس کے مبتلائے فقر ہونیکا اندیشہ ہے عبداللہ بن مبارک نے چاہا کہ ان کی تائید کریں مگر حضرت سہل بول پڑے اور کہا اے ابو عبدالرحمن اگر مدینے میں رہنے والا کوئی شخص رُستاق میں جگہ خرید کر وہاں رہنا چاہے تو کیا مدینے میں اپنی کوئی جائیداد باقی رہنے دے گا جبکہ وہ رستاق میں اہائش پذیر ہو چکا ہے ابن مبارک نے کہا کہ تب وہ مدینے میں کچھ بھی نہ چھوڑے گا، تو سہل تستری نے کہا جو شخص دنیا سے آخرت کے لئے منتقلی کا مکمل ارادہ کر چکا ہو وہ دنیا میں کیوں کچھ پسِ انداز کر کے رکھے گا۔

جنت اور جهنم دنيا كا بدل هيں :

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عقلمند شخص دنیا میں قوت لا یموت پر ہی راضی ہوتا ہے وہ دنیاوی مال جمع کرنے میں مشغول نہیں ہوتا بلکہ وہ عمل آخرت میں مشغول ہوتا ہے کیوں کہ آخرت سکون اور نعمتوں کا گھر ہے جبکہ دنیا فانی نہیں ہے دھوکہ اور فتنے والی جگہ ہے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم وحوا علیہما السلام کو زمین پر اتارا تو انہوں نے جنت کی خوشبو کی بجائے دنیا کی ہوا سونگھی تو اس کے تعفن کے سبب چالیس روز بیہوش رہے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دفعہ حضور علیہ السلام کی محفل میں حاضر تھا کہ ایک شخص آیا بہت ہی خوبصورت، روشن چہرہ، حسین زلفیں، سفید رنگت اور سفید لباس والا تھا۔ آکر کہا السلام علیک یا رسول اللہ، حضور علیہ السلام نے فرمایا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دنیا کیا ہے؟ فرمایا نیند کا خواب مگر ایسے جزا وسزا کے مستحق ہوں گے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ جنت کیا ہے؟ فرمایا ہمیشہ کا مستقر۔ جہاں ایک جماعت جنت میں ہوگی اور دوسری جہنم میں۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کیا ہے؟ فرمایا دینا کا بدل۔ جہاں تارک دنیا کو نعمتیں ملیں گی۔ عرض کیا جہنم کیا ہے؟ فرمایا دنیا کا بدل جس کے طالب کو ہمیشہ وہاں رہنا ہے عرض کیا اس امت کے بہترین لوگ کون ہیں؟ فرمایا جو اطاعت الٰہی کے لئے عمل کرتے ہیں، عرض کیا دنیا کا قیام کتنا ہے؟ فرمایا جتنا قافلے سے بچھڑا ہوا کہیں ٹھہرتا ہے عرض کیا دنیا و آخرت کے درمیان فاصلہ کتنا ہے فرمایا پلک جھپکنے جتنا۔ حضرت جابر کہتے ہیں پھر وہ شخص چلا گیا اور دوبارہ نظر آیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جبریل تھا اس کی آمد کا مطلب یہ تھا کہ تمہیں آخرت کی رغبت اور دنیا سے بے رغبتی سکھائیں۔ منقول ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے

آپ کو خلیل بنایا فرمایا تین چیزوں کی وجہ سے (۱) جب مجھے دو باتوں کا اختیار دیا گیا تو میں نے رضائے الٰہی والی بات کو دوسری پر ترجیح دی (۲) میں نے اپنے رزق کے لئے کبھی اہتمام نہیں کیا کیوں کہ اللہ تعالیٰ میرا کفیل ہے (۳) میں نے صبح و شام کا کھانا بغیر مہمان کے کبھی نہیں کھایا۔
داناؤں کا کہنا ہے کہ قلب کی حیات چار اشیاء میں ہے (۱) علم (۲) رضا (۳) قناعت (۴) زُہد
علم سے رضا حاصل ہوتی ہے، رضا سے قناعت اور قناعت سے زُہد تک پہنچا جاتا ہے اور یہی دنیا سے بے رغبتی ہے مزید فرمایا کہ زہد تین چیزوں کا نام ہے (۲) دنیا کی معرفت پھر اس کا تارک (۲) مولیٰ کی خدمت پھر اس میں ادب (۳) آخرت کا شوق پھر اس کی طلب
حضرت یحییٰ بن معاذ رازی فرماتے ہیں کہ حکمت آسمان سے دلوں پر نازل ہوتی ہے۔ مگر جس دل میں یہ چار باتیں ہوں اس میں وہ نہیں ٹھرتی (۱) دنیا کی رغبت (۲) کل کی فکر (۳) بھائی سے حسد (۴) اہل دُول سے محبت۔ انہی حضرت یحییٰ کا قول ہے کہ وہ شخص واقعی عقلمند ہے جو تین کام کرے (۱) دنیا کو چھوڑ دے قبل ازیں کہ دنیا اس کو چھوڑ دے (۲) قبر کی تیاری کرے داخل ہونے سے پہلے (۳) ملاقات سے پہلے اپنے خالق کو راضی کرے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے چھ باتیں جمع کرلیں گویا اس نے جنت کی خواہش اور اس جہنم سے فرار میں کوئی کمی نہیں چھوڑی (۱) جس نے معرفت الٰہی حاصل کر کے اس کی اطاعت کی (۲) جس نے شیطان کو پہچانا پھر اس سے بچا (۳) جس نے آخرت کو پہچانا اس کی اتباع کی (۴) جس نے باطل کو جانا اور اس سے ڈرا (۵) جس نے دنیا کو پہچانا پھر اس کو چھوڑ دیا (۶) جس نے آخرت کو پہچانا پھر اس کی خواہش کی۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے اے علی چار باتیں ایسی ہیں جو بدبختی میں شمار ہیں (۱) آنکھوں کا جمود ہے (۲) دل کی سختی (۳) دنیا کی محبت (۴) لمبی امیدیں۔

دنیا کی بے وقعتی اور بے ثباتی :

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات منہ اندھیرے حضور علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز ایک قبیلے کے کوڑے دان سے کچھ فاصلے پر پڑھی وہاں ایک بکری کا بچہ دیکھا جس کی کھال میں کیڑے چل رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھتے ہی اپنی اونٹنی روک دی تو ولوگ بھی رک گئے آپ نے فرمایا کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ اس قبیلے کو اس بکری کے بچے کی کوئی ضرورت نہیں اور یہ بے وقعت ہے عرض کیا گیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ بے وقعت ہے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ دنیا مؤمن کے لئے قید خانہ ہے اور قبر اس کے لئے قلعہ اور جنت اس کا مسکن ہے اور کافر کے لئے دنیا جنت ہے قبر اس کی جیل ہے اور جہنم اسکا مسکن ہے۔
حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ ''دنیا مؤمن کا قید خانہ ہے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ مؤمن کو دنیاوی انعامات کتنے ہی میسر کیوں نہ ہوں مگر یہ نعمتیں اُن انعامات الٰہی کے مقابلے میں جو اسے جنت میں عطا ہوں گی ہیچ ہیں اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی قید میں کیوں کہ موت کے وقت مؤمن پر جنت پیش کی جاتی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے نعمتیں تیار کر رکھی ہیں اس کو دیکھ کر وہ اپنے آپ کو قیدی سمجھتا ہے جبکہ کافر کو موت کے وقت جہنم دکھائی جاتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دیکھ کر یہ سمجھتا ہے آج تک وہ جنت میں تھا، اس لئے عقلمند انسان جیل میں کبھی خوش نہیں رہتا لہٰذا اسے چاہیئے کہ وہ دنیا کو دیکھے اور دنیا کے متعلق دی گئی مثالوں میں غور کرے یہ مثالیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہیں نیز داناؤں سے بھی کچھ مثالیں منقول ہیں کیوں کہ مثالوں سے اشیاء کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ''حیات دنیا کی مثال اس پانی کی سی ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا ہے پھر اس نے نباتات کو پیدا کیا جس کو انسان اور حیوان کھاتے ہیں جب وہ بڑھیں تو زمین اس سے خوب مزین ہوگئی اور زمین والوں نے یہ گمان کیا کہ وہ اس پر قادر ہیں اسی حالت میں دن کو یا رات کو ہمارا فرمان عذاب آیا تو ہم نے اس کو اس طرح ملیامیٹ کر دیا گویا وہاں کل کچھ اُگا ہی نہ تھا اسی طرح ہم اپنی نشانیاں تفصیل سے بیان کرتے ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لئے''۔
روایت ہے کہ ایک شخص ملک شام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے ان کی زمین کے متعلق پوچھا اس نے وہاں کی زمین کی زرخیزی اور کثرت تجم کا بتایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تم لوگ گذر اوقات کے لئے کیا کرتے ہو اس نے کہا انواع و اقسام کے کھانے بنا کر کھاتے ہیں۔ فرمایا پھر وہ کھانے کیا بن جاتے ہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ جانتے ہیں کہ وہ بول و براز بن جاتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ یہی مثال دنیا کی ہے حضرت یحییٰ بن معاذ فرماتے ہیں کہ دنیا اللہ تعالیٰ کا کھیت ہے، لوگ اس کی کھیتی ہیں، موت درانتی ہے اور موت کا فرشتہ کاٹنے والا ہے۔ قبر اس کی کھائی ہے۔ قیامت اس کا گودام۔ جنت و جہنم اس کی خواہشات کا گھر ہے۔ ایک گروہ جنت میں ہوگا دوسرا جہنم میں۔ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ دنیا گہرا سمندر ہے جس میں بکثرت لوگ غرق ہو گئے ہیں لہٰذا خوف الٰہی کو اس میں اپنی کشتی بنالے۔ کسی شاعر نے کہا

ان اللہ عبادا فطنا طلقو الدنیا و خافو االفتنا

بے شک اللہ کے ذہین بندوں نے دنیا کو طلاق دے دی اور فتنو سے ڈر گئے

نظر وافیھاعلموا انھالیست لحی و طنا

انہوں نے اس میں دیکھا اور جان لیا اور کہ یہ دنیا زندوں کا وطن نہیں

جعلوھا لجۃ واتحذوا صالح الاعمال فیھا سفنا

بس انھی اعمال صالحہ میں تیرا وہ سرمایہ ''جمع پونجی'' ہے جو تو اس کشتی میں اٹھائے ہوئے ہے، اس کی حرص تیرا منافع ہے، اس کی امواج تیرے ایام ہیں، توکل سائبان ہے، کتاب الہی حجت ہے اور نفس کو خواہشات سے روکنا اس کی رسیاں ہیں۔

قیامت وہ زمین ہے جہاں تجارت کی جاتی ہے یعنی تجارتی منڈی اللہ تعالی اس کا مالک ہے حضرت فضیل بن عیاض سے منقول ہے کہ قیامت کے دن دنیا کو زیب و زینت سے ٹہلتا ہوا لایا جائے گا اور وہ کہے گی یا رب مجھے اپنے اچھے بندوں کا مسکن بنادے اللہ تعالی فرمائے گا کہ تو بیکار شے ہے اس لئے میں تجھے ان لوگوں کے لئے بطور گھر پسند نہیں کرتا۔ تو بکھری ہوئی دھول ہو جا تو وہ غبار بن جائے گی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قیامت کے دن دنیا کو ایک ایسی بدصورت بوڑھی کی شکل میں لایا جائے گا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی ہوں گی۔ دانت باہر نکلے ہوئے ہوں گے دیکھنے والے اس سے کراہیت کریں گے پھر اس کو لوگوں کے سامنے لاکر ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا تم اس کو جانتے ہو؟ سب کہیں گے ہم اس کی معرفت سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، تب کہا جائے گا کہ یہ وہی دنیا ہے جس پر تم فخر کرتے تھے اور ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے ایک اور حدیث میں ہے کہ دنیا کو جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا تو وہ کہے گی یا رب میرے متبعین اور میرے دوست کہاں ہیں؟ تو ان کو بھی اس کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔

دنیا داروں کے لئے سامان عبرت :

حضرت فقیہہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا کا چونکہ کوئی گناہ نہیں ہے اس لئے اس کو وہاں کچھ عذاب نہ ہوگا لیکن اسے آگ میں اس لئے ڈالا جائے گا تاکہ دنیا کے پجاری اس کی رسوائی کو دیکھ سکیں جس طرح کہ عبرت کے لئے بتوں کو بھی دوزخ میں ڈالا جائے گا اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ''بے شک تم اور وہ جن کی تم اللہ کے سوا پوجا کرتے ہو جہنم کا ایندھن ہیں تم اس میں داخل ہو گے'' حالانکہ بتوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی لیکن بت پرستوں کو اس طرح زیادہ تکلیف و حسرت ہوگی اس طرح دنیا کو بھی آگ میں ڈالا جائے گا تاکہ دنیا داروں کو تکلیف و حسرت ہوگی پس مؤمن کو چاہیئے کہ وہ آخرت کے لئے عمل کرے اور ضرورت سے زیادہ حصول دنیا میں مشغول نہ رہے اور نہ ہی دنیا سے دل لگائے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں مجھے تمہارے اوپر تعجب ہوتا ہے کہ تم حصول دنیا کے لئے کام کرتے ہو حالانکہ بلا محنت تمہیں اس میں رزق ملتا ہے اور آخرت کے لئے تم کوئی محنت نہیں کرتے جس میں تمہیں بلا محنت رزق نہیں ملے گا۔ حضرت ابوعبیدہ اسدی حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس کے دل میں دنیا کی محبت بھر جاتی ہے اس میں تین باتیں پیدا ہو جاتی ہیں (۱) ایسی مصروفیت جس سے چھٹکارہ ناممکن ہے (۲) ختم نہ ہونے والی امیدیں (۳) ختم نہ ہونیوالی حرص۔ دنیا کا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی۔ یونہی آخرت طالب بھی ہے اور مطلوب بھی۔ جس کو آخرت مطلوب ہے تو دنیا اس کی طالب ہے یہاں تک کہ دنیا سے وہ اپنا حصہ وصول کر لیتا ہے اور جس کو دنیا مطلوب ہے تو آخرت اس کی طالب حتیٰ کہ موت آکر اس کو دبوچ لیتی ہے۔

حضرت ابو حازم سے منقول ہے میں نے دنیا کو دو چیزیں پایا ہے ایک شے اس میں سے میری ہے جو مجھ سے کوئی نہیں لے سکتا جبکہ دوسری شے دوسرے کی ہے جسے میں اس سے کبھی حاصل نہیں کر سکتا، میری چیز دوسرے سے محفوظ ہے اور دوسرے کی چیز میرے ہاتھ سے محفوظ ہے پھر ان دونوں میں سے کس شے پر اپنی عمر گنوا دوں۔ میں نے دنیا سے دو چیزیں حاصل کی ہیں وہ جو میری موت سے بھی پہلے ختم ہو جائے گی یعنی وہ مجھ سے سبقت لے گئی، دوسری وہ چیز ہے کہ اس سے پہلے میں مرجاؤں گا اور اسے دوسروں کے لئے چھوڑ جاؤں گا، پھر ایسی دونوں اشیاء میں سے کس کے لئے میں اپنے رب کی معصیت کروں روایت میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار تھے اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ انکی عیادت کے لئے گئے تو حضرت سلمان رونے لگے، حضرت سعد نے فرمایا کہ سلمان تم کیوں روتے ہو تم وہ خوش نصیب ہو کہ جس سے حضور علیہ السلام راضی ہو کر اس دنیا سے تشریف لے گئے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ تو میں موت کے خوف سے رو رہا ہوں اور نہ مجھے دنیا کی حرص ہے لیکن حضور علیہ السلام نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ دنیا سے صرف اتنا حصہ لینا جتنا کہ ایک سوار زاد سفر لیتا ہے جب کہ میرے گرد یہ سانپ بچھو ہیں یعنی مال و اسباب جمع ہیں حالانکہ اس وقت ان کے پاس ایک پیالہ، ایک لوٹا اور ایک گھڑا تھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبداللہ ہمیں کوئی نصیحت کریں جس پر ہم آپ کے بعد عمل کرتے رہیں، حضرت سلمان نے فرمایا اے سعد رضی اللہ عنہ کوئی ارادہ کرو یا کوئی فیصلہ کرو یا قسم کھا کر اس کو پورا کرو تو ہمیشہ اللہ تعالی کو یاد کرنا حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا زاہد کون ہے؟ فرمایا جو قبر اور اس کے مصائب کو نہیں بھولتا اور جس نے فضول دنیاوی زینت کو چھوڑ دیا اور فانی دنیا پر باقی آخرت کو ترجیح دی اور خود کو زندوں کی بجائے مردوں میں شمار کیا ایک دانا کا

قول ہے کہ ہم نے چار اشیاء طلب کیں لیکن اس کے حصول کے طریقے میں ہم نے خطا کی (۱) ہم نے غنا کو مال میں تلاش کیا جبکہ وہ قناعت میں تھا
(۲) ہمنے راحت کو کثرتِ مال میں تلاش کیا لیکن وہ قلت میں تھی (۳) ہم نے عزت کو مخلوق میں تلاش کیا جبکہ وہ تقویٰ میں تھی
(۴) ہم نے نعمت کو طعام ولباس میں تلاش کیا جب کہ وہ اسلام اور پردہ پوشی میں تھی۔

مال دنیا آزمائش ہے :

حضور علیہ السلام کا فرمان ہے جس نے اس حال میں صبح کی کہ اسے دنیا کی بڑی فکر تھی تو ایسے شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ تین خصلتیں پیدا فرمادیتا ہے (۱) ختم نہ ہونے والا فکر (۲) ختم نہ ہونیوالی مشغولیت اور الجھنیں، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ دنیا میں ہر شخص مہمان ہے اور اس کے پاس مال عاریۃً ہے۔ مہمان کو ایک دن رختِ سفر باندھنا ہے اور مانگے کا مال واپس کرنا ہے حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں تمام برائیوں کو ایک گھر میں جمع کر دیا گیا ہے جس کی کنجی زہد ہے حضرت انس بن مالک حضور علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب مؤمن بندے پر اسباب دنیا کی فراوانی ہوتی ہے تو وہ خوشی محسوس کرتا ہے حالانکہ یہ خوشی اسے مجھ سے دور کر دیتی ہے اور اگر دنیا کی تنگی کردوں تو وہ غم زدہ ہو جاتا ہے حالانکہ یہ اس کو میرے قریب کر دیتی ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی "کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ یہ جو ہم ان کو مال واولاد دیتے آئے ہیں ہم نے ان کے فائدے کے لئے جلدی کر رہے ہیں بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں ہیں" یعنی وہ جانتے ہی نہیں ہیں کہ یہ ان کے لیے فتنہ ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام ایک دن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے تشریف لائے اور فرمایا اے ابوذر تیرے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے صرف ہلکے پھلکے لوگ ہی وہاں تک پہنچ سکتے ہیں، عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہلکے پھلکے لوگوں میں سے ہوں یا بھاری بھرکم ہے؟ فرمایا کیا تیرے پاس آج کے دن کا توشہ ہے؟ عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیا کل کا کھانا بھی ہے؟ عرض کیا نہیں۔ فرمایا تیرے پاس اگر تین روز کا کھانا ہوتا تو پھر بھاری بوجھ والوں میں شمار ہوتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم و رسولہ بالصواب

مصائب وشدائد پر صبر کرنا

حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ بسند حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھے لڑکا یا بچہ کہہ کر فرمایا کہ کیا میں تمہیں، ایسے کلمات نہ بتاؤں جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ تجھے نفع بخشیں، میں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! فرمایا تو اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو وہ تجھے یاد رکھے گا تو اس کی طرف متوجہ ہوگا تو اپنے سامنے پائے گا۔ تو ایام خوشحالی میں اس کی معرفت حاصل کر تو وہ شدائد میں تجھے پہچانے گا۔ جب تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے مانگ اور مدد طلب کرے تو اللہ تعالیٰ سے کر۔ جو کچھ ہونے والا ہے وہ لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے اگر تمام مخلوق مل کر بھی تجھے اس چیز کا فائدہ پہچانے کا ارادہ کرلے جو تیری تقدیر میں نہیں ہے تو وہ اس پر قادر نہیں ہو سکتے اسی طرح تمام مل کر تجھے وہ نقصان پہچانا چاہیں جو تیری تقدیر میں نہیں ہے تو وہ اس کی قدرت نہیں رکھتے۔ بس اللہ کے لئے شکر و یقین کے ساتھ عمل کرتے رہو۔ جان لے کہ ناپسندیدہ بات پر صبر میں بہت ہی فائدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد صبر کے ساتھ ہے اور فرحت دکھ کے ساتھ ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ پچاس شیوخ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات روایت کرتے ہیں آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ پانچ باتیں مجھ سے یاد کرلو۔ دو باتیں تو جوڑے جوڑے اور ایک اکیلی ہے۔

(۱) تم سوائے اپنے گناہ کے اور کسی سے نہ ڈرو (۲) تم کسی سے امید نہ رکھو سوائے اپنے رب کے (۳) جو چیز معلوم نہ وہ اس کے سیکھنے میں حیا نہیں کرنی چاہیئے (۴) تم میں سے کسی ایک سے جب وہ چیز پوچھی جائے جس کا علم نہیں اور اسے لاعلمی کے اظہار پر شرم نہیں کرنی چاہئے۔

(۵) جان لے کہ صبر کا درجہ تمام امور میں ایسا ہے جیسا کہ سر کا پورے جسم میں ہے جب سر بدن سے دور ہو جاتا ہے تو جسم بیکار ہو جاتا ہے اسی طرح جب تمام امور میں صبر ختم ہو جاتا ہے تو وہ کام بھی بیکار ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کیا میں فقیہ کامل کی حقیقت سے آگاہ کروں؟ عرض کیا گیا جی ہاں یا امیر المؤمنین ! فرمایا جو شخص رحمت الٰہی سے لوگوں کو مایوس نہیں کرتا، مغفرت الٰہی سے لوگوں کو ناامید نہیں کرتا، تدبیر الٰہی سے لوگوں کو امان نہیں دیتا۔ معصیت الٰہی لوگوں کو مزین کر کے نہیں دکھاتا اہل جنت عارفین موحدین کو وارث جنت نہیں بناتا اور گناہ گاروں کو جہنمی نہیں بناتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود فیصلہ فرمادے ان کے درمیان۔

بے شک اس امت کے لوگ عذاب الٰہی سے کبھی نڈر نہیں ہوتے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر لوگ ہی مایوس ہوتے ہیں۔''

یزید رقاشی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ بندہ جب قبر میں داخل ہوتا ہے تو نماز اور زکوۃ اس کے دائیں بائیں کھڑی ہو جاتی ہیں جبکہ حسن سلوک اس پر سایہ فگن ہوتا ہے، صبر اس کے کنارے جھگڑتا ہے اور دیگر اعمال سے کہتا ہے کہ تم بھی اپنے ساتھی کو عذاب سے بچاؤ۔ ورنہ میں تو اس کی حمایت میں ہوں ہی۔ ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صبر تمام اعمال سے افضل ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب ملے گا'' حضرت محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ بارگاہ نبوی میں ایک شخص نے حاضر ہو کر کہا یا رسول اللہ میرا مال گیا اور میرا جسم بیمار ہو گیا آپ نے فرمایا اس آدمی میں کوئی خیر نہیں ہے جس کا نہ کبھی مال گیا ہو اور نہ اس کا جسم بیمار ہوا ہو۔ بے شک جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے محبت فرماتا ہے تو اس کو آزماتا ہے اور اس کی آزمائش صبر ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلاوجہ اگر بادشاہ کسی کو قید کردے اور وہ اسی قید میں مرجائے تو وہ شہید ہے یونہی اگر مار کھاتے کھاتے مر گیا تو وہ بھی شہید ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں بندے کے لئے ایک درجہ ہوتا ہے جہاں تک وہ اپنے عمل سے نہیں پہنچ سکتا حتیٰ کہ وہ کسی جسمانی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے پھر وہ اس درجہ کو پالیتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جب آیت مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءً ا يُّجْزَ بِهٖ ''جو شخص برا عمل کرے گا وہ اس کی سزا پائے گا'' نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے بعد فرح و خوشی کیسی ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بکر اللہ تعالیٰ تجھے بخشے کیا تو کبھی بیمار نہیں ہوا۔ کیا تجھے کوئی تکلیف نہیں آئی۔ کیا تجھے کوئی اذیت اور غم نہیں پہنچا۔ یہ تمام مصائب جو تجھے پہنچے ہیں یہ سب تیرے گناہوں کا کفارہ ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت اتری تو حضور علیہ السلام ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے اوپر ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جو میری امت کے لئے دنیا و مافیہا کی نعمتوں سے بہتر ہے پھر آپ نے مذکورہ آیت پڑھی اور فرمایا جب بندہ کوئی گناہ کرلے اور اسے کوئی مصیبت و تکلیف پہنچے دنیا میں۔ تو اللہ کریم ہے وہ اسے دوبارہ عذاب نہیں دے گا۔

صبر رسولوں کا شیوہ ہے :

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جان لے کہ کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگوں کے مقام تک بجز مصائب وشدائد پر صبر کے ہرگز نہیں پہنچ سکتا خود اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کا حکم دیا ہے فرمایا ''آپ صبر کریں جیسا اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا'' حضرت خباب بن ارت فرماتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کعبہ شریف کے سایہ میں چادر کا تکیہ بنائے سو رہے تھے ہم نے کافروں کی شکایت کی اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ دعا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے۔ آپ اٹھ کر بیٹھ گئے، رنگ سُرخ ہو گیا تھا پھر فرمایا کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گذرے ہیں کہ ان میں ایک آدمی کو پکڑ کر گڑھا کھود کر اس میں رکھا جاتا اور آرا اس کے سر پر رکھ کر چیر دیا جاتا تھا لیکن پھر بھی وہ اپنے دین سے نہ پھرتا تھا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا کے سب سے زیادہ ناز و نعمت والے شخص کو قیامت کے دن پکڑ کر دوزخ میں غوطہ دیا جائے گا جب اس کو نکالا جائے گا تو وہ جل کر سیاہ ہو چکا ہوگا۔ پھر اس سے کہا جائے گا جب تو دنیا میں تھا تو کوئی بڑی نعمت حاصل ہوئی تھی تو وہ کہے گا نہیں بلکہ میں تو پیدائش سے ہی مصیبتوں میں گھرا ہوں پھر دنیا کے ایک سب سے زیادہ مصیبت زدہ کو لایا جائے گا پھر اسے کچھ دیر کے لئے جنت میں ٹھرایا جائے گا جب اس کو نکالا جائے گا تو وہ چودھویں کے چاند کی طرح ہوگا اس سے کہا جائے گا کہ کبھی تجھے دنیا میں کوئی مصیبت پہنچی تھی تو وہ کہے گا نہیں بلکہ میں تو اپنی پیدائش سے ہی ایسی راحتوں میں ہوں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام اپنے گھر کے نزدیک نماز پڑھ رہے تھے اور ہم بھی موجود تھے۔ ابو جہل اور اس کے دوست بیٹھے تھے۔ ابو جہل علیہ اللعنت نے کہا کہ کل جو اونٹ ذبح ہوئے تھے اس کی اوجھلا کر محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کے کندھے پر جب وہ سجدے میں جائیں تو تم میں سے کون ڈال سکتا ہے؟ پس ایک بدبخت اٹھا اور اوجھ لاکر جب آپ سجدے میں گئے تو آپ کے کندھوں پر ڈال دیا پھر وہ ہنسنے لگے اور میں یہ سب کچھ کھڑا دیکھ رہا تھا کاش کہ میرے اندر ہمت ہوتی اور میں اس کو اٹھا کر دور پھینک دیتا۔ جب کہ حضور علیہ السلام اسی طرح سجدے میں رہے سر مبارک نہ اٹھایا حتیٰ کہ کسی نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی آپ اس وقت بچی تھیں آ کر اوجھ کو آپ کی کمر سے ہٹایا اور پھر ان لوگوں کو برا بھلا کہا، پس جب آپ نے نماز مکمل کر لی تو بلند آواز سے تین مرتبہ آپ نے یہ دعا کی اللھم علیک بقریش اے اللہ قریش کو پکڑ لے۔ جب ان مردوں نے آپ کی دعاء کی آواز سنی تو ڈر کے مارے ان کی ہنسی رُک گئی آپ نے لفظ قریش کے علاوہ ابو جہل، عتبہ، عقبہ، شیبہ، ولید بن مغیرہ اور امیہ بن خلف کا نام بھی لیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق مبعوث فرمایا میں نے ان تمام مذکورہ لوگوں کو جنگ بدر میں ہلاک ہوتے دیکھا ہے۔

دنیاوی مصائب گناہوں کا کفارہ ہیں :

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنما سے مروی ہے کہ اپنے رب کے حضور ایک نبی نے شکوہ کرتے ہوئے عرض کیا یا رب مؤمن بندہ تیری اطاعت کرتا ہے اور تیری معصیت سے اجتناب کرتا ہے مگر تو دنیا کو اس سے دور فرمالیتا ہے اور اسے مصائب کا شکار بنا دیتا ہے جبکہ کافر بندہ نہ تو تیری اطاعت کرتا ہے بلکہ تیری معصیت پر جری ہوتا ہے مگر تو مصائب کو اس سے دور فرمالیتا ہے اور دنیا اسکے لئے فراخ کر دیتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی فرمائی کہ بندے بھی میرے ہیں اور مصائب بھی میرے ہیں اور تمام اشیاء میری تسبیح و تحمید کرتی ہیں، مؤمن سے اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو میں دنیا کو اس سے دور کر لیتا ہوں اور اسے جتلائے مصائب کر دیتا ہوں تا کہ یہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائیں یہاں تک کے کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے اور میں اسے اس کی نیکیوں کا بدلہ دوں جب کہ کافر کے لیے اس کی برائیوں کے باوجود رزق کھول کر دیتا ہوں اور مصائب کو ٹال دیتا ہوں یہاں تک کہ وہ مجھ سے ملاقات کرے گا اور اسے اس کی برائیوں کا بدلہ دیا جائے گا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مری ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب بندے سے بھلائی یا محبت کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسے مصائب کا شکار بنا دیا جاتا ہے اور جب وہ دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں یا رب یہ آواز تو معروف ہے جب وہ دوبارہ دعا میں یا رب کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں موجود ہوں جو مانگے گا عطا کیا جائے گا یا اس کے بدلے آفات و شرور دور کر دوں گا یا میرے پاس تیری وہ چیز رہے گی تو تیری طلب سے افضل ہے پھر قیامت کے دن اعمال والوں کو ان کے اعمال کا بدلہ میزان کے مطابق دیا جائے گا، نمازیوں کو، روزہ داروں کو، صدقین اور حج والوں کو ان کے اعمال کا صلہ ملے گا پھر اہل مصائب کو لایا جائے گا اور اُن کے لئے میزان نصب نہ ہوگا اور نہ ان کے فائل کھلیں گے، اجر و ثواب کی ان پر فراوانی کر دی جائے گی جیسے کہ دنیا میں ان پر مصیبتوں کی بوچھاڑ ہوئی تھی، دنیا میں عافیت کی زندگی بسر کرنے والے رشک سے کہیں گے کاش کہ ہمارے جسم قینچیوں سے کاٹ دئے جاتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بے حساب ملے گا"

ایک روایت میں مذکور ہے کہ پرانے زمانے میں ایک مؤمن اور ایک کافر مچھلیوں کے شکار پر گئے۔ دونوں نے اپنے اپنے خدا کا نام لے کر جال پھینکا۔ جب نکالا تو کافر کا جال مچھلیوں سے بھرا ہوا تھا اور مسلمان کے ہاتھ کوئی مچھلی نہ لگی شام تک کافر نے تو اپنا تھیلا بھر لیا مسلمان کے ہاتھ صرف ایک مچھلی آئی تھی مگر وہ بھی ہاتھ سے پھسل کر پانی میں چلی گئی غرض کہ مسلمان خالی ہاتھ واپس ہوا جب کہ کافر کے پاس تھیلا بھرا ہوا تھا اس واقعہ سے مؤمن کے ساتھ متعین فرشتے کو بھی افسوس ہوا۔ لیکن جب وہ آسمان پر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے بہشت میں مؤمن کا مقام دکھایا تو فرشتے نے کہا قسم بخدا اس مقام کے مل جانے پر دنیا کی تمام مصیبتیں گوارا ہو سکتی ہیں پھر اسے کافر کا ٹھکانا دوزخ میں دکھایا گیا تو اس نے کہا قسم بخدا اس ٹھکانے کے بعد دنیاوی نعمتوں کا ملنا بے فائدہ ہے کہتے ہیں کہ چار بندوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ چار بندوں پر حجت قائم فرماتا ہے (۱) مالداروں پر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذریعہ مالدار جب یہ کہے گا کہ مالی مصروفیات نے تجھے تیری عبادت سے دور رکھا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ سلیمان علیہ السلام سے زیادہ مالدار تو نہیں تھا۔ اس مال نے سلیمان علیہ السلام کو تو میری عبادت سے دور نہیں رکھا (۲) غلاموں پر حضرت یوسف علیہ السلام کے ذریعے۔ جب غلام اپنی غلامی کو وجہ بتا کر کہے گا کہ غلامی نے مجھے تیری عبادت سے دور رکھا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اس غلامی نے یوسف علیہ السلام کو تو میری عبادت سے دور نہیں رکھا۔

(۳) فقراء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعے۔ فقیر جب کہے گا کہ محتاجی وتنگ دستی نے مجھے تیری عبادت سے روکے رکھا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو عیسیٰ علیہ السلام سے تو زیادہ تنگ دست نہ تھا مگر ان کی تنگ دستی نے ان کو میری عبادت سے دور نہیں رکھا (۴) بیماروں پر حضرت ایوب علیہ السلام کے ذریعے۔ جب مریض اپنی بیماری کو عبادت میں رکاوٹ بتائے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرا مرض ایوب علیہ السلام کی مرض سے زیادہ تو نہ تھا مگر ان کی مرض نے ان کو میری عبادت سے دور نہیں رکھا لہٰذا روز حشر کسی کا کائی عذر بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہ ہوگا۔ صالحین بیماری یا سختی پر خوش ہوتے ہیں کیوں کہ اس طرح گناہوں کا کفارہ ادا ہوتا ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ فقر کو ناپسند کرتے ہیں اور میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔ وہ موت کو ناپسند کرتے ہیں اور میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔ وہ بیماری کو ناپسند کرتے ہیں اور میں اس کو پسند کرتا ہوں کیونکہ یہ میرے گناہوں کا کفارہ ہیں۔ میں اپنے رب کے حضور تواضع کے لئے فقر کو پسند کرتا ہوں اور رب سے ملاقات کے اشتیاق میں موت کو پسند کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں تین چیزیں جس کو مل گئیں اسے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا ہوگئی۔ (۱) تقدیر پر رضا (۲) مصیبت پر صبر (۳) خوشحالی پر دعاء۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام چت سیدھے لیٹے ہوئے تھے اور ایک شخص نے آ کر یوں لیٹنے کی وجہ پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ بھوک کی وجہ سے۔ یہ سن کر وہ شخص رونے لگا اور مزدوری کے لئے چلا گیا۔ چند کھجوروں کے بدلے پانی کے کچھ ڈول نکالے پھر وہ کھجوریں لے کر حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ تو نے میری محبت کی وجہ سے کیا ہے، اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعی مجھے آپ سے محبت ہے، آپ نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو پھر مصائب کے لئے تیار رہ۔ قسم بخدا جو لوگ مجھ سے محبت کرتے ہیں ان کی طرف مصاعب اس سیلاب سے بھی زیادہ تیز آتے ہیں جو پہاڑ کی چوٹی سے نیچے گر رہا ہو۔

سب سے زیادہ مصائب کن لوگوں پر آتے ہیں :

حضرت عقبہ بن عامر سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو کہ جس کو اس کی پسندیدہ چیزیں مل رہی ہیں درانحالیکہ وہ سراپا معصیت ہو تو جان لو کہ یہ ڈھیل ہے پھر یہ آیت پڑھی ”پھر جب انہوں نے اس نصیحت کو بھلا ہی دیا جوان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔ حتیٰ کہ وہ ان دی گئی چیزوں پر خوش ہوگئے تب ہم نے اچانک انہیں دبوچ لیا پھر وہ مایوس ہو کر رہ گئے“ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ وہ کون لوگ ہیں جس پر سب سے زیادہ مصائب آتے ہیں؟ فرمایا انبیاء پر پھر صالحین پر پھر اسی طرح درجہ بدرجہ لوگوں پر آتی ہیں کہا گیا ہے کہ تین باتیں نیکی کے خزانوں میں سے ہیں (۱) صدقہ چھپانا (۲) تکلیف چھپانا (۳) مصیبت کو چھپانا۔ حضرت وہب بن منبہ فرماتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کے حواری کی ایک کتاب میں لکھا ہوا ہے میں نے پڑھا کہ تیرے ساتھ جب مصائب وتنگ دستی کا معاملہ ہو تو خوش ہو جا کہ تیرے ساتھ انبیاء وصلحاء والا معاملہ ہوا اور جب تیرے ساتھ خوشحالی کا معاملہ ہو تو پھر اپنے آپ پر رویا کر کیوں کہ تیرے ساتھ اسی طرح کے لوگوں کا معاملہ ہوگا منقول ہے کہ اسی طرح کی وحی اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف فرمائی تھی حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے جس کے پاس مال کم ہو اور خاندان بڑا ہو۔ اس کی نماز اچھی ہو، وہ مسلمانوں کی غیبت نہ کرتا ہو وہ روز قیامت میرے ساتھ ہوگا اس طرح۔ پھر آپ نے دو انگلیوں کو ملا کر اشارہ فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے معبود برحق کی قسم کہ میں اپنے سینے پر بھوک کے باعث دباؤ دے کر لیٹتا تھا اور پیٹ پر کبھی پتھر باندھ لیتا تھا بھوک کی وجہ سے۔ میں ایک دن صحابہ کے جانے والے راستے پر بیٹھ گیا۔ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ایک آیت کا مفہوم پوچھا مطلب یہ تھا کہ وہ مجھے اپنے گھر لے جائیں وہ چلے گئے اور مجھے ساتھ نہ لے گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گزرے تو میں نے ان سے بھی اسی آیت کے متعلق سوال کیا مگر انہوں نے بھی مجھے ساتھ نہ لیا اور چلے گئے پھر حضور علیہ السلام تشریف لائے مجھے دیکھ کر تبسم فرمایا اور میرا مافی الضمیر جان گئے پھر فرمایا اے ابوہریرہ میں نے عرض کیا حاضر ہوں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا حق میرے ساتھ ہے اور میں آپ کے ساتھ چل پڑا۔ میں نے اجازت لی آپ نے اجازت دے دی اور میں اندر گھر میں داخل ہوگیا تب میں نے پیالے میں دودھ رکھا دیکھا۔ آپ نے پوچھا یہ کہاں سے آیا ہے؟ عرض کیا گیا یہ ہدیہ آیا ہے فلاں مرد یا عورت کی طرف سے آپ نے فرمایا اے ابوہریرہ جاؤ اہل صفہ کو میرے پاس بلا لاؤ۔ ابوہریرہ کہتے ہیں یہ بات میں نے محسوس کی۔ بھلا ایک پیالہ دودھ کا تمام اہل صفہ کی پورائی کرے گا؟ جب کہ میں مستحق تھا اور اسے پی کر کچھ قوت حاصل کر سکتا تھا لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت لازمی تھی لہٰذا میں نے ان تمام حضرات کو بلا کر لے آیا اور وہ آ کر مجلس میں بیٹھ گئے پھر آپ کے حکم پر میں نے وہ پیالہ ایک ایک کو دینا شروع کر دیا وہ سیراب ہو کر پیالہ مجھے واپس کر دیتا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آگئی۔ آپ نے پیالہ ہاتھ میں لے کر فرمایا ابوہریرہ اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا آپ نے سچ فرمایا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر فرمایا بیٹھ اور پی۔ لہٰذا میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا اور آپ نے فرمایا اور پیو میں اور پیا۔ آپ فرماتے رہے اور میں پیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے عرض کیا قسم اس ذات کی جس نے آپ کو برحق مبعوث فرمایا اب تو حلق سے نیچے نہیں جاتا پھر میں نے وہ پیالہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا آپ نے بچا ہوا دودھ پیا اور اللہ کا شکر ادا کیا۔

حضرت فقیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول نے کفار کے ہاتھوں تکلیفیں اور اذیتیں اٹھائیں، بھوک سے نڈھال رہے لیکن وہ اس پر صابر رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فراخی عطاء فرمائی، جس نے صبر کیا اللہ تعالیٰ کو فراخی عطاء فرماتا ہے بے شک فراخی صبر کے ساتھ ہے اور مشکلات کے ساتھ آسانی ہے حضرت مسلم بن یسار فرماتے ہیں کہ میں بحرین میں ایک ایسی خاتون کے ہاں مہمان ہوا جس کے پاس بیٹے، غلام مال و دولت وافر تھا لیکن میں نے اس کو غمزدہ دیکھا، جاتے وقت میں نے کہا کہ کام وغیرہ ہو تو بتاؤ۔ کہنے لگی ہاں اگر تم دوبارہ ہمارے شہر میں آؤ تو میرے ہاں قیام کرنا۔ کئی برس بعد جب میں دوبارہ وہاں گیا تو اس کے دروازے پر کوئی دربان نہ تھا میں نے اندر جانے کی اجازت لی، اندر گیا تو وہ خوشی سے ہنس رہی تھی میں نے اس سے کہا یہ خوشی اور ہنسی کیسی ہے؟ اس نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد ہم نے جو مال بھی سمندری راستے سے بھیجا وہ غرق ہو گیا اسی طرح خشکی کے راستے بھیجا گیا مال بھی تباہ ہو گیا، غلام چلے گئے، بچے فوت ہو گئے میں نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے اس دن تو میں نے تجھے غم زدہ دیکھا تھا اور آج تو مسرور ہے کہنے لگی ہاں جب میرے پاس دنیا کی فراوانی تھی تو میں ڈرتی تھی کہ کہیں میری نیکیوں کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا میں نہ دے دیا ہو جب میرا مال، میری اولاد، میرے غلام چلے گئے تو مجھے امید ہوگئی اللہ تعالیٰ کے ہاں میرے لئے خیر جمع ہے اس لئے میں خوش ہوں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی نے ایسی عورت کو دیکھا جس سے وہ اسلام قبول کرنے سے پہلے شناسا تھے اس سے گفتگو کی اور چل دیئے وہ بھی چلی گئی مگر وہ صحابی پیچھے مڑ کر اس کو دیکھتے جارہے تھے کہ دیوار سے ٹکرا گئے، جس سے اُن کے چہرے پر نشان پڑ گیا۔ پھر حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی سزا دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں سب سے زیادہ امید والی آیت نہ بتاؤں؟ عرض کیا گیا ہاں۔ تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی "اور تم وجو مصیبت پہنچی ہے وہ تمہارے ہاتھوں سے کئے ہوئے کاموں سے ہے اور بہت سے تو معاف ہی کر دیتے ہیں" پس دنیا میں مصائب گناہوں کے سبب آتے ہیں، پھر جب اللہ تعالیٰ دنیا میں جس کو سزا دیتا ہے تو یہ اس کے کرم سے بعید ہے کہ اس کو دوبارہ سزا اور جسے دنیا میں معاف فرما دے تو پھر یہ بھی اس کے کرم سے بعید ہے کہ روز قیامت اس کو عذاب دے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مؤمن کو جو مصیبت پہنچتی ہے حتیٰ کہ کانٹے برابر بھی یا اس سے بھی کم تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس بندے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

والله تعالیٰ اعلم و رسوله بالصواب

مصیبت پر صبر کرنا

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے بیٹے کے فوت ہوجانے پر حضور علیہ السلام نے مجھے خط تحریر فرمایا کہ یہ خط محمد رسول اللہ کی طرف سے معاذ بن جبل کے لیے ہے کہ میں معبود برحق کی حمد کرتا ہوں، اما بعد اللہ تعالیٰ تیرے لئے اجر کو دگنا کرے اور تجھے صبر عطا فرمائے، مجھے اور تجھے شکر کی توفیق مرحمت فرمائے پھر ہماری جانیں ہمارے اموال، اہل خانہ اولاد اور ان کے اموال یہ سب اللہ تعالیٰ کے بہترین عطیات ہیں اور نفع اٹھانے کے لئے وہ ہمارے پاس امانت ہیں جن کو مقررہ وقت پر وہ ہم سے واپس لے لیتے ہیں پھر جو کچھ اس نے ہمیں عطا فرمایا ہے اس کا شکر کرنا ہم پر واجب ہے نیز اگر آزمائش آجائے تو صبر کرنا ضروری ہے تیرا بیٹا انہی عطیات الٰہیہ میں سے ایک بہترین عطیہ تھا جس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دیا اور اجر عظیم کے بدلے واپس لے لیا بشرطیکہ ثواب کی امید پر تو صبر کرلے اس لئے اے معاذ ایسا کبھی نہ کرنا ورنہ رونا پیٹنا اور ماتم وغیرہ کرنا تیرا اجر ختم کرے گا اور تجھے اس کوتاہی پر ندامت ہی ہوگی اگر اپنی مصیبت کو تو دیکھ لے تو تجھے یقین ہوجائے گا کہ وہ مصیبت تیرے اجر سے بہت ہی کم ہے اور جان لے کہ جزع فزع میت کو واپس نہیں لاتی اور نہ غم کو مٹاتی ہے اس حادثے سے اپنے آپ کو دور لے جا، یہی مصیبت تجھ پر بھی آئے گی بلکہ سمجھو کہ آ ہی گئی ہے والسلام حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں آخری جملے کا معنی یہ ہے کہ اپنی موت کی فکر کرو اس طرح تمہارا غم دور ہوجائے گا یعنی انسان جب اپنی موت کے بارے میں فکر کرتا ہے اور جان لیتا ہے کہ عنقریب موت آنے والی ہے تو وہ جزع فزع نہیں کرتا کیوں کہ یہ رونا پیٹنا میت کو واپس نہیں لاسکتا البتہ یوں مصیبت پر صبر نہ کرنے سے اجر ختم ہوجاتا ہے کیوں کہ اس طرح وہ اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے اور وہ اس کے فیصلے کو بدلنا چاہتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص دنیاوی غم میں مبتلا صبح کرتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ پر ناراض ہوکر صبح کرتا ہے اور جو کسی مصیبت پر شکوہ کرتا ہے گویا وہ اللہ پر شکوہ کرتا ہے جو شخص حصول مال کی نیت سے کسی مالدار کے آگے تواضع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کے دو تہائی ثواب کو مٹا دیتا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے جس کو قرآن عطا کیا اور وہ اس کے مطابق عمل نہ کرکے دوزخ میں چلا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے دور فرما دیتا ہے گویا قرآن پاک کی حرمت نہ کرکے یہ سب کچھ اس نے اپنے ساتھ آپ کیا ہے حضرت وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ میں نے تورات میں چار سطریں دیکھیں ان میں سے پہلی سطر میں تھا جو شخص اللہ تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ گمان کرے کہ اس کی بخشش نہیں ہوئی تو وہ آیات الٰہیہ کے ساتھ مذاق کرتا ہے (۲) جس نے پیش آمدہ مصیبت پر شکایت کی گویا اس نے اپنے رب کا شکوہ کیا (۳) کسی کی موت پر غمگین ہونا گویا رب کے فیصلے پر غصہ ہونا ہے (۴) مالدار کے آگے تواضع کرنے والے کے دو تہائی حصے ضائع ہوجاتے ہیں یعنی اس کے یقین میں نقص ہوتا ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کی تین اولاد فوت ہوجائیں وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا صرف اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اس کو عبور کرے گا حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے چاہے وہ پرانی ہی کیوں نہ ہو اس پر جب بھی وہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھے گا تو اسے پہلے مرتبہ پڑھنے کا اجر ملے گا۔

تعزیت کا اجر و ثواب اور انا للہ پڑھنا :

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں جب بچہ پیدا ہوتا تو ساتویں دن آپ اسے لے لیتے تھے پوچھنے پر فرمایا اس لئے تاکہ اس کی کچھ محبت میرے دل میں واقع ہوجائے اور اگر یہ مرجائے تو مجھے اس کا زیادہ اجر ملے، حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص اپنے بچے کو لے کر آتا تھا پھر جب بچہ فوت ہوگیا ہے جو آپ نے دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر مجھے اس کی اطلاع تم نے کیوں نہیں دی؟ اٹھو ہم اپنے بھائی سے تعزیت کریں۔ جب آپ اس کے گھر میں داخل ہوئے تو اس کو غمزدہ دیکھا، اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو اپنے بڑھاپے اور ضعیفی کے وقت اس سے امیدیں وابستہ کررکھی تھیں، آپ نے فرمایا کیا تیرے لئے یہ آسانی نہیں ہے کہ جب قیامت کے دن اس بچے کو کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو تو وہ عرض کرے گا یارب میرے والدین؟ اسے تین مرتبہ جنت میں داخل ہونے کو کہا جائے گا مگر وہ ہر مرتبہ تمہاری سفارش کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرماکر تم سب کو جنت میں داخل فرمائیگا تو یہ سنتے ہی اس شخص کا حزن وملال جاتا رہا اس حدیث سے ثابت ہوا کہ تعزیت کرنا بھی سنت ہے کسی کو مصیبت پہنچے تو چاہیے کہ اپنے بھائیوں کی تعزیت کی جائے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا کہ مریض کی عیادت پر کتنا اجر ملتا ہے؟ فرمایا عیادت کے سبب وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسے کہ وقتِ پیدائش تھا، عرض کیا جنازے کے ساتھ چلنے پر کتنا اجر ملتا ہے؟ فرمایا ایسے شخص کی موت کے وقت میں فرشتے بھیجوں گا، عرض کیا کسی مبتلائے غم کی تعزیت کا کیا اجر ہے؟ فرمایا جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا اس دن میں اسے اپنے عرش کے سایہ کے نیچے رکھوں گا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنے بیٹے کی وفات پر بہت دکھ ہوا تو ان کے پاس دو فرشتے انسانی شکل میں ایک متنازعہ بات لے کر آئے، ایک نے کہا کہ میں فصل بوئی تھی اور ابھی کاٹی نہیں کہ یہ شخص وہاں سے گزرا اور فصل خراب کردی۔

صبر کرے یا نہ کرے عقلمند وہی ہے جو ابتدا میں ہی صبر کرے حضرت عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹا فوت ہو گیا تو ایک مجوسی نے ان کی تعزیت کی اور تعزیت کی اور آپ سے کہا کہ عقلمند کو وہ کام پہلے ہی دن کرنا چاہیئے جسے جاہل پانچ دن بعد کرتا ہے عبد اللہ ابن مبارک نے فرمایا کہ مجوسی کی یہ بات لکھ لو! حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ صبر کے تین درجے ہیں (۱) اطاعت الٰہی پر صبر (۲) مصیبت پر صبر (۳) معصیت سے صبر۔ جس نے مصیبت پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے چھ سو درجات لکھ دیتا ہے اور جس نے معصیت سے صبر کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے نو سو درجات لکھ دیتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلی بات جو لوح محفوظ میں تحریر فرمائی تھی وہ یہ تھی کہ میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد میرے رسول ہیں جو شخص میری تقدیر پر سر تسلیم خم کرے گا، میری مصیبتوں پر صبر کرے گا، میری نعمتوں کا شکر ادا کرے گا اس کا نام صدیقوں میں لکھا جائے گا اور قیامت کے دن صدیقوں کے ساتھ اس کو اٹھاؤں گا۔ اور جو شخص میری تقدیر پر راضی نہیں، میری مصیبت پر صابر نہیں، میری نعمتوں پر شاکر نہیں تو اسے چاہیئے کہ میرے سوا کسی اور کو اپنا معبود بنالے، حضرت عبد اللہ ابن مبارک فرماتے ہیں جب کوئی پہلی مصیبت پر ہی جزع فزع کرتا ہے تو پھر وہ دو مصیبتیں بن جاتی ہیں ایک تو وہی مصیبت دوسرا اجر کا ضائع ہو جانا اور یہ پہلی مصیبت سے بھی بڑی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جنت کے مشتاق کو بھلائی کے کاموں میں جلدی کرنا چاہیئے اور جو شخص دوزخ سے خوف رکھتا ہے وہ شہوات سے دور ہو جاتا ہے اور موت کا دھیان رکھنے والا لذتوں کو چھوڑ دیتا ہے، تارک دنیا پر مصائب آسان ہو جاتے ہیں، منقول ہے کہ بعض کتب میں چھ سطریں لکھی ہوئی ہیں پہلی سطر میں مرقوم ہے جس نے دنیا کے غم میں صبح کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ پر ناراض ہو کر صبح کی، دوسری سطر میں لکھا ہے جس نے اپنے اوپر آنے والی مصیبتوں کی شکایت کی گویا اس نے اپنے رب کا شکوہ کیا، تیسری سطر میں لکھا ہے جس کو یہ فکر نہیں کہ اس کا رزق کس دروازے سے آتا ہے گویا اسے کوئی پرواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں کس دروازے سے ڈالے گا، چوتھی سطر میں لکھا ہے جو شخص گناہ کرکے ہنستا ہے اسے روتا ہوا جہنم میں ڈالا جائے گا، پانچویں سطر میں ہے جس شخص کو اپنی خواہشات کا سب سے بڑا غم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے دل سے آخرت کا خوف نکال دیتا ہے، چھٹی سطر میں ہے جو شخص کسی مالدار سے اس کی دولت کی وجہ سے تواضع کرتا ہے تو اس کی صبح یوں ہو گی کہ محتاجی و تنگی اس کی آنکھوں کے سامنے ہو گی۔

واللّٰہ تعالیٰ اعلم و رسولہ عزّوجل و صلی اللّٰہ علیہ وسلم

آپ نے دوسرے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں تو راستے پر جارہا تھا کہ آگے اس کی فصل آگئی میں نے فصل کو دائیں بائیں ہٹایا اور اپنا راستہ بنایا، حضرت سلیمان علیہ السلام نے پہلے شخص سے فرمایا کہ تو نے راستے پر فصل کیوں بوئی تھی؟ کیا تجھے علم نہیں تھا کہ راستہ لوگوں کی ضرورت ہے؟ تب فرشتے نے کہا کہ آپ اپنے بیٹے کی وفات پر غمزدہ کیوں ہیں کیا آپ نہیں جانتے کہ موت آخرت کا راستہ ہے؟ حدیث میں مذکور ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے رب سے توبہ کی اور اس کے بعد اپنے بیٹے کی وفات پر کبھی جزع فزع نہیں کی تھی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دورانِ سفر اپنی بیٹی کی فوتگی کی خبر ملی تو آپ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھ کر فرمایا کہ پردے کی چیز تھی جسے اللہ تعالیٰ نے پردہ دے دیا ایک امانت تھی جسے اللہ تعالیٰ نے سنبھال لیا اور اجر و ثواب کو اللہ تعالیٰ نے میری طرف چلایا ہے پھر سواری سے اترے اور دو رکعت نماز پڑھی پھر فرمایا ہم نے اللہ تعالیٰ کے حکم "صبر اور نماز سے استعانت حاصل کرو" کے مطابق صبر کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ لیا کرو کہ یہ بھی ایک مصیبت ہے ام المومنین حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب بھی کوئی مصیبت پہنچے تو اِنَّا لِلّٰہِ پڑھ لیا کرو یہی حکم خداوندی ہے اور یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ خَیْرًا مِّنْھَا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ویسا ہی فرماتے ہیں، حضرت بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے خاوند ابوسلمہ کی وفات پر کہتی تھی کہ مجھے اب ابوسلمہ جیسا خاوند کیسے ملیگا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا شوہر عطا فرمایا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مصیبت کے وقت ران پر ہاتھ مارنے سے اجر سلب ہو جاتا ہے اور صدمے کی ابتداء میں صبر کرنے سے اجر بڑھ جاتا ہے اور مصیبت کے بعد بھی جو اِنَّا لِلّٰہِ الخ پڑھتا رہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے پہلے دن کی طرح اجر سے نوازتا رہے گا حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عقلمند کو چاہیئے کہ مصیبت کے ثواب پر غور کرے روز قیامت جب وہ اس ثواب کو دیکھے گا تو کہے گا کاش کہ میری اولاد و اقارب مجھ سے پہلے فوت ہو جاتے تو میں اس مصیبت پر صبر کا ثواب حاصل کرتا، ثواب کی نیت سے مصیبت پر صبر کرنے پر اللہ تعالیٰ نے عظیم ثواب کا وعدہ فرمایا ہے "اور البتہ ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک اور مال و جان اور پھلوں کی کمی و نقصان سے اور آپ صابرین کو خوشخبری دے دیجئے کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچے تو کہیں کہیں ہم اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں اور وہی لوگ ہدایت پر ہیں" حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی مصیبت پر پڑھنا اس امت کے سوا کسی کو تعلیم نہیں دیا گیا اگر کسی اور کو عطا ہوتا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کو ضرور ملتا آپ نے تو بیٹے کی مصیبت پر یَا اَسَفیٰ عَلٰے یعنی ہائے افسوس یوسف پر فرمایا تھا اِنَّا لِلّٰہِ الخ نہیں پڑھا تھا۔

صبر رحم دلوں کو عطا ہوتی ہے :

آنحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دو اجر بہت ہی اچھے ہیں اور اس کے علاوہ بھی بہت اچھا ہے اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰۃٌ" مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ" یہ دو اجر ہیں اور وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ یہ علاوہ ہے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کے فرزند حضرت ابراہیم علیہ السلام جب فوت ہوئے تو آپ روئے اور آنکھیں بھر گئیں، حضرت عبدالرحمٰن نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تو رونے سے منع فرمایا ہوا ہے، پھر آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا نہیں۔ صرف نوحہ کرنے اور گا گا کر بین کرنے سے منع کیا ہے یہ دونوں احمق اور بیہودہ آوازیں ہیں اور چہرہ پیٹنے اور گریبان پھاڑنے اور شیطانی حرکتوں سے منع کیا ہے اس لئے کہ گانے کی آواز لہو و لعب اور شیطانی مزامیر ہے لیکن یہ خاموش رونا رحمت ہے جو رحم دل لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ ڈالتا ہے اور جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا پھر فرمایا دل کی غمگینی اور آنکھ سے آنسوں بہنا رحمت ہے ہم وہ بات نہیں کہتے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو۔ حضرت حسن بصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خطاؤ نسیان، مجبوری اور جس چیز کی طاقت تم نہیں رکھتے ان کا حکم تم پر سے اٹھالیا ہے اور حالت ضرورت میں بعض محرمات کو تم پر حلال فرمادیا ہے اور پانچ چیزیں تم کو عطاء فرمادی ہیں۔

(۱) یہ دنیا تمہیں محض اپنے فضل سے عطاء فرمائی ہے اور بطور قرض تم سے مانگی ہے پس جو کچھ خوشی سے دوگے تو وہ تمہارے لئے دس سے لے کر سات سو گنا تک بلکہ بے حساب بڑھا دیا جائے گا (۲) بعض چیزیں تمہاری خواہش کے خلاف اس نے تم سے لے لی ہیں پھر تم نے صبر کیا تو اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے نعمت و رحمت سے تمہیں نوازا لقوله تعالیٰ اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰۃٌ" مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ" (۳) اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے پر نعمتوں میں مزید اضافے کا وعدہ فرمایا (۴) اگر کسی کے گناہ کفر تک پہنچ جائیں اور وہ توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

(۵) جو چیز تمہیں عطا ہوئی ہے اگر وہ جبرائیل و میکائیل کو ملتی تو ان کے لئے گراں قدر ہوتی ارشاد ربی ہے اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کرلوں گا۔

حضرت یحییٰ بن جابر طائی سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے اپنی پسندیدہ کوئی شئے آگے یعنی بھیجی جو کہ اجر میں بھی بڑھ کر تھی سوائے اس بارہ برس کی عمر کے بچے کے جسے اس نے آگے بھیجا کہتے ہیں کہ صبر تو صدمہ کے ابتداء میں ہوتا ہے جب اس صدمہ پر وقت گزر جائے تو پھر اس کی مرضی

وضو کی فضیلت

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں حضرت ابوامامہ باہلی نے حضرت عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کس بناء پر تمہیں اسلام کا چوتھا فرد کہا جاتا ہے۔ کہنے لگے کہ میں لوگوں کو گمراہی رد یکھتا تھا اور بتوں کو کچھ حیثیت نہیں دیتا تھا پھر میں نے سنا کہ مکہ میں ایک شخص کچھ خبریں بتاتا ہے الہٰذا میں اپنی سواری پر سوار ہو کر مکہ گیا دیکھا کہ حضور علیہ السلام چھپے ہوئے ہیں اور اہل مکہ آپ پر غصے ہیں پس میں تدبیر کر کے آپ پر پہنچا اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ آپ نے فرمایا میں نبی ہوں میں نے عرض کیا نبی کون ہوتا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کا رسول! میں نے عرض کیا کیا اللہ نے بھیجا ہے؟ فرمایا ہاں! میں نے عرض کیا کس چیز ''پیغام'' کے ساتھ بھیجا ہے؟ فرمایا کہ ہم اللہ کو ایک مانیں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ مانیں، بتوں کو توڑ دیں اور صلہ رحمی کریں! میں نے عرض کیا کہ کون کون اس بات سے متفق ہیں؟ فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام! اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما تھے، میں نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کا متبع ہوں! فرمایا آج کے دن تو یہ بات تیری طاقت کے ساتھ باہر ہے اس لئے اپنے گھر لوٹ جاؤ جب یہ سنو کہ حق واضح ہو گیا ہے تو پھر آ جانا کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر لوٹا جاؤ جب یہ سنو کہ حق واضح ہو گیا ہے تو پھر آ جانا کہتے ہیں کہ میں اپنے گھر لوٹ گیا لیکن میں مسلمان ہو گیا تھا، عمرو بن عنبسہ کہتے ہیں اس دن میں نے دیکھا کہ میں چوتھا مسلمان ہوں یعنی اس وقت صرف چار ہی فرد مسلمان تھے پھر ہجرت کے بعد جب حضور علیہ السلام مدینہ تشریف لے آئے تو میں سواری پر سوار ہر کر مدینہ طیبہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے مجھے پہچانا؟ فرمایا ہاں تو وہی نہیں جو مکہ میں میرے پاس آیا تھا میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ﷺ اب مجھے کچھ وہ باتیں سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھائی ہیں فرمایا کہ جب تو صبح کی نماز پڑھ لے تو پھر طلوع آفتاب تک کوئی نماز نہ پڑھ۔ پھر جب سورج نکل کر اونچا نہ ہو جائے ''ماتھے برابر'' کوئی نماز نہ پڑھ کیوں کہ اس وقت کفار سورج کو سجدہ کرتے ہیں جب سورج ایک یا دو نیزوں جتنا بلندی پر آ جائے تب نماز پڑھ اس نماز کی ملائکہ گواہی دیتے ہیں اور اللہ کے حضور یہ نماز مقبول ہے یہاں تک کہ زوال کا وقت آ جائے۔ پھر نماز سے رک جا کیوں کہ اس وقت جہنم بھڑکائی جاتی ہے، جب سایہ ڈھل جائے تب نماز پڑھو یہاں تک کہ سورج چھپ جائے اور سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے اس وقت کافر اسے سجدہ کرتے ہیں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وضو کے متعلق کچھ بتایئے فرمایا تم میں سے جب کوئی شخص وضو کرنے لگتا ہے پھر وہ کلی کرتا ناک میں پانی ڈالتا ہے اور اسے صاف کرتا ہے تو اس کے منہ اور ناک کی تمام خطائیں جھڑ جاتی ہیں پھر وہ حکم الٰہی کے مطابق منہ دھوتا ہے تو اس کے منہ کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں، جب وہ کہنیوں تک ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے تمام گناہ پانی کے ذریعے انگلیوں کے پوروں اور کناروں سے نکل جاتے ہیں پھر وہ سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ بالوں کے کناروں سے نکل جاتے ہیں پھر بحکم الٰہی ٹخنوں تک پاؤں دھوتا ہے تو اس کے پیروں کے گناہ انگلیوں کے کناروں سے پانی کے ذریعے نکل جاتے ہیں پھر وہ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق حمد وثناء کرتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ولادت کے دن تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں کو مٹا دے اور درجات کو بلند فرما دے، عرض کیا گیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا سرد راتوں میں صحیح وضو کرنا، ناپسندیدہ باتوں پر صبر کرنا، مساجد کی طرف زیادہ قدم چلنا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ تمہارے لئے دشمن سے بچنے کے لئے قلعہ ہیں۔ حضرت فقیہہ اپنے والد کے حوالے سے روایت بیان کرتے ہیں حضرت عبداللہ ابن سلام فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتب الٰہیہ میں دیکھا ہے جو شخص وضو ٹوٹنے پر نیا وضو کرتا ہے اور گھروں میں عورتوں کے پاس نہ جاتا ہو اور بغیر حق کے مال حاصل نہ کرتا ہو اسے دنیا میں بے حساب رزق عطا ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص پاک لباس میں رات کو سوتا ہے تو ایک فرشتہ اس کے ساتھ ہوتا ہے جب وہ رات کے کسی بھی حصے میں جاگتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے اے اللہ فلاں بندے کو بخش دے کہ اس نے پاکیزگی میں شب بسری کی ہے حضرت عمران ابن ابان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے تین مرتبہ اپنے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور پھر دھویا پھر تین مرتبہ کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا پھر تین دفعہ اپنا منہ دھویا پھر کہنیوں تک دایاں اور بایاں ہاتھ تین تین مرتبہ دھویا پھر مسح کیا اپنے سر کا اور پھر تین مرتبہ اپنے پاؤں کو دھویا۔ پھر فرمایا کہ میں نے اسی طرح حضور علیہ السلام کو وضو کرتے دیکھا ہے جیسا کہ میرا وضو ہے پھر فرمایا جس نے میری طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھی اور اس دوران کوئی دنیاوی بات نہ کی تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے حضرت ثوبان سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ثابت قدم رہو ہرگز نہیں رہ سکو گے جان لو کہ تمہارے لئے بہترین عمل نماز ہے اور وضو کی محافظت صرف مؤمن ہی کرتا ہے اور فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''کہ ہرگز پورے نہ رہ سکو گے'' کا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ جدوجہد کے بغیر تم اس پر قادر نہ ہو سکو گے بعض نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے تم ایمان واطاعت پر استقامت کے ثواب کو شمار نہ کر سکو گے نیز یہ فرمانا کہ ''وضو کی محافظت صرف مؤمن ہی کرتا ہے'' اس کا معنی یہ ہے کہ ہمیشہ وضو سے رہنا مؤمن کے اخلاص سے ہے پس مؤمن کو چاہیئے کہ وہ دن بھر وضو سے رہے اور وضو سے ہی رات کو سوئے اگر اس نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت اور فرشتے بھی اور وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں ہوگا۔

وضو سے اللہ کی پناہ مل جاتی ہے :

حضرت فقیہ اپنے والد کے حوالے سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے غلاف کعبہ کے لئے ایک صحابی رسول کو مصر بھیجا اس صحابی نے ملک شام کے ایک علاقے میں پڑاؤ کیا نزدیک ہی کسی راہب کا گرجہ تھا اور وہ راہب کچھ زیادہ پڑھا لکھا نہ تھا لیکن اس صحابی رضی اللہ عنہ ''قاصد عمر'' نے چاہا کہ اس سے ملے اور کچھ علم کی باتیں سنے لہٰذا وہ آئے اور دروازہ پر دستک دی لیکن دیر تک دروازہ نہ کھولا گیا تو پھر وہ خود ہی اندر چلے گئے اور راہب سے کچھ سننے کے لئے سوال کیا اور دروازہ پر کھڑے رہنے کا شکوہ کیا، راہب نے کہا کہ جب تم میری طرف چلے تھے تو اسی وقت میں تمہیں سلطانی رعب میں دیکھ کر ڈر گیا تھا اور تمہیں دروازے پر اس لئے روکے رکھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ تمہیں کسی سلطان کا خوف ہو تو وضو کرو اور اپنے اہل خانہ کو وضو کرنے کا کہو اس لئے جو شخص وضو کرتا ہے وہ میری امان میں ہوتا ہے خود دینے والے سے۔ پس اس لئے میں نے آپ پر دروازے کو بند رکھا یہاں تک کہ میں نے اور میرے گھر والوں نے وضو کر لیا اور پھر ہم نے نماز پڑھی اب ہم آپ سے بے خوف ہو گئے ہیں اور دروازہ آپ کے لئے کھول دیا ہے حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں چاہیے کہ وضو تعظیم سے کریں اور اپنے رب کی زیارت کا ارادہ و تصور کریں اور تمام گناہوں سے توبہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ پانی سے دھونے کو اس کے گناہوں کے دھونے کی علامت بنا دیتا ہے پس لازمی ہے کہ وضو کی ابتدا اللہ کے نام سے کرے پھر کلی کرے ناک میں پانی دے اور اپنے منہ کو جس طرح پانی سے دھویا ہے اسی طرح غیبت اور جھوٹ کو بھی دھو ڈالے، جب چہرہ دھوئے تو حرام نگاہوں کو بھی دھو ڈالے اسی طرح تمام اعضاء میں کرے جب وضو سے فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اس کی تسبیح بیان کرے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جب مؤمن بندہ وضو سے فارغ ہوتا ہے تو پڑھتا ہے ''اے اللہ ہم تسبیح و تحمید بیان کرتے ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی معبود نہیں بجز تیرے میں تجھ سے مغفرت کا طالب ہوں اور تیرے حضور ہی توبہ کرتا ہوں'' تو اس کو مہر لگا کر زیر عرش رکھ دیا جاتا ہے اس میں کوئی کمی نہ ہوگی یہاں تک کہ قیامت کے دن اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی شخص وضو سے فارغ ہوتا ہے تو یہ پڑھتا ہے، ''میں گواہی دیتا ہوں کہ بجز اللہ کے کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے عبد خاص اور اس کے رسول ہیں'' پس اس کے لئے جنت کے آٹھ دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس سے وہ چاہے داخل ہو جائے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن جو شخص پانچ چیزیں لے کر آئے گا ایمان کے ساتھ وہ جنت میں جائے گا (۱) جس شخص نے پانچ نمازوں کے وضو، رکوع اور سجود کا خیال رکھتے ہوئے ان کے اوقات میں حفاظت کی (۲) جس شخص نے دل کی خوشی سے زکوٰۃ ادا کی پھر فرمایا ایسا تو مؤمن ہی کر سکتا ہے (۳) جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے (۴) جس شخص نے استطاعت رکھنے پر حج کیا (۵) جس نے امانت ادا کر دی۔ لوگوں نے کہا اے ابو درداء امانت کیا ہے؟ فرمایا کہ غسلِ جنابت کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو دین میں سے بجز اس کے اور کسی شے کا امین نہیں بنایا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے نماز فجر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حالت اسلام میں اپنا سب سے بہترین عمل مجھے بتاؤ؟ کیوں کہ میں نے آج رات تیرے جوتوں کی آہٹ جنت میں سنی ہے، عرض کیا کہ اسلام میں میں نے سب سے بہترین عمل صرف یہ کیا ہے کہ دن رات وضو میں رہتا ہوں اور مقدور بھر اپنے رب کی نماز پڑھ لیتا ہوں، دوسری روایت میں ہے کہ میں بے وضو ہوتے ہی دوسرا وضو کر لیتا ہوں اور وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔

پانچ نمازوں کے بیان میں

حضرت حسن سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پانچ نمازوں کی مثال اس کی نہر جیسی ہے جو تم میں سے کسی ایک کے دروازے کے پاس لبالب بہہ رہی ہو اور وہ اس میں روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو، تو اسکے جسم پر کچھ میل رہ جائیگی؟ یعنی اسی طرح پانچ نمازیں بھی گناہوں سے اس کو پاک کردیتی ہیں اور سوائے کبیرہ گناہوں کے اس پر کچھ نہیں رہنے دیتیں اور یہ اس وقت ہے جب کہ وہ تعظیم کے ساتھ صحیح رکوع و سجود ادا کرتے ہوئے پڑھے اگر رکوع و سجود کی ادائیگی صحیح نہ ہو تو وہ نماز رد کردی جاتی ہے حضرت خالد سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم حضور علیہ السلام کے ارد گرد بیٹھے تھے ایک شخص آیا اور قبلہ رو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگا، جب نماز مکمل کرلی تو حاضر ہو کر حضور علیہ السلام اور موجود لوگوں کو سلام کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی، پس اس نے جا کر نماز پڑھی اور دوبارہ حاضر ہوا تو آپ نے پھر فرمایا جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی اسی طرح دو تین مرتبہ آپ نے اسکو حکم دیا، اس نے عرض کیا حضور کیا خامی رہ گئی ہے؟ مجھے نہیں معلوم آپ نے میری نماز میں کیا کوتاہی ملاحظہ فرمائی ہے آپ نے ارشاد فرمایا تم میں سے ایک کی بھی نماز نہیں ہوگی جب تک کہ صحیح وضو نہ ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے منہ کو دھوؤ اور کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھوؤ اور سر کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھوؤ پھر اللہ کی کبریائی کہے یعنی تکبیر کہے اور ثناء پڑھے جس مقدور قرآن پڑھے، رکوع میں دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے یہاں تک کہ تمام اعضاء اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ جائیں۔ پھر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے یہاں تک کہ اس کی کمر سیدھی ہو جائے اور ہر عضو اپنی جگہ جیٹھ جائے پھر تکبیر کہے اور سجدہ کرے اور اپنے ماتھے کو زمین پر ٹکا دے یہاں تک کہ جوڑوں میں سکون ہو جائے پھر تکبیر کہے اور سیدھا ہو کر مقعد پر بیٹھ جائے اپنی کمر کو سیدھا رکھے اسی طرح آپ نے چاروں رکعتوں کے متعلق بیان فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی ایک کی بھی نماز مکمل نہیں ہوتی جب تک کہ وہ ایسا نہ کرے گا، بلاشبہ حضور علیہ السلام نے رکوع و سجود صحیح کرنے کا حکم فرمایا اور یہ بھی کہ ایسی ہی نماز قبول ہوتی ہے بندے کو چاہیے کہ صحیح رکوع و سجود کرنے کی کوشش کرے تا کہ اس کی نماز سوائے کبائر کے باقی تمام خطاؤں اور کوتاہیوں کیلئے کفارہ ہو جائے۔

حضرت حرث مولیٰ عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن ہم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ مؤذن آگیا، حضرت عثمان رضی اللہ علیہ عنہ نے ان سے پانی منگوایا اور وضو فرمایا اور پھر فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کو اسی طرح وضو کرتے دیکھا جیسا میں نے کیا ہے اور میں نے آنحضرت علیہ السلام کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا میں نے کیا ہے اور میں نے آنحضرت کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے میری جرح وضو کیا اور نماز ظہر پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے صبح اور ظہر کے درمیان کے تمام گناہ معاف فرمادیگا پھر عصر کی نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اسکے ظہر اور عصر کے درمیان تکے تمام گناہ معاف فرمادے گا پھر مغرب کی نماز پڑھی تو عصر سے لے کر مغرب تک کے اس کے تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے پھر عشاء کی نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے مغرب سے لے کر عشاء تک کے تمام گناہ معاف فرمادے گا پھر ہو سکتا ہے کہ پوری رات لیٹ کر گزارے پھر جب وہ اٹھے گا اور وضو کرکے صبح کی نماز پڑھے گا تو اس کے عشاء سے صبح تک کے تمام گناہ معاف کردیے جائیں گے اور یہی نیکیاں، برائیوں کو لے جاتی ہیں عرض کیا گیا کہ یہ نیکیاں ہیں پھر باقیات الصالحات کیا ہیں؟ فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

حضرت عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں جو شخص کل مسلمان ہو کر اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے اسے چاہیئے اذان والی فرض نمازوں کی محافظت کرے بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے بعض سنن ہدیٰ جاری فرمائی ہیں اور پابندی نماز بھی سننِ ہدایت میں سے ہے مجھے اپنی عمر کی قسم اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھنے لگو جیسا کہ یہ پیچھے رہ جانے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی کی سنت کو چھوڑ دو گے اور اگر تم نے اپنے نبی کی سنت کو چھوڑا تو پھر تم گمراہ ہو جاؤ گے، ہم نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے کہ نماز سے صرف منافق ہی پیچھے رہ جاتا ہے اور ہم نے ایسے آدمی کو بھی دیکھا ہے جسے دو آدمی پکڑ کر لاتے اور صف میں کھڑا کردیتے تھے اور جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اور کسی مسجد میں جا کر نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم پر نیکی لکھ دیتا ہے اس کا درجہ بلند کردیا جاتا ہے اور برائی مٹا دیتا ہے اسی سے ہم چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے تھے بے شک باجماعت نماز پڑھنے والے کو اکیلے پڑھنے والے پر پچیس درجے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے مسجد کے قریب نقل مکانی کا ارادہ کیا کیوں کہ مسجد کے قریب ہماری کچھ خالی زمین بھی تھی یہ بات حضور علیہ السلام کو معلوم ہوئی تو آپ ہمارے گھر تشریف لائے اور فرمایا اے بنی سلمہ والو! میں نے یہ سنا ہے تم مسجد کے قریب منتقل ہو رہے ہو؟ ہم نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے قریب وجوار میں ہماری زمین خالی پڑی ہے اور وہاں منتقل ہو رہے ہیں۔ فرمایا اے بنی سلمہ والو تم انہیں گھروں میں رہو اس لئے کہ تمہارے مسجد جانے کے لئے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔ حضرت جابر فرماتے ہیں پھر ہمیں مسجد کے قریب رہنے کی کبھی خواہش نہیں ہوئی جب سے حضور علیہ السلام نے مذکورہ ارشاد فرمایا۔

نمازی اور بے نمازی میں فرق :

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے اچھی طرح وضو بنایا اور پھر نماز کے لئے کھڑا ہوا اور صحیح رکوع و سجود اور قرأت کی تو نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے اپنی حفاظت میں رکھے جیسا کہ تو نے میری حفاظت کی ہے پھر آسمان کی جانب اٹھایا جاتا ہے اس سے روشنی اور نور ہویدا ہوتا ہے اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں یہاں تک کہ اسے دربار الٰہی میں پہنچایا جاتا ہے اور وہ نمازی کے لئے شفاعت کرتی ہے اور جو شخص رکوع و سجود اور قرأت صحیح نہیں کرتا تو نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تجھے ایسی ہی برباد کرے جیسے تو نے مجھے برباد کیا ہے پھر اسے اوپر لے جایا جاتا ہے اور وہ تاریک ہوتی ہے یہاں تک کہ جیسے ہی آسمان کے نزدیک پہنچتے ہیں تو دروازے بند کردیئے جاتے ہیں پھر اسے گندے کپڑے میں لپیٹ کر نمازی کے منہ پر ماردیا جاتا ہے۔ حضرت حسن سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں بدترین چور کے متعلق نہ بتاؤں؟ عرض کیا گیا وہ بدترین چور کون ہے؟ فرمایا جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے عرض کیا گیا کس طرح وہ اپنی نماز سے چوری کرتا ہے؟ فرمایا اسکے رکوع و سجود صحیح نہیں کرتا، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ منافقین پر عشاء اور فجر کی نماز سے سے زیادہ بھاری ہے اگر وہ اس کے ثواب کو جان لے تو پھر گھٹنوں کے بل چل کر بھی اس میں شامل ہوں گے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ارادہ کرلیا کہ نماز پڑھانے کا حکم دے دوں پھر نوجوانوں کے ساتھ لے کر نکل پڑوں اس کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں اور ایسے لوگوں کے گھروں کو جلادوں جو اذان سنتے ہیں پھر نماز کے لئے نہیں آتے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں اپنے بندوں پر فرض کی ہیں جو ان کو بغیر کسی کوتاہی کے صحیح ادا کرے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت کا پکا وعدہ فرمایا ہے اور جو شخص لاپرواہی کرتے ہوئے ان کو چھوڑ دے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں پھر اس کی مرضی ہے چاہے رحم کرے یا اسے عذاب دے۔

آیت مبارکہ ''ایسے افراد کہ جنہیں تجارت اور خرید و فروکت یاد الٰہی سے غافل نہیں کرتی'' کے متعلق حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ یہاں فرض نمازوں میں حاضری مقصود ہے اور آیت ''ان کے پہلو بستروں سے الگ ہوتے ہیں'' حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب روز قیامت تمام مخلوق جن وانس ایک ہی صف میں ہوں گے اور امتیں بھی گھٹنوں کے بل اس میں ہوں گی تو ایک منادی آواز دے گا آج تم جان لوگے کہ اصحاب کرم کون ہیں لہٰذا ہر حال میں اللہ کی حمد وثناء کرنے والے کھڑے ہوجائیں تو یہ لوگ کھڑے ہوکر جنت کی طرف چل دیں گے، پھر دوبارہ آواز دی جائے گی آج تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ اصحاب کرم کون ہیں پھر وہ لوگ کھڑے ہوں گے جن کے پہلو بستروں سے دور ہوتے تھے جو ہر حالت میں اپنے رب کو پکارتے رہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے عطاء کردہ رزق سے خرچ کرتے تھے پس وہ کھڑے ہوں گے اور جنت کی طرف چل دیں گے پھر تیسری دفعہ آواز دی جائے گی آج تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ اصحاب کرم کون ہیں تب وہ لوگ کھڑے ہوں گے جنہیں تجارت اور خرید و فروخت یاد الٰہی سے غافل نہ کرسکی تھی، وہ اپنی منزلوں تک پہنچ جائیں گے تو دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی خوبصورت ترین دیکھنے والی دو آنکھیں اور فصیح زبان ہوگی وہ کہے گی میں تین طرح کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں (۱) میں متکبر سرکشوں پر مسلط کی گئی ہوں پھر وہ ان کو صفوں سے ایسے چھانٹ لے گی جیسے پرندہ دانے چن لیتا ہے اور انہیں جہنم میں لے جائے گی (۲) پھر دوبارہ نکل کر کہے گی میں اللہ اور اس کے رسول کو اذیتیں دینے والوں پر مسلط کی گئی ہوں پھر وہ انہیں چن کر جہنم میں لے جائے گی (۳) پھر وہ تیسری بار نکلے گی ابو منہال کا خیال ہے کہ وہ کہے گی کہ میں مصوروں پر مسلط کی گئی ہوں پھر وہ انہیں بھی صفوں سے نکال کر جہنم میں لے جائے گی، پس جب وہ تینوں گرہوں سے تینوں قسم کے افراد چھانٹ لیگی تب اعمال نامہ کھول دیا جائے گا اور میزان عدل رکھ دیا جائے گا اور مخلوق کو حساب کے لئے بلایا جائے گا۔

منقول ہے کہ ابتدائی زمانوں میں ابلیس لعنۃ اللہ علیہ لوگوں کو دکھائی دیتا تھا تب آدمی نے اس سے کہا کہ اے ابومُرہ میں کیا کروں کہ تیری طرح ہوجاؤں؟ ابلیس نے کہا تیرا ستیاناس! مجھ سے کسی نے آج تک ایسا سوال نہیں کیا۔ پھر تو نے کیا پوچھ لیا، آدمی نے کہا کہ مجھے تیری طرح بننا پسند ہے، ابلیس نے اس سے کہا کہ اگر میری طرح ہونا چاہتا ہے تو نماز میں لاپرواہی کر، قسم کھانے کی پرواہ نہ کرنا سچی ہو یا جھوٹی، آدمی نے کہا اے ابلیس، میں اپنے اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ کبھی نماز نہیں چھوڑوں گا اور نہ قسم کھاؤں گا، ابلیس نے کہا کہ اس طرح بہانے سے آج تک مجھ سے کسی نے کوئی بات نہیں پوچھی اور میں بھی اللہ تعالیٰ سے عہد کرتا ہوں کہ آئندہ کسی آدمی کو نصیحت نہیں کروں گا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چاند اور سورج پر نظر رکھنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم و محترم ہیں ساتھیوں نے کہا اے ابودرداء کیا اس سے مراد مؤذن ہے؟ فرمایا جو مسلمان بھی اوقات نماز پر دھیان رکھتا ہے وہی ہے۔

نماز رضائے الٰہی کا سبب ہے :

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نماز رب تعالیٰ کی رضا کا سبب ہے، محبت ملائکہ کا سبب ہے، انبیاء کرام کا طریقہ یہ، نورِ معرفت ہے، ایمان کی بنیاد ہے، مقبولیت دعاءِ کا ذریعہ ہے، اعمال کے قبول ہونے کا باعث ہے، اس سے رزق میں برکت ہوتی ہے، جسموں کو راحت ملتی ہے، دشمنوں سے مقابلہ کے لئے ہتھیار ہے، شیطان کے لئے ناپسندیدہ ہے، نمازی اور ملک الموت کے مابین سفارشی ہے، قبر کا چراغ یہ، اس کے پہلو بچھونا ہے، منکر نکیر کا جواب ہے، قبر میں قیامت تک نمازی کی غمخواری ہے، قیامت کے دن یہی نماز اس کے لئے سایہ فگن ہوگی اور اس کے سر کا تاج، جسم کا لباس ہوگی، اس کے آگے چلنے والا نور ہوگی، اس کے اور جہنم کے درمیان پردہ بنے گی، رب کے حضور مؤمنین کے لئے حجت کرے گی۔

اس کے میزان وزن کو بھاری کرے گی، پل صراط کا سہارا بنے گی، جنت کی کنجی ہوگی، کیوں کہ نماز میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح، تقدیس اور تعظیم بیان کرتی ہے اس میں دعا ہے، قرأت ہے، نیز وقت پر نماز پڑھنے تمام اعمال سے افضل ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر اس نے صحیح ادا کی ہوگی تو حساب اس پر آسان ہو جائے گا اور اس میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا کہ کیا میرے بندے کے کوئی نوافل ہیں؟ تو پھر نوافل سے فرائض کو پورا کر دیا جائے اسی طرح یہی حساب باقی اعمال میں بھی ہوگا کہا گیا ہے کہ جو شخص پانچوں نمازیں ہمیشہ با جماعت ادا کرتا یہ تو اللہ تعالیٰ اسے پانچ خصائص عطاء فرماتا ہے (۱) اس سے معاشی تنگی اٹھالی جاتی ہے (۲) عذاب قبر اس سے اٹھالیا جاتا ہے (۳) اعمال نامہ اسے سیدھے ہاتھ میں عطا ہوگا (۴) پل صراط سے وہ کوندتی ہوئی بجلی کی طرح گزرے گا (۵) بغیر حساب جنت میں داخل ہوگا، اور جو پانچوں نمازیں با جماعت ادا کرنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بارہ مصیبتوں میں مبتلا کرے گا، تین دنیا میں، تین موت کے وقت، تین قبر میں، تین قیامت کے دن، زندگی میں تین ابتلائیں یہ ہیں (۱) اس کے رزق اور کمائی سے برکت اٹھائی جاتی ہے (۲) تمام اعمال اس کے نامقبول ہوتے ہیں (۳) اس کے منہ سے بھلائی کھینچ لی جاتی ہے اور وہ لوگوں کے دلوں میں مبغوض ہو جاتا ہے اور موت کے وقت کی تین ابتلائیں یہ ہیں (۱) وہ پیاسا ہوگا (۲) بھوک ہوگا (۳) نزع میں سختی ہوگی۔ اور قبر کی تین ابتلائیں یہ ہیں (۱) منکر نکیر کے سوالات (۲) قبر کی تاریکی (۳) اور تنگی۔ اور قیامت کی تین ابتلائیں یہ ہیں (۱) احساب وکتاب میں سختی (۲) اللہ تعالیٰ کا غضب (۳) دوزخ کا عذاب۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت مذکور ہے۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آ کر پوچھا کہ جو شخص ساری رات قیام میں گزارتا ہو اور دن روزے میں لیکن وہ جمعہ اور بقیہ نمازیں با جماعت نہ پڑھتا ہو تو اس کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں اور اگر وہ اسی صورت میں فوت ہو جائے تو اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ آپ نے فرمایا وہ جہنم میں ہوگا وہ شخص مہینہ بھر آ کر یہی پوچھتا رہا اور آپ یہی جواب دیتے رہے کہ وہ جہنم میں ہوگا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ اسلام برائے نام رہ جائے گا، قرآن کے صرف نشانات رہ جائیں گے، مسجدیں خوبصورت ہوں گی مگر باعتبار ہدایت ویران ہوں گی، اس وقت ان کے علماء آسمان کے نیچے سب سے شریر ہوں گے وہ فتنوں کے سرچشمے ہوں گے، اور اُن ہی میں لوٹ جائیں گے حضرت وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگوں کی مصیبتیں نماز سے ہی دور ہو جاتی تھیں اللہ تعالیٰ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے ''اگر وہ میری تسبیح بیان کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتے'' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مُسَبِّحین سے مراد نمازی ہیں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بندے کے لئے سب سے بڑی نعمت کا عطیہ یہ ہے کہ اسے دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق مل جائے۔

محمد بن سیرین فرماتے ہیں کہ اگر مجھے اختیار دے دیا جائے دو رکعت نماز اور جنت کے درمیان تو میں جنت سے دو رکعت نماز کو زیادہ پسند کروں گا اس لئے کہ دو رکعتوں میں اللہ کی رضا ہے اور جنت میں میری اپنی رضا ہے کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب سات آسمانوں کو بنایا تو اسے فرشتوں سے بھر دیا اور انہیں نماز کا حکم فرمایا جس میں انہوں نے ایک لحظے کی بھی لاپرواہی نہ کی اور ہر آسمان والوں کے لئے عبادت کا ایک طریقہ مقرر فرمایا، پس ہر آسمان کے فرشتے صور پھونکنے تک اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں، ایک آسمان والے رکوع میں ہیں، دوسرے والے سجود میں ہیں، تیسرے والوں نے ہیبت سے اپنے سر نیچے کئے ہوئے ہیں، علیین اور عرش والے ملائکہ کی عبادتوں کو نماز میں جمع فرما دیا ہے مگر نماز میں تلاوت قرآن اس پر زائد ہے اسی لئے تو مؤمن سے شکر کا مطالبہ فرمایا گیا ہے اور اس کا شکر یہ ہے کہ نماز کو اس کی شرائط حدود کے ساتھ ادا کیا جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''وہ لوگ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس سے وہ خرچ کرتے ہیں'' اور فرمایا ''نماز قائم کرو'' اور فرمایا ''قائم کر نماز کو'' اور فرمایا ''اور جو نماز کو قائم کرنے والے ہیں'' غرض کہ جہاں بھی نماز کا ذکر ہوگا وہ لفظ اقامت کے ساتھ ہوگا یعنی قائم کرنے کے ساتھ۔ اور جب منافقین کا ذکر آتا ہے تو فرمایا ''تباہی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں کو بھلا بیٹھے ہیں'' یعنی منافقین کو مصلین اور مومنوں کو مقیمین کہا گیا ہے تا کہ یہ جان لیا جائے کہ مصلین تو بہت ہیں مگر نماز کو قائم کرنے والے مقیمین بہت ہی تھوڑے ہیں پس غافل محض رواجاً عمل کرتے ہیں انہیں یہ خیال نہیں کہ ان کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہے یا مردود ہے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی نماز پڑھتے ہیں کہ ان کی نماز کا

تیسرا، چوتھا، پانچواں یا چھٹا حصہ لکھا جاتا ہے جو توجہ سے پڑھا جاتا ہے بے پرواہی سے پڑھی گئی نماز نہیں لکھی جاتی۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں، جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر دل سے دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسے ولادت کے دن تھا اور بندے کی نماز میں توجہ الی اللہ سے ہی شان وعظمت پیدا ہوتی ہے جب اس کی نماز توجہ الی اللہ نہ ہوگی بلکہ وہ اپنے نفس سے ہی باتوں میں لگا رہا تو اس شخص کی طرح ہے جو اپنی خطاؤں اور کوتاہیوں کے باعث معذرت کے لیے بادشاہ کے دروازے پر کھڑا ہو، جب رسائی ہوئی اور سامنے کھڑا ہوا، جیسے ہی بادشاہ کی حاجت پوری نہیں کرے گا، بادشاہ تو اس کے میلان کے مطابق ہی اس پر عنایت کرے گا، پس اسی طرح نماز ہے جب بندہ نماز میں کھڑا ہوگا اور اس میں سستی کرے گا تو وہ قبول نہیں کی جائے گی اور جان لے نماز کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بادشاہ شادی کر کے دعوت ولیمہ کرے جس میں انواع واقسام کے کھانے اور مشروبات تیار کرائے کہ ہر کھانے اور مشروب کی لذت اور نفع جدا جدا ہو، ایسے ہی نماز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف بندوں کو دعوت دی ہے اور اس میں ان کے لیے مختلف افعال ہیں، مختلف اذکار ہیں تاکہ بندے عبادت میں ہر قسم کی لذّت سے لطف اندوز ہوں، نماز کے افعال بمنزلہ کھانوں کے ہیں جب کہ اذکار مشروبات کی جگہ ہیں۔

نماز کی بارہ ہزار خصوصیات:

منقول ہے کہ نماز میں بارہ ہزار خصائص ہیں پھر ان بارہ ہزار کو صرف بارہ خصائص میں جمع کر دیا گیا ہے پس جو شخص بھی نماز پڑھنا چاہے اسے ان بارہ خصائص کا خیال رکھنا ہوگا تاکہ اس کی نماز صحیح ہو جائے، چھ خصائص تو نماز شروع کرنے سے پہلے ہیں اور چھ اس کے بعد کی ہیں، پہلی خصوصیت ہے علم، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں علم کے ساتھ معمولی سا عمل، جہالت کے کثیر عمل سے بہتر ہے دوسری ہے دوسری خصوصیت وضو ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں طہارت کے بغیر نماز نہیں ہوتی تیسری خصوصیت لباس ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بے شک نماز مؤمنین پر فرض ہے وقت مقررہ میں" پانچویں خصوصیت ہے قبلہ رخ ہونا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "پھر اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کر لیا کرو اور جہاں کہیں بھی تم ہو تو اپنے منہ کو ادھر ہی کر لیا کرو" چھٹی خصوصیت ہے نیت، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے ہر شخص کو اس کی نیت کا پھل ملتا ہے ساتویں خصوصیت ہے تکبیر، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ نماز کی تحریم تکبیر ہے اور تحلیل اسلام ہے آٹھویں خصوصیت ہے قیام اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "عاجز بن کر اللہ تعالیٰ کے لیے کھڑے ہوا کرو" نویں خصوصیت قرأت ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "قرآن میں جہاں سے سہل ہو وہیں سے پڑھو" دسویں خصوصیت ہے رکوع ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو" گیارہویں خصوصیت ہے سجدہ فرمایا "اور سجدہ کرو" بارہویں خصوصیت ہے قعدہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جب آدمی آخری سجدے سے اپنا سر اٹھاتا ہے اور تشہد کی مقدار بیٹھتا ہے تو اس کی نماز مکمل ہو گئی جب یہ بارہ خصوصیات پائی گئیں پھر اس پر مہر کی ضرورت ہوگی اور وہ ہے خلوص جب یہ تمام اشیاء مکمل ہوں گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اور اللہ کی اس طرح عبادت کو اسی کے لیے خاص رکھیں" پھر علم کی تین شکلیں ہیں (۱) وہ فرض اور سنت کو جانتا ہو اس لیے کہ ان کے بغیر نماز نہیں ہوتی (۲) نماز اور روزہ کے فرائض وسنتیں جانتا ہو اس لیے کہ تکمیل نماز کے لئے لازمی ہیں (۳) شیطان کے مکر کو جانتا ہو اور اس سے مقابلے کی جدوجہد کرے۔ نیز وضو بھی تین باتوں سے مکمل ہوتا ہے (۱) تیرا قلب کینے، حسد اور دھوکے سے پاک ہو (۲) بدن گناہوں سے پاک ہو (۳) تمام اعضا کو صحیح طرح دھوئے لیکن پانی میں فضول خرچی نہ ہو، اسی طرح لباس میں بھی تین باتوں کا خیال رکھے (۱) حلال رقم سے بنا ہو (۲) نجاست سے پاک ہو

(۳) سنت رسول کے مطابق ہو اس کے پہننے سے فخر تکبر نہ ہو۔ یونہی وقت کی پابندی کے لیے بھی تین باتیں لازمی ہیں (۱) تیری نظر سورج، چاند اور ستاروں پر ہوتا ہے کہ وقت کی موجودگی کا یقین ہو (۲) تیرے کان اذان پر لگے رہیں (۳) دل میں وقت کی فکر رہے۔ ایسے ہی قبلہ رُخ ہونے کے لیے بھی تین باتوں کا ہونا لازمی ہے (۱) تیرا منہ قبلہ کی جانب ہو (۲) قلبی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو (۳) غایت تذلل اور خشوع ہو۔ نیت بھی تین باتوں سے مکمل ہوتی ہے (۱) تجھے علم ہو کہ کون سی نماز پڑھی جا رہی ہے (۲) تجھے یہ علم ہو کہ تو اللہ کے دربار میں کھڑا ہے اور وہ تجھے دیکھ رہا ہے اس لئے بحالت خوف کھڑا ہے (۳) تو جانتا ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل کی ہر بات کو جانتا ہے اس لیے اپنے دل کو مشغولیت دنیا سے روک لے۔

اسی طرح تکبیر بھی تین چیزوں سے پوری ہوتی ہے (۱) صحیح اور دھیان سے تکبیر کہے۔ ایسے ہی قیام کی صحت کے لیے بھی تین ضروری ہیں

(۱) تیری نگاہیں سجدے کے مقام پر ہوں (۲) تیرا دل اللہ تعالیٰ کی جانب ہو (۳) دائیں بائیں توجہ نہ ہو۔ اسی طرح قرأت کی تکمیل کے لئے بھی تین باتیں ضروری ہیں (۱) صحت اور ترتیل کے ساتھ بغیر سُر لگائے سورہ فاتحہ پڑھنا (۲) معانی کو مدنظر رکھ کر غور سے قرأت کرے

(۳) پڑھے پر عمل بھی کرے۔ یونہی رکوع بھی تین باتوں سے مکمل ہوتا ہے (۱) اپنی کمر کو پھیلا دے نہ جھکی ہو اور نہ اٹھی ہوئی ہو (۲) اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھے مگر انگلیاں کھلی ہوئی ہوں (۳) اطمینان سے رکوع کرو اور عظمت وقار سے تسبیح پڑھو۔ سجدہ کی تکمیل کے لئے بھی تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے (۱) تیرے ہاتھ کانوں کے برابر ہوں (۲) تیرے دونوں ہاتھ پھیلے ہوئے نہ ہوں (۳) نماز میں سکون ہو اور عظمت کے ساتھ تسبیح پڑھے، اسی طرح جلوس یعنی قعدہ میں بھی تین باتیں ضروری ہیں (۱) بائیں پاؤں پر تو بیٹھے اور دائیں پاؤں کو سیدھا یعنی کھڑا رکھے

(۲) تعظیم سے التحیات پڑھے اور اپنے اور تمام مؤمنین کے لئے دعا کرے (۳) سلام پر نماز ختم کرے۔ نیز سلام کی تکمیل یہ ہے کہ تیرے دل میں سچی نیت ہو اور تیرا سلام ان لوگوں پر ہو جو تیرے دائیں بائیں ہوں چاہے فرشتے ہوں، مرد ہوں یا عورتیں نیز تیری نگاہیں کندھوں سے تجاوز نہ کریں۔ اسی طرح کامل اخلاص میں بھی تین باتیں ہیں (۱) یہ کہ تو اپنی نماز میں اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرے، لوگوں کی رضا مطلوب نہ ہو (۲) اس کو اللہ تعالیٰ کی توفیق پر محمول کرتا ہو (۳) اور نماز کی پابندی ایسی کہ روز قیامت اس کو ساتھ لے کر جا سکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ جو شخص نیکی کے ہمراہ آتا ہے یہ نہیں فرمایا مَنْ عَمِلَ الْحَسَنَةَ کہ جس نے نیکی کی۔ نمازی کو چاہئے کہ وہ جانتا ہو کہ کیا کر رہا ہے اور اس کی عظمت سے بھی آگاہ ہوتا ہے کہ توفیق الٰہی کے مطابق اس کی حمد کر سکے اس لئے کہ نماز میں تمام اذکار و افعال کی بھلائیاں جمع کر دی گئی ہیں جب بندہ نماز کے لئے کھڑا ہو کر اللہ اکبر کہتا ہے ”جس کا معنی ہے اللہ بہت ہی بڑا ہے“ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرا بندہ جانتا ہے کہ میں ہی ہر شے سے بڑا ہوں تبھی میری جانب متوجہ ہوا۔ پس جب تکبیر کہی اور رفع یدین کیا تو گویا اس نے سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز سے اپنی برأت کا اظہار کیا، پھر کہتا ہے سُبْحٰنَکَ اَللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ تو دل میں اس کے معنی جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر نقص اور برائی سے پاک ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں وَتَبَارَکَ اسْمُکَ اور تیرے نام میں سراسر برکت ہے۔ پھر کہتا ہے وَتَعَالٰی جَدُّکَ تیری عظمت و منزلت بہت ہی بلند ہے وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پھر کہتا ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اے اللہ مجھے شیطان مردود سے اپنی پناہ میں لے لے، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یعنی اللہ کا نام جو کہ ازلی و ابدی ہے جس سے نہ کوئی شے پہلے تھی اور نہ بعد میں ہوگی الرَّحْمٰنِ جو کہ تمام مخلوق کو رزق دے کر مہربانی کرتا ہے الرَّحِیْمِ جو روز حساب صرف مؤمنین پر رحم فرمائے گا پھر وہ مکمل الحمد شریف پڑھتا ہوے یعنی تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے مغضوب علیھم سے نہیں بنایا یعنی یہودی نہیں بنایا اور نہ ضالین ”گمراہوں“ یعنی عیسائیوں سے بنایا لیکن اس نے مجھے طریق انبیاء پر چلایا۔ جب تو رکوع کرے تو اپنے دل میں یہ غور کر گویا کہ تو کہتا ہے اے اللہ میں تیرے سامنے جھکا ہوا ہوں اور گنہگار نفس کے ساتھ حاضر ہوں میرا نفس تیری عظمت کے آگے غلام ہے اور اس امید کے ساتھ کہ تو رحم کر کے مجھے معاف فرمادے گا پھر تو کہہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ یعنی میرا رب عظیم پاک ہے۔ پھر رکوع سے سر کو اٹھا کر اور کہہ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ جس کا معنی یہ ہے کہ جس نے اللہ کو ایک مانا اور اس کی اطاعت کی تو وہ اللہ اس کی ضرور سنتا ہے اے اللہ تمام حمد تیرے ہی لئے ہے پھر سجدہ کرے۔ سجدے کا معنی ہے تذلل و تواضع اور قدم بوسی کے طور جھکنا۔ یعنی بزبان حال کہے اے اللہ تو نے مجھے بہترین صورت چہرہ دیا اس میں کان، آنکھ اور زبان رکھی یہ اشیاء میری پسندیدہ اور نفع بخش ہیں میں نے یہ سب کچھ تیرے آگے رکھ دیا ہے اس امید کے ساتھ کہ تو مجھ پر رحم فرمائے گا پھر کہتا ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی یعنی میرا رب اتنا بلند ہے کہ کوئی چیز اس سے برتر نہیں اور جب التحیات کے لئے بیٹھتا ہے اور پڑھتا ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ یعنی تمام بادشاہت اور حمد و ثناء اللہ کے لئے ہے۔ حضرت حسن بصری سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ عہد جاہلیت میں کچھ بت ایسے تھے جنہیں لوگ کہتے تھے کہ حیات ابدی تمہارے لئے ہے تب نمازیوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ التحیات پڑھیں یعنی دائمی بقاء و بادشاہت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے پھر کہتا ہے وَالصَّلَوٰاتُ یعنی پانچوں اللہ کے لئے ہیں، سوائے اللہ کے کسی اور کے لئے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ وَالطَّیِّبَاتُ یعنی وحدانیت کی شہادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے پھر کہتا ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اے نبی ”صلی اللہ علیہ وسلم“ آپ پر سلام ہو کہ آپ نے اپنے رب کا پیغام پہنچایا اور اپنی امت کو نصیحت کی وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یعنی اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو اور اس کی آپ پر برکتیں ہوں اور اہلبیت پر بھی اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰے دِالصَّالِحِین یعنی ہم اور انبیاء ماسبق اور صدیقین پر اللہ تعالیٰ کی مغفرت ہو اور جو قیامت تک ان کے راستے پر ہیں سب پر مغفرت ہو اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، نہ زمین نہ آسمان میں وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو کہ خاتم الانبیاء ہیں، برگزیدہ اور پسندیدہ ہیں تمام مخلوق سے، پھر تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر اپنی ذات کے لئے اور تمام مؤمنین مؤمنات کے لئے دعا کرے پھر اپنے دائیں بائیں سلام پھیرے دائیں بائیں سلام کا مطلب یہ ہے کہ تم میرے ایمانی بھائی ہو میرے شر اور خیانت سے مامون و محفوظ رہو گے جب کہ میں مسجد سے باہر نکلوں گا۔ حضرت حسن بصری سے مروی ہے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ نمازی کے لئے تین کرامتیں ہیں (۱) آسمان سے اس کے سر پر نیکیوں کی بارش ہوتی ہے (۲) فرشتے اسے پاؤں سے لے کر آسمان تک حلقے میں لے لیتے ہیں (۳) منادی فرشتہ آواز دیتا ہے اگر بندہ یہ جان لے کہ وہ کس سے مناجات کر رہا ہے تو وہ اپنی نماز سے کبھی نہ ہٹے۔ پس یہ تمام شرف نمازی لے لئے مخصوص ہیں لہٰذا اسے چاہئے کہ وہ نماز کی عظمت کو پہچانے اور اس احسان پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت دانیال علیہ السلام نے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں فرمایا کہ جس طرح یہ لوگ نماز پڑھتے ہیں اگر قوم نوح ایسی نماز پڑھتی تو وہ کبھی غرق نہ ہوتی اور اگر قوم عاد پڑھتی تو ان پر عذاب کی شکل میں آندھی نہ آتی اور اگر قوم ثمود پڑھتی تو ان کو چیخ کبھی نہ لیتی پھر حضرت قتادہ نے فرمایا کہ تم نماز فرض ہے یہ مؤمنین کے لئے ہی بنائی گئی ہے جو کہ اچھی ہے حضرت لیث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میری امت تو امتِ مغفورہ ہے ان کے اخلاص دعاؤں، نمازوں اور ان کے کمزور کے باعث اللہ تعالیٰ ان سے عذاب کو اٹھا لیتا ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ ورسولہ اعلم

اذان اور تکبیر کی فضیلت

فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوکر ایک شخص نے عرض کیا کہ مجھے ایک ایسا عمل بتائیں جس کے ذریعے میں جنت میں داخل ہو جاؤں، آپ نے فرمایا اپنی قوم کا مؤذن بن جا کیوں کہ وہ اپنی نمازوں کے لئے تیرے باعث ہی جمع ہوں گے، عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اس پر قادر نہ ہو سکوں تو؟ آپ نے فرمایا پھر اپنی قول کا امام بن جا کہ وہ تیرے باعث ہی اپنی نمازیں قائم کریں گے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اس پر قادر نہ ہو سکوں تو؟ آپ نے فرمایا تو پھر جماعت کی پہلی صف میں کھڑا ہو جایا کر۔ حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ آیات "اس سے اچھا کس کا قول ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائے اور عمل صالح کرے اور کہے بے شک میں مسلمین سے ہوں" موذبین کے متعلق نازل ہوئی حضرت ابوامامہ باہلی سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مؤذن جتنا اپنی آواز کو بلند کرتا ہے اتنا ہی اس کی مغفرت وسیع ہوتی ہے نیز جماعت میں شریک ہونے والوں کے برابر اس کو ثواب ملتا ہے جبکہ ان کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی حضرت خولہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں مریض اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے اور اس کے لئے روزانہ ستر شہیدوں کا عمل آسمانوں پر اٹھایا جاتا ہے اگر وہ صحت مند ہو جائے تو وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جاتا ہے جیسا کہ ولادت کے دن تھا اور اگر مرض میں ہی موت آ گئی تو اسے بغیر حساب کے جنت میں داخل کیا جائے گا اور مؤذن اللہ تعالیٰ کا دربان ہے جسے ہر اذان پر ہزار نبیوں کا ثواب عطا کیا جاتا ہے جبکہ امام اللہ تعالیٰ کا وزیر ہے جسے ہر نماز پر ہزار صدیقین کا ثواب مرحمت کیا جاتا ہے اور عالم اللہ تعالیٰ کا وکیل ہے جسے قیامت کے دن ہر بات کے بدلے نور عطا کیا جائے گا اور جب وہ حدیث بیان کرتا ہے تو اس کے لئے ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے نیز علم حاصل کرنے والے مرد و عورتیں اللہ تعالیٰ کے خدام ہیں جن کی جزاء جنت ہی ہے۔

فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں مؤذن کے دربان ہونے کی مثال یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری کے وقت سے آگاہ کرتا ہے جیسا کہ بادشاہ کا دربان ملاقاتیوں کو بادشاہ کے ہاں حاضری کے وقت آگاہ کرتا ہے یونہی امام کے اللہ تعالیٰ کے وزیر ہونیکا مفہوم یہ ہے کہ لوگ اپنی نمازیں اس کی اقتداء میں پڑھتے ہیں اور عوام کی نماز کی صحت امام کی نماز کی صحت پر موقوف ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس نے سات برس تک اذان دی تو اسے جہنم کے سات طبقات سے اللہ تعالیٰ نجات بخشے گا مگر اس کی نیت صحیح ہو، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جہاں تک مؤذن کی آواز پہنچتی ہے وہاں تک اسے مغفرت حاصل ہوتی ہے اور ہر سننے والی خشک وتر چیز اس کی تصدیق کرتی ہے حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں کہ جب تم دیہاتوں میں اذان دو تو اپنی آواز کو خوب بلند کرو۔ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے کہ مؤذن کی آواز سننے والے درخت، پتھر، ڈھیلے، انسان، جن یہ سب اللہ تعالیٰ کے دربار میں روز قیامت اس کے حق میں گواہی دیں گے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت بلال کو جنت کی اونٹنی پر سوار کر کے بھیجیں گے اور وہ اس کی پیٹھ پر ہی اذان دیں گے جب وہ کہیں گے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلَ اللّٰه تو لوگ ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر کہیں گے کہ ہم بھی ویسی ہی گواہی دیتے ہیں جیسی کہ آپ نے دی ہے حتیٰ کہ وہ پورے میدان حشر کا چکر لگائیں گے جب چکر مکمل ہوگا تو جنتی حلے لائے جائیں گے اور سب سے پہلے بلال کو وہ حلہ پہنایا جائے گا بعد ازاں صالح مؤذنوں کو۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں اکثر بتاتے تھے کہ قیامت کے دن سب سے لمبی گردن مؤذنوں کی ہوگی اور انبیاء کرام کے بعد قیامت کے دن سب سے پہلے شہیدوں اور مؤذنوں کا فیصلہ ہوگا پس کعبہ شریف اور بیت المقدس کے مؤذنوں کو بلایا جائے گا پھر لگاتار مؤذن آتے جائیں گے۔

مؤذن کا مقام اور اس کیلئے دس اہم باتیں :

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اگر میں مؤذن ہوتا تو مجھے جہاد نہ کرنے کی کوئی پرواہ نہ ہوتی ایسے حضرت سعد بن ابی وقاص کا قول ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں مؤذن ہوتا تو میں سوائے حج فرض کے کوئی حج اور عمرہ نہ کرتا حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مجھے اس بات کا افسوس ہے کاش کہ میں حضور علیہ السلام سے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے لئے مؤذن بنانے کی درخواست کرتا، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس شہر میں مؤذن بکثرت ہوں وہاں سردی کم پڑتی ہے جس وقت اذان دیتا ہے عبداللہ حضور علیہ السلام کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مؤذن جس وقت اذان دیتا ہے تو شیطان مدینہ سے تیس میل دور روحا کے مقام تک بھاگ جاتا ہے حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں مؤذن کو مؤذبین کی فضیلت پانے کے لئے دس خصائص کی ضرورت ہوتی ہے (۱) وہ نماز کے اوقات اور اس کی حفاظت سے آگاہ ہو (۲) وہ اپنے گلے کی حفاظت کرے اور اذان کے لئے گلے پر زیادہ زور نہ دے (۳) جب خود غیر حاضر ہو تو دوسرے کے اذان دینے پر ناراض نہ ہو (۴) اذان اچھی طرح دے

(۵) اذان کے ثواب کا اللہ تعالیٰ سے طالب ہو لوگوں پر احسان نہ جتائے (۶) نیکی کا حکم کرے اور برائی سے روکے نیز امیر و غریب سب کو حق بات

کہے (۷) امام کا انتظار اتنا نہ کرے جو لوگوں کو گراں گزرے (۸) اگر کوئی آ کر مسجد میں اس کی جگہ پر بیٹھ جائے تو غضب ناک نہ ہو۔ (۹) اذان اور اقامت کے درمیان لمبی نماز نہ پڑھے (۱۰) مسجد کو پاک وصاف رکھنے کی کوشش کرے اور بچوں کو اس میں آنے سے روکے۔ اسی طرح امام کے لئے بھی اپنی اور مقتدیوں کی نماز کی تکمیل کے لئے دس باتیں ضروری ہیں (۱) قرآن صحیح پڑھتا ہے بے جا ئز ین نہ لگاتا ہو (۲) اس کی تکبیرات میں ٹھہراؤ ہو (۳) اس کے رکوع و سجود مکمل ہوں (۴) اپنے آپ کو حرام اور مشتبہ چیزوں سے بچاتا ہو (۵) اپنے آپ کو اور لباس کو ناپاکی سے محفوظ رکھتا ہو (۶) مقتدیوں کی رضامندی کے بغیر قراءت لمبی نہ کرے (۷) خود پسندی میں گرفتار نہ ہو (۸) جب تک اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرلے نماز شروع نہ کرے اس لئے وہ مقتدیوں کا سفارشی ہے (۹) سلام کے بعد صرف اپنے لئے دعا نہ کرے ورنہ یہ مقتدیوں سے خیانت ہوگی (۱۰) اگر کوئی مسافر مسجد میں آجائے تو اس کی ضروریات معلوم کر کے اس کی تکمیل کرے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پانچ قسم کے ایسے لوگ ہیں جن کے لئے جنت کا میں ضامن ہوں (۱) صالح اور خاوند کی فرمانبردار عورت (۲) ماں باپ کا فرمانبردار بیٹا (۳) جو مکہ شریف جاتے ہوئے راستے میں فوت ہو گیا (۴) اچھے اخلاق والا (۵) جس نے ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے کسی مسجد میں اذان دی۔

امام ، مؤذن اور پہلی صف کی اہمیت :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ اسلام نے فرمایا امام ضامن اور مؤذن امین ہوتا ہے اے اللہ آئمہ حضرات کو ہدایت عطا فرما اور مؤذنوں کی مغفرت فرما، حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ مؤذن کو امین اس لئے کہا گیا ہے کہ لوگ اپنی نمازوں اور روزوں کے معاملے میں اس پر اعتبار کرتے ہیں لہٰذا حقوق مسلمین میں سے مؤذن پر یہ حق بھی ہے کہ وہ صبح صادق سے پہلے فجر کی اذان نہ دے تا کہ سحری اور نماز میں اشتباہ نہ پڑ جائے یونہی غروب آفتاب سے پہلے مغرب کی اذان نہ دے تا کہ افطار کا معاملہ شبہ میں نہ پڑ جائے انہی وجوہ کی بناء پر مؤذن کو امین کہا گیا ہے جب کہ امام کو ضامن اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ تمام مقتدیوں کی نماز کا ضامن ہے مقتدیوں کی نماز کی صحت وعدم صحت امام کی نماز کی صحت وعدم صحت سے مشروط ہے۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین طرح کے لوگ مشک کے ٹیلوں پر کھڑے ہونگے جو نہ حساب سے پریشان ہوں گے اور نہ گھبراہٹ سے غمگین ہوں گے (۱) وہ امام جس سے لوگ راضی رہے (۲) جس نے پانچوں اذانیں رضائے الٰہی کے لئے دیں (۳) وہ غلام جس نے اپنے رب کی اور اپنے آقا کی اطاعت کی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے گھر میں بلا اجازت جھانکنا جائز نہیں ہے اگر جھانکا تو گویا داخل ہو گیا اور جو داخل ہو گیا تو بلا شبہ اس نے عہد توڑ دیا، کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ طبعی حاجت کو روک کر نماز پڑھے چاہے وہ کتنی معمولی ہی کیوں نہ ہو اور یہ بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ بغیر قوم کی اجازت کے نماز پڑھائے اگر ایسا کیا تو مقتدیوں کی نماز تو ہو جائے گی لیکن خود امام کی نہ ہوگی اور امام صرف اپنے لئے ہی دعا نہ کرے اور اگر ایسا کیا تو گویا اس نے مقتدیوں کے ساتھ خیانت کی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اذان کہنے اور پہلی صف میں کھڑے ہونے کے ثواب سے لوگ آگاہ ہوتے تو پھر اس پر وہ قرعہ اندازی کیا کرتے اور اگر وہ ''نماز ظہر کے لئے'' دھوپ میں جانے کے ثواب کو جان لیتے تو پھر اس کی طرف ایک دوسرے سے پہل کرتے اور اگر عشاء و فجر کی جماعت میں شرکت کے ثواب کو جان لیتے تو وہ ضرور شریک ہوتے چاہے انہوں گھسٹ گھسٹ کیوں نہ آنا پڑتا۔ حضرت ضحاک سے مروی ہے حضرت عبداللہ بن زید نے خواب میں ''کہیں لکھا ہوا'' اذان کو دیکھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان سکھائی تو حضور علیہ السلام نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ وہ چھت پر چڑھ کر اذان دیں، جب آپ نے اذان شروع کی تو اہل مدینہ نے ایک سخت آواز سنی، حضور علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ سخت آواز کیا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، فرمایا کہ بلال کی اذان کے لئے تمہارے رب نے آسمان سے عرش تک کے دروازے کھولنے کا حکم دیا ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ صرف حضرت بلال کے لئے خاص ہے یا تمام مؤذنوں کے لئے ہے؟ آپ نے فرمایا یہ تمام مؤذنوں کے لئے ہے نیز مؤذنوں کی ارواح، شہداء کی روحوں کے ساتھ رہتی ہے، جب قیامت کے دن منادی مؤذنوں کو پکارے گا تو یہ لوگ مشک کافور کے ٹیلوں پر کھڑے ہو جائیں گے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پانچ افراد کی نماز نہیں ہوتی (۱) اپنے شوہر سے ناراض عورت (۲) بھاگا ہوا غلام، جب تک کہ وہ اپنے آقا کے پاس نہ واپس آجائے (۳) وہ قطع تعلق کرنے والا جو تین دن سے اوپر اپنے بھائی سے بات نہیں کرتا (۴) عادی شراب نوش (۵) ایسا امام جسے لوگ نہ پسند کرتے ہوں۔ حضرت فقیہہ فرماتے ہیں کہ مقتدیوں کی ناپسندیدگی دو قسم کی ہے، یہ ناپسندیدگی اس کی کسی برائی کے سبب ہے وہ قرآن غلط پڑھتا ہے، اگر مقتدیوں کو دوسرا کوئی ایسا آدمی مل جاتا ہے یا ان ہی میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو امام سے علم وفضل میں فوقیت رکھتا ہے تو یہ ناپسندیدگی بجا ہے اور امام کو امامت نہیں کرانی چاہئے، اور اگر ناپسندیدگی کی وجہ اس کی نیکی کی تبلیغ ہے جس کے باعث وہ مبغوض ہے یا پھر محض حسد ہے اور مقتدیوں میں سے کوئی اس سے زیادہ علم والا بھی نہیں ہے تو پھر ان کی ناپسندیدگی باطل اور غلط ہے اسے چاہئے کہ وہ امامت کرے بے شک وہ اپنی ناک رگڑتے رہیں۔

مؤذن کی عظمت و مغفرت :

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھنے والے مؤذن اپنی قبروں سے اذان دیتے ہوئے نکلیں گے اور پتھر، درخت، ڈھیلے، انسان ہر چیز جس نے بھی اس کی آواز سنی ہوگی وہ مؤذن کیلئے گواہی دے گی اور جہاں تک اس کی آواز جاتی ہے وہاں تک اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے اور جتنے لوگ اسکی اذان پر نماز پڑھتے ہیں اتنے لوگوں کا اجر اللہ تعالیٰ اس کے لئے لکھ دیتا ہے نیز اذان اور اقامت کے درمیان وہ جو سوال کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطاء فرماتا ہے چاہے دنیا میں دے دیا جاتا ہے یا پھر آخرت کے لئے جمع کر دیا جاتا ہے یا پھر اس سے کسی برائی کو ٹال دیا جاتا ہے قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنتی پوشاک پہنائی جائے گی پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر دیگر انبیاء و مرسلین کو پھر ثواب کی نیت سے اذان دینے والوں کو جنتی پوشاک پہنائی جائے گی پھر فرشتے ان سے ملیں گے اور سرخ یاقوت کے ہار پیش کریں گے اور قبر سے میدان حشر تم ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار فرشتے ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین آدمی (۱) مؤذنوں (۲) شہداء (۳) جمعہ کی رات یا دن میں فوت ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ عبدالاعلیٰ تیمی فرماتے ہیں تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جو اس وقت تک کستوری کے ٹیلوں پر رہیں گے یہاں تک کہ تمام لوگ حساب سے فارغ ہوجائیں گے (۱) وہ شخص جو لوجہ اللہ امامت کرتا ہے (۲) وہ شخص جو لوجہ اللہ قرآن پڑھتا تھا (۳) وہ مؤذن جو نماز کے لئے لوگوں کے لوجہ اللہ بلاتا تھا۔

اذان کے معانی و مفہوم :

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس نے مؤذن کے ساتھ اذان کے جملوں کو دہرایا تو اُسے بھی مؤذن جیسا ہی ثواب ملے گا، ایک اور روایت میں ہے کہ جب مؤذن کہتا تھا اللہ اکبر تو حضور علیہ السلام بھی اس کے ساتھ فرماتے اللہ اکبر، یونہی شہادتین میں کہتے اور جب وہ کہتا حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح تو تو آپ فرماتے لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم اور جب وہ کہے حی علی الفلاح تو کہے ماشاء اللہ کان۔

نیز مسلمان کو چاہئے کہ وہ اذان کی تفسیر و معانی کو جانے کیونکہ ہر جملے کا ایک ظاہری اور ایک باطنی معنیٰ ہوتا ہے پس جب مؤذن کہتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو اس کی ظاہری تفسیر یہ ہے کہ اللہ بہت بڑا ہے، اللہ بہت بڑا ہے جس کا مفہوم یہ ہوا کہ اللہ بہت بڑا ہے تو پھر اس کا بتایا ہوا عمل واجب ہے لہٰذا اس میں مشغول ہوجاؤ اور دنیا کی مشغولیت ترک کردو اور جب کہتا ہے اشھد ان لا الہ الا اللہ تو اس کی تفسیر یہ ہے کہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے مگر معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے جس کام کا حکم دیا ہے اس کی فرمانبرداری کرو اس لئے کہ ماسوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی تمہیں نفع نہ دیگا اور اگر فرمانبرداری نہ کی تو پھر کوئی تمہیں اسکے عذاب سے نہ بچاسکیگا اور جب وہ کہتا ہے اشھد ان محمد الرسول اللہ تو اس کی تفسیر یہ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمہارے پاس بھیجا ہے تم ان پر ایمان لے آؤ اور ان کی تصدیق کرو۔ جس کا معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی تمہیں جماعت قائم کرنے کا حکم دیا ہے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی پیروی کرو، اور جب وہ کہتا ہے حی علی الصلوٰۃ تو اس کی تفسیر یہ ہے کہ نماز ادا کرنے میں جلدی کرو معنیٰ یہ ہے کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے تو اسے پڑھو اس کو وقت سے بے وقت نہ کرو اور اسے جماعت پڑھو اور جب وہ کہتا ہے کہ حی علی الفلاح تو اس کی تفسیر یہ ہے کہ نجات اور حصول سعادت میں جلدی کرو، جس کا معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ نماز کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری نجات وسعادت کا ذریعہ بنایا ہے پس اسے قائم کرو اور اس کے عذاب سے بچو اور جب وہ کہتا ہے اللہ اکبر اللہ اکبر تو اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور بڑا بزرگ ہے جس کا معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ اس کا ارشاد فرمایا ہوا عمل بہت ہی ضروری ہے اس کا میں تاخیر نہ کرو اور جب وہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ تو اس کی تفسیر یہ ہے جان لو کہ وہی وحدہٗ لاشریک ہے جس کا معنیٰ و مفہوم یہ ہے کہ تمہاری نماز خالصۃً لوجہ اللہ ہو۔

پاکیزگی اور صفائی کے بیان میں

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی علیہ الرحمۃ اپنے سند کے ساتھ روایت کرے ہیں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں مسواک لازمی کیا کرو کیوں کہ اس میں دس خصلتیں ہیں (۱) یہ منہ کو صاف کرنے والی ہے (۲) اس سے رب راضی ہوتا ہے (۳) فرشتوں کو خوشی ہوتی ہے (۴) آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے (۵) دانتوں کو سفید کرتی ہے (۶) مسوڑھے مضبوط کر کے اس کی بیماری کو ختم کر دیتی ہے (۷) کھانا ہضم کرتی ہے (۸) بلغم کو ختم کرتی ہے (۹) نمازوں کا ثواب دگنا ہو جاتا ہے (۱۰) منہ خوشبو ہو جاتا ہے جو کہ تلاوت قرآن کا ذریعہ ہے حضرت حسان بن عطیہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں وضو نماز کا جز ہے اور مسواک وضو کا جز ہے اگر میں اس سے اپنی دو رکعتیں جو مسواک کر کے پڑھی گئی ہوں بغیر مسواک کی ستر نمازوں سے افضل ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پانچ باتیں معجزات انبیاء سے ہیں (۱) مونچھیں ترشوانا (۲) ناخن کٹوانا (۳) زیرناف بال صاف کرنا (۴) بغل کے بال اکھاڑنا (۵) مسواک کرنا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کھانے سے فارغ ہو کر مسواک کرنا دو فرمانبردار غلاموں سے افضل ہے۔ حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام ہمیشہ مجھے پڑوسیوں کے حقوق کے متعلق تاکید کرتے یہاں تک کہ مجھے گمان ہو گیا کہ وہ وارث ہی بن جائے گا نیز غلاموں کے حقوق کے متعلق اتنی تاکید کرتے کہ میں نے سمجھا کہ بس اب ان کو آزاد کرنے کا حکم ہی آئے گا یونہی مسواک کی اتنی تاکید کرتے کہ مجھے گمان ہوا کہ پتہ نہیں مسوڑھے بھی باقی رہیں گے یا نہیں، عورتوں کے حقوق کے متعلق اتنی تاکید کرتے ہیں کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ شاید طلاق کو حرام قرار دے دیا جائے، نیز تہجد کی اتنی تاکید کرتے کہ مجھے گمان ہوا کہ میری امت کے نیک لوگ اب رات کو سویا ہی نہیں کریں گے حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ جبریل کئی دن کی تاخیر کے بعد حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے تو آپ نے وجہ تاخیر پوچھی، اس نے کہا کہ ہم آپ کی خدمت میں کیسے آتے آپ کے لوگ نہ ناخن کٹواتے ہیں نہ مونچھیں ترشواتے ہیں نہ اعضائے بدن کی میل صاف کرتے ہیں اور نہ مسواک کرتے ہیں پھر کہا کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں ہر مسلمان پر جمعہ کے دن مسواک کرنا غسل کرنا اور خوشبو لگانا لازمی ہے حمید بن عبدالرحمن کہتے ہیں جمعہ کے دن ناخن تراشنے والے کی بیماری کو اللہ تعالیٰ دور فرما دیتا ہے اور اسے شفا مرحمت فرماتا ہے، حضرت ابن شہاب سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس نے جمعہ کے روز اپنے ناخن کاٹے وہ جذام یعنی کوڑھ کی بیماری سے محفوظ رہیگا، بعض حدیثوں میں آتا ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ چالیس دنوں میں زیر ناف اور جمعہ کو ناخن تراشے جائیں ایک اور حدیث میں فرمایا ہے اپنے منہ کو پاک صاف رکھو کہ تمہارے منہ قرآن کا مخرج ہیں حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں مسواک کرنے کی تین اقسام (۱) رضائے الٰہی اور سنت پر عمل مقصود ہو (۲) اپنی ذات کا نفع مقصود ہو (۳) لوگوں کی وجہ سے ملے گا اور حدیث کے مطابق ہر نماز کا ثواب ستر نمازوں کے برابر ہوگا اور اگر مقصود اپنا ہی نفع ہے تو پھر ثواب نہیں ملے گا اور اگر محض لوگوں کو دکھانے کے لئے ہے تو پھر اس کا محاسبہ ہوگا، اللہ تعالیٰ کا فرمان وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت میں جس ابتلاء و آزمائش کا ذکر ہے اس میں پانچ طرح سے سر کی طہارت ہے اور پانچ کی باقی جسم کی ہے، سر کی پانچ طہارتیں یہ ہیں مونچھیں ترشوانا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا اور سر میں مانگ نکالنا جب کہ باقی جسم کی طہارتیں یہ ہیں، ناخن کٹوانا، ختنہ کروانا، بغل کے بال اکھاڑنا، موئے ناف صاف کرنا اور پانی سے استنجاء کرنا۔

جمعہ کی فضیلت

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ اپنی سند کے ساتھ بواسطہ اوس بن اوس روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جمع کا دن تمہارے دنوں میں افضل ترین دن ہے اسی دن حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت ووفات ہوئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن ہی قیامت آئے گی اس لئے جمعہ کے دن مجھ پر درود بھیجا کرو کیوں کہ تمہارے درود مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں، عرض کیا گیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درود کس طرح آپ کی خدمت میں پیش کیئے جائیں گے جب کہ آپ عالمِ برزخ میں ہوں گے فرمایا کہا تم کہتے ہو کہ میرا جسم مٹی میں مل جائے گا؟ بے شک اللہ تعالیٰ نے اجسام انبیاء کو مٹی پر حرام کردیا ہے کہ وہ کھائے ایک اور حدیث میں ہے "عرض کیا گیا" آپ ہمارے سلام کا جواب کیسے دیں گے جب کہ آپ مٹی میں مل جائیں گے، آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے مٹی پر اجسامِ انبیاء کو حرام فرمادیا ہے کہ وہ کھائے اور جو بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو ادہر ہی متوجہ فرمادیتا ہے اور پھر میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں، مذکورہ روایت کے ساتھ ایک اور روایت میں ہے حضور علیہ السلام نے جمعہ کا ذکر کیا اور فرمایا جس نے اچھا غسل کیا اور جلد مسجد میں گیا اور منبر کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبہ سنا اور کوئی بیہودہ بات نہیں کی تو اسے ہر قدم کا ثواب ایک سال کے روزوں اور شب بیداروں کی شکل دیا جائے گا، محمد بن فضیل کہتے ہیں کہ یزید ہاروں اسے حدیث کے الفاظ غَسَّلَ وَاَغْسَلَ کے معانی میں نے پوچھے تو فرمایا کو وضو والے اعضاء کو دھونا اور پھر مکمل غسل کرنا، اور اسی طرح بَكَّرَ وَ ابْتَكَرَ کا معنی بتایا کہ وہ شخص جو جلدی غسل کر کے مسجد پہنچا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن اچھی طرح وضو کیا اور پھر جمعہ کے ئے آیا۔ امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے جمعہ کا خطبہ سنا تو اس کے دس دن "گذشتہ" کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس شخص نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا گویا اس نے بیہودہ کام کیا اور جس نے لغو کام کیا اس کا جمعہ نہ ہوا، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا ہے اس دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی اور اسی دن وہ جنت میں داخل ہوئے اور اسی دن انہیں زمین پر اتارا گیا، اسی دن قیامت آئے گی، اس دن میں ایک ساعت ایسی ہے کہ جس میں مؤمن کے ہر سوال کو پورا کیا جاتا ہے حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ میں اس ساعت سے آگاہ ہوں اور یہ دن کی آخری ساعت ہے جس میں تخلیق آدم ہوئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "انسان کو عجلت میں ہی بنایا گیا ہے" حضرت سعید بن میتب فرماتے ہیں کہ میں جمعہ کی نماز میں حاضری کو نفلی حج سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شراب کے پیالے کی جگہ آگ کا پیالہ پینے زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور شراب کا پیالہ پینا میرے نزدیک جمعہ چھوڑنے سے اچھا ہے "یعنی شراب پینے کے جرم سے جمعہ چھوڑنے کا جرم زیادہ ہے۔

جمعہ کی خصوصیات اور ثواب :

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور علیہ السلام نے منبر پر ایک آیت پڑھی تو حضرت عبداللہ ابن مسعود یا حضرت ابودردا رضی اللہ عنہما نے حضرت ابی بن کعب سے پوچھا کہ یہ آیت کب نازل ہوئی تھی تو انہوں نے خاموش رہنے کا اشارہ کیا پھر فارغ ہو کر فرمایا کہ لغو کام کر کے اپنی نماز کے حصے میں کمی کردی ہے، حضرت عبداللہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ابی ابن کعب نے سچ کہا ہے پھر فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کر کے تیل وغیرہ لگاتا ہے اور کسی کو تکلیف دیئے بغیر جمعہ کو آتا ہے اور لوگوں کی گردنوں کو نہیں پھلانگتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نماز پڑھتا ہے پھر جب امام خطبے کے لئے نکلتا ہے اور وہ خاموشی سے بیٹھ کر سنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دو جمعوں کے درمیان ہونے والے گناہوں کو بخش دیتا ہے حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذ رسے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس دن کی بہت بڑی عظمت ہے نیز عید الفطر اور عید قربان کے دونوں سے بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ بڑا دن ہے اور اس کی پانچ خصوصیات ہیں (۱) جمعہ کے دن آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی (۲) اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین پر اتارا (۳) اس دن آدم کا انتقال ہوا (۴) اس میں ایک ایسی ساعت ہے جس میں سائل کا ہر سوال پورا کیا جاتا ہے مگر وہ سوال ناجائز نہ ہو (۵) قیامت اسی دن آئے گی اور مقرب فرشتے بھی چاہے وہ زمین و آسمان میں ہوں یا اپنے رب کے نزدیک وہ جمعہ کے دن اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جمعہ کے دن شیطان اپنے مددگاروں کے ساتھ نکلتا ہے اور لوگوں کے لئے ان کی بازاروں کو مزین کرتا ہے اور ان کے ساتھ جھنڈے ہوتے ہیں، جب کہ ملائکہ مسجد کے دروازے پر بیٹھ کر جیسے جیسے لوگ آتے ہیں ان کے نام لکھتے ہیں یہاں تک کہ امام آجاتا ہے پس جس نے امام کے قریب بیٹھ کر خاموشی سے خطبہ سنا اور کوئی لغو کام نہیں کیا اس کا ثواب دگنا ہوگا اور جو امام کے قریب بیٹھ کر لغو کام کرتا ہے اور توجہ سے خطبہ نہیں سنتا تو اس کا گناہ دگنا ہوگا جس نے صرف ہونہہ کہہ دیا گویا اس نے بات کرلی اور جس نے بات کی اس نے لغو کام کیا لہٰذا اس کا جمعہ نہ ہوا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اسی طرح میں نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے ہمیں یہ بات پہنچی کہ صالح المری جمعہ کی رات کو اس ارادے سے روانہ ہوئے کہ وہ صبح کی نماز جامع مسجد میں پڑھیں گے جب وہ قبرستان سے گزرے تو دل میں کہا کہ طلوع

فجر ''سحر'' تک یہیں ٹھر جاؤں۔ پھر وہ مقبرہ میں داخل ہوئے ''ایک کونے میں'' دو رکعت نفل پڑھ کر قبر کے سہارے بیٹھ گئے پس ان کی آنکھ لگ گئی اور نیند میں دیکھا کہ تمام اہل قبور اپنی اپنی قبروں سے نکل کر حلقوں کی صورت میں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے جب کہ ایک جوان میلے کچیلے کپڑوں والا ایک طرف مغموم بیٹھا تھا تھوڑی دیر میں رومال سے ڈھکے چند طباق آئے ہر شخص اپنا طباق لے کر اپنی قبر میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ صرف وہی نوجوان باقی رہ گیا اور اس کے پاس کوئی شے نہ آئی پھر وہ غمزدہ اٹھا اور اپنی قبر میں داخل ہونے لگا تب میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے کیا بات ہے میں تجھے غمزدہ دیکھ رہا ہوں؟ اور یہ معاملہ کیا ہے جو میں نے دیکھا ہے؟ اس نے کہا اے صالح مری کیا تم نے وہ طباق دیکھے تھے میں نے کہا ہاں پر یہ کیا تھے؟ کہا کہ یہ زندہ لوگوں کی طرف سے اپنے مردوں کے لئے بھیجے گئے تحائف ہیں جو انہوں نے ان کے لئے صدقہ کیا ہے یا دعائیں کی ہیں وہ سب ان کے پاس جمعہ کی رات کو آتا ہے اور میں ایک سندھی آدمی ہوں میں حج کے ارادے سے اپنی والدہ کے ہمراہ آیا تھا بصرہ میں پہنچا تو یہاں میرا انتقال ہو گیا اس کے بعد میری والدہ نے شادی کر لی اور اپنے خاوند سے یہ ذکر نہیں کیا کہ اس کا کائی بیٹا تھا۔ اور دنیا نے اس کو اتنا خود غرض بنا دیا کہ کبھی میرا ذکر اس کے ہونٹوں اور زبان پر نہیں آیا۔ اس لئے یہ غم میرے لئے بجا ہے کہ پیچھے مجھے یاد کرنے والا کوئی نہیں ہے، صالح کہتے ہیں میں نے پوچھا تیری والدہ کا گھر کہاں ہے؟ اس نے جگہ بتائی تو میں نے صبح کی نماز پڑھی اور چل دیا۔ پوچھتے پوچھتے میں اس عورت کے گھر پہنچ گیا، پس میں نے اجازت مانگی اور کہا کہ میں صالح مری ہوں۔ اس نے اجازت دی تو میں اندر داخل ہو گیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تیری اور میری گفتگو کوئی اور نہ سنے لہٰذا میں اس کے اتنا قریب ہو گیا کہ درمیان میں صرف پردہ تھا، میں نے کہا اللہ تعالٰی تجھ پر رحم کرے کیا تیرا کوئی بیٹا ہے؟ اس نے کہا نہیں، میں نے پھر پوچھا تو اس نے کہا نہیں۔ پھر اس نے ایک سرد آہ بھری اور کہا کہ ہاں میرا ایک نوجوان بیٹا تھا جو فوت ہو گیا تھا۔ چنانچہ میں نے وہ قبرستان والا واقعہ سنایا تو وہ بہت روئی یہاں تک کہ کے آنسوں رخساروں پر ڈھلکنے لگے اور کہا اے صالح میرا وہ بیٹا میرے دل کا ٹکڑا تھا، میرا پیٹ اس کا ٹھکانہ رہا، میری چھاتی اس کی پیاس بجھاتی رہی اور میری گود اس کی خواب گاہ تھی پھر اس عورت نے مجھے ہزار درہم دے کر کہا کہ اسے میرے پیارے بیٹے کے لئے صدقہ کر دو، وہ تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک تھا اب میں زندگی کے آخرت لمحات تم اسے دعاء اور صدقے سے فراموش نہیں کروں گی، صالح کہتے ہیں میں واپس آیا اور ہزار درہم صدقہ کر دیئے جب دوسرا جمعہ آیا تو میں جمعہ کے ارادے سے رات کو روانہ ہوا اور قبرستان میں جا کر دو رکعت نفل پڑھی پھر ایک قبر کے سہارے بیٹھ گیا مجھے اونگھ آ گئی میں نے دیکھا کہ وہ لوگ نکلتے وہ نوجوان بھی سفید کپڑوں میں شاداں و فرحاں ساتھ تھا، پھر میری طرف آیا قریب آ کر اس نے کہا اے صالح مری اللہ تعالٰی تجھے جزائے خیر عطاء فرمائے میرے پاس تحفہ پہنچ گیا ہے میں نے اس سے کہا کیا تم جمعہ کے دن کو جانتے ہو؟ کہا ہاں بلکہ ہوا میں اڑنے والے پرندے بھی جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جمعہ جیسے نیک دن پر سلام ہو۔

یوم جمعہ یوم مزید :

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں حضرت انس سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں جبریل امین حاضر ہوئے تو آئینہ جیسی کوئی سفید چیز ان کے ہاتھ میں تھی جس کے درمیان میں ایک سیاہ نکتہ تھا، آپ نے فرمایا جبریل یہ کیا ہے؟ عرض کیا یہ جمعہ کا دن ہے جسے اللہ تعالٰی نے آپ کو عطا فرمایا ہے تاکہ یہ آپ کے لئے اور آپ کی امت کے لئے اور بعد والوں کے لئے عید بنے آپ کے لئے اس میں بھلائی ہے۔ جو شخص جمعہ کے دن اپنے لئے بھلائی کی دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالٰی اسے وہ بھلائی عطا فرما دیتا ہے اگر وہ بھلائی اس کے لئے لازمی نہ ہو تو پھر اس سے بھی کوئی افضل چیز اسکے لئے ذخیرہ کر دی جاتی ہے، ہمارے نزدیک جمعہ کا دن یوم المزید ہے اور ہم اس کو سید الیام ''تمام دنوں کا سردار'' کہتے ہیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا یہ کیوں؟ جبریل نے عرض کیا کہ اللہ تعالٰی نے جنت میں ایک وادی بنائی ہے جس میں سفید مشک کا ایک ٹیلہ ہے جب جمعہ کا دن آتا ہے تو انبیاء کرام وہاں تشریف لا کر اپنے منبروں پر جلوہ افروز ہوتے ہیں یہ منبر نورانی ہتے ہیں اور جواہرات سے مسجع ہوتے ہیں پھر ان منبروں کے پیچھے نورانی کرسیاں بچھی ہوتی ہیں جن پر صدیقین اور شہداء آ کر بیٹھتے ہیں اہل جنت عدن آتے ہیں جو اس سفید ٹیلے پر بیٹھتے ہیں تب اللہ تعالٰی ان سے فرماتا ہے میں وہ ہوں جس نے تم سے کیا ہوا وعدہ سچا کر دکھایا اور تم اپنی نعمتوں کو پورا کیا اور یہ مقام میری نوازشوں کا ہے جو چاہے مانگو! سب کہیں گے اے اللہ تو ہم سے راضی ہو اللہ تعالٰی فرماتا ہے میں نے جنت تمہیں بخش دی یہ میرا انعام و اکرام ہے پھر رضائے الٰہی کا سوال کریں گے تو اللہ تعالٰی انہیں اپنی رضا عطا فرمائے گا اور انہیں ان کی خواہش و تمنا سے بھی زیادہ دیا جائے گا اور یہ سب اتنے وقت میں ہو گا جتنی دیر میں امام جمعہ سے فارغ ہو جاتا ہے اور ان کے لئے ایسی نعمتوں کے دروازے کھولے جائیں گے جن کا خیال کسی بشر کے دل میں نہ آیا ہو گا اور نہ ہی کسی آنکھ نے دیکھا ہو گا، پھر انبیاء علیہ السلام صدیقین اور شہداء علیہم السلام و علیہم الکرام اپنے اپنے مقامات پر تشریف لے جائیں گے اور بالا خانوں والے اپنے بالا خانوں میں لوٹ جائیں گے ان لوگوں کو جمعہ سے بڑھ کر کسی اور چیز کی ضرورت نہ ہو گی کیوں کہ اس میں شرف و کرامت زیادہ ہوتی ہے اسی لئے اسی لئے اس دن کا نام یوم مزید رکھا گیا ہے اور اسی دن قیامت قائم ہو گی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ پڑھی گئی نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اپنے درمیانی وقت کے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں بشرطیکہ وہ کبیرہ گناہوں سے مجتنب رہے۔

حرمتِ مساجد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ دو رکعت نفل نہ پڑھ لے، حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں یہ مباح وقت کا حکم ہے "یعنی نفل پڑھنے کا وقت ہو" اور اگر وہ عصر یا فجر کی نماز کے بعد مسجد میں داخل ہو تو پھر یہ دو رکعت نفل نہیں پڑھنے چاہئیں کیوں کہ ان اوقات میں نفل پڑھنے سے منع کیا گیا ہے لیکن وہ تسبیح و تہلیل اور حضور علیہ السلام پر درود پڑھ سکتا ہے اس کی بھی نماز جیسی فضیلت ہے اور اس سے مسجد کا حق بھی ادا ہو جاتا ہے حضرت ابن ابی سلیم بعض مشائخ سے نقل کرتے ہیں کہ ابو درداء کو معلوم ہوا کہ سلمان فارسی نے ایک غلام خریدا ہے تو انہوں نے حضرت سلمان کو ایک سخت خط لکھا اس خط میں تھا اے میرے بھائی عبادت کے لئے فرصت نکالو اس سے پہلے کہ تیرے اوپر کوئی مصیبت نازل ہو اور اس میں تمہیں عبادت کی استطاعت نہ ملے، اور مبتلائے مصیبت مؤمن کی دعوت غنیمت سمجھو، یتیم پر رحم کرو اور اس کے سر پر دستِ شفقت پھیرو، اپنے کھانے سے اس کو کھانا کھلا، اس سے تیرے دل میں نرمی ہوگی اور تو اپنی حاجتوں کو پالے گا اے میرے بھائی حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک دن میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر اپنے دل کی سختی کی شکایت کی آپ نے فرمایا کیا تو پسند کرتا ہے کہ تیرے دل میں نرمی پیدا ہو جائے اور تو اپنی حاجت کو پائے، عرض کیا ہاں، فرمایا یتیم پر رحم کرو اور اس کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرو اور اپنے کھانے سے اس کو کھانا کھلاؤ، تیرا دل بھی نرم ہو جائے گا اور تیری ہر حاجت بھی پوری ہوگی اے میرے بھائی مسجد کو اپنا گھر بنا لے، میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے سنا ہے کہ مسجدیں متقین کے گھر ہیں تحقیق اللہ تعالیٰ مسجدوں کو گھر بنانے والوں کی راحت و آرام، پل صراط سے بہ آسانی گذرنے، جہنم سے نجات پا کر مقام رضا تک رسائی کا ضامن ہے۔

صحابی رسول حکیم بن عمیر کہتے ہیں دنیا میں مہمان بن کر رہو، مسجدوں کو گھر بنالو، اپنے دلوں کو رقت سے آشنا کرو، فکر آخرت اور رونے کی کثرت کرو تو خواہشات تم پر غالب نہ آسکیں گی حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مؤمن کو جائز نہیں کہ وہ تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز کو اپنا وطن سمجھے۔

(۱) مسجد جس میں عمر بھر عبادت کرتا ہے (۲) گھر جس میں وہ سر چھپاتا ہے (۳) حاجت جس سے کوئی حرج نہ ہو، نزال بن سبرہ کہتے ہیں منافق مسجد میں اس پرندے کی مانند ہوتا ہے جو پنجرے میں بند ہو، خلف بن ایوب کا واقعہ ہے وہ مسجد میں بیٹھے تھے کہ غلام نے آکر کسی چیز کے متعلق پوچھا، آپ اٹھے اور مسجد سے باہر نکل کر اسے جواب دیا۔ کسی نے باہر نکل کر جواب دینے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ میں نے اتنے سالوں سے کوئی دنیاوی بات مسجد میں نہیں کی اس لئے آج بھی میں نے بات کرنے کو پسند نہیں کیا حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کسی بندے کا مقام اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس وقت بلند ہوتا ہے جب احکامات الٰہیہ اور مساجد اللہ کی تعظیم کرتا ہے اور اس کے بندوں کی بھی عظمت کا قائل ہو، مساجد اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں مؤمن پر لازم ہے کہ وہ اس کی تعظیم کرے کیوں کہ مساجد کی تعظیم میں در حقیقت اللہ تعالیٰ کی ہی تعظیم ہے، ایک زاہد کا قول ہے کہ میں نے کبھی مسجد میں کسی چیز سے سہارا نہیں لگایا اور نہ کبھی مسجد میں پاؤں پھیلائے اور نہ دنیاوی گفتگو کی ہے یہ بات میں نے اس لئے کہی ہے تا کہ لوگ اس بات پر چلیں امام اوزاعی فرماتے ہیں پانچ باتیں ایسی ہیں جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین باحسن کاربند رہے (۱) جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا (۲) سنت کی پیروی (۳) مساجد کو آباد کرنا (۴) تلاوت قرآن (۵) جہاد فی سبیل اللہ۔ حضرت امام حسن علیہ السلام فرماتے ہیں تین افراد اللہ تعالیٰ کے پڑوسی ہیں (۱) جو شخص مسجد میں داخل ہوا تو واپس لوٹنے تک وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہوتا ہے (۲) جو شخص رضائے الٰہی کے لئے کسی مسلمان بھائی سے ملاقات کرتا ہے تو وہ واپس لوٹنے تک اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرنے والوں میں شمار ہوتا ہے (۳) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے حج یا عمرے کی نیت سے گھر سے نکلتا ہے وہ شخص جب تک اپنے گھر میں واپس نہ آجائے وہ دربار الٰہی کے وفد میں شمار ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ مؤمن کے تین قلعے ہیں۔

(۱) مسجد (۲) ذکر الٰہی (۳) تلاوت قرآن۔

جب تک مؤمن ان میں سے کسی ایک سے بھی متعلق رہتا ہے تو وہ قلعہ میں شیطان سے محفوظ ہوتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جنت میں حوروں کا حق مہر مساجد میں جھاڑو دینا اور اس کو آباد کرنا ہے حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں جو شخص مسجد میں چراغ روشن کرتا ہے تو فرشتے اور حاملین عرش اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جب تک وہ مسجد میں رہتا ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمارہے ہیں زمین میں مسجدیں اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں اور نمازی اللہ تعالیٰ کی زیارت کرنے والے ہین اور جس کی زیارت کی جاتی ہے اس کا حق ہے کہ وہ اپنے زائر پر انعام واکرام کرے۔

احترام مسجد کی اہمیت :

حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں مشہور ہے کہ احترام مساجد کی پندرہ باتیں ہیں (۱) اگر لوگ مسجد میں بیٹھے ہوں تو داخل ہوتے وقت سلام کہا جائے بشرطیکہ کوئی ایک بھی نماز نہ پڑھ رہا ہو اگر کوئی بھی نہ ہو یا نماز پڑھ رہے ہوں تو پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا مِنْ رَّبِّنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ۔ ہمارے رب کی طرف سے ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام ہو (۲) مسجد میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے حضور علیہ السلام فرمارے ہیں ہر شے کا ادب ہے اور مسجد کا ادب دو رکعتیں ہیں (۳) مسجد میں خرید وفروخت نہ کرے (۴) نیام سے تلوار نہ نکالے (۵) کسی گم شدہ شے کا اعلان نہ کرے (۶) ذکر الٰہی کے علاوہ آواز کو بلند نہ کرے (۷) دنیا کی کوئی بات نہ کرے (۸) لوگوں کی گردنوں کو نہ پھلانگے (۹) جگہ کے لئے جھگڑا نہ کرے (۱۰) صف میں کسی پر تنگی نہ کرے (۱۱) نمازی کے آگے سے نہ گزرے (۱۲) انگلیاں نہ چٹخائے (۱۳) وہاں تھوکے نہیں (۱۴) مسجد کو گندگی سے، مجنوں اور بچوں سے اور حد قائم کرنے والوں "سزا دینے والے" سے صاف رکھے (۱۵) ذکر الٰہی بکثرت کرے اور اس سے غفلت نہ کرے، حضرت حسن سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا میری امت پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ مسجدوں میں دنیاوی باتیں ہی ہوں گی، ایسے لوگوں کی اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں ہے، اور تم بھی ان کے ساتھ نہ بیٹھو۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا میں چار چیزیں غریب ہیں (۱) ظالم کے سینے میں قرآن (۲) بے نمازیوں کے گاؤں میں مسجد (۳) ان پڑھوں کے گھر میں قرآن مجید (۴) برے لوگوں میں صالح مرد۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا روز حشر مسجد میں سفید بختی اونٹوں کی صورت میں لائی جائیں گی جن کی ٹانگیں عنبر کی گردنیں زعفران کی اور سر مشک اذفر کے ہوں گے اور ان کے اوپر سبز موتی ہوں گے، مؤذن کی مہار "نکیل یا لگام" تھامے ہوں گے اور امام پیچھے سے چلاتے ہوں گے اور وہ میدان محشر سے طرق خاطف کی طرح گذر جائیں گے اور اہل قیامت کہیں گے یہ مقرب فرشتے ہیں یا انبیاء ومرسلین ہیں پھر انہیں بتایا جائے گا کہ اے اہل قیامت یہ نہ تو مقرب فرشتے ہیں اور نہ انبیاء ومرسلین ہیں بلکہ یہ امت محمد یہ کے وہ لوگ ہیں جو ہمیشہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے تھے حضرت وہب ابن منبہ فرماتے ہیں کہ مسجدوں کو ایسی کشتیوں کی شکل میں قیامت کے دن لایا جائے گا جن پر موتی اور یاقوت جڑے ہوں گے اور وہ اپنے نمازیوں کی سفارش کریں گی حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ صرف اسلام کا نام رہ جائے گا، قرآن صرف ایک رسم بن کر رہ جائے گا، مسجدیں خوبصورت تعمیر ہوں گی مگر ذکر الٰہی سے خالی ہوں گی اور اس زمانے کے علماء بدترین ہوں گے انہیں سے فتنے پھوٹیں گے اور ان کی طرف ہی لوٹ جائیں گے۔

فضیلتِ صدقہ

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نماز اسلام کا ستون ہے اور جہاد عمل کی سیڑھی ہے اور صدقہ عجیب شے ہے، روشے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا قربت کا ذریعہ ہے لیکن وہ فضیلت نہیں، عرض کیا گیا کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا زیادہ سے زیادہ اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ''تم کامل بھلائی ہرگز حاصل نہ کرسکو گے جب تک کہ تم اپنی پسندیدہ چیز خرچ نہ کرو گے'' عرض کیا گیا جس کے پاس وافر نہ ہو؟ فرمایا جو مال بچے وہی صدقہ کردے، عرض کیا گیا جس کے پاس مال ہی نہ ہو؟ فرمایا بچا ہوا کھانے دے دے، عرض کیا گیا جسکے پاس یہ بھی نہ ہو؟ فرمایا اپنی قوت سے کسی کی مدد کرے، عرض کیا گیا اگر وہ ایسا نہ کرسکے؟ فرمایا جہنم سے ڈرے اگرچہ کھجور کی ایک قاش دے کرہی، عرض کیا گیا اگر ایسا نہ کرسکے؟ فرمایا خود پر قابو رکھے یعنی لوگوں پر ظلم نہ کرے دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ باتیں حضور علیہ السلام سے روایت کی ہیں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کے دونوں طرف دو فرشتے ہوتے ہیں جو پکارتے ہیں اور ان کی پکار کو جنوں اور انسانوں کے سوا تمام اہل زمین سنتے ہیں وہ کہتے ہیں ''اے لوگو دوڑو اپنے رب کی طرف، کفایت کرنے والا تھوڑا مال غفلت میں ڈالنے والے زیادہ مال سے بہتر ہے اور دو فرشتے پکارتے ہیں اے اللہ اپنے مال کو نیک راہ میں خرچ کرنے والے کو جلدی اس کا صلہ عطا فرما اور اپنے مال کو جمع کرنے والے کا مال تباہ فرمادے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کے نزدیک سے گزرے جو خانہ کعبہ کے غلاف سے چمٹ کر یہ دعا مانگ رہا تھا اے اللہ اپنے اس گھر کی حرمت کے صدقے بخش دے، حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا اے اللہ کے بندے اپنی حرمت سے بڑی ہے اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بہت بڑے گناہ ہیں۔ آپ نے فرمایا تیرا گناہ کیا ہے؟ عرض کیا میرے پاس مال مویشی بہت زیادہ ہیں اور گھوڑے بھی بہت ہیں لیکن جب کوئی آدمی سوال کرتا ہے تو میرے منہ سے آگ کے شعلے نکلنے لگ جاتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے دور ہوجا اے فاسق کہیں تو مجھے بھی اپنی آگ سے نہ جلا ڈالے، قسم بخدا اگر تو ہزار برس روزے رکھے اور ہزار سال تک نمازیں پڑھے پھر بھی تو لئیم ہو کر مرے گا اور اللہ تعالیٰ تجھے جہنم میں الٹا لٹکائیں گے، کیا تو نہیں جانتا کہ کمینہ پن کفر سے ہے اور کفر جہنمی ہے جب کہ سخاوت ایمان سے ہے اور ایمان جنت ہے۔

ام المؤمنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ سخاوت ایک درخت ہے جس کی جڑیں جنت میں ہیں اور شاخیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں جو شخص ان شاخوں میں سے کسی سے بھی متعلق ہوگیا تو وہ اسے جنت کی طرف کھینچ لے گی جبکہ بخیلی وہ درخت ہے جس کی جڑیں جہنم میں ہیں اور اسکی شاخیں دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں جو شخص ان میں سے کسی بھی ایک شاخ سے چمٹ گیا تو وہ اسے کھینچ کر جہنم میں لے جائے گی، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں زکوٰۃ دے کر اپنے اموال کو قلعہ میں محفوظ کرلو، اور اپنے مریضوں کی دوا ''علاج'' صدقہ دے کر کرو، اور مصائب و آفات کا دعاء سے استقبال کرو ''یعنی مقابلہ کرو'' حضرت عمر فاروق کے غلام عبدالرحمٰن سلمانی روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی سائل سوال کرتے تو سوال مکمل کرنے سے پہلے اس کو نہ ٹوکو پھر حسی نرمی و وقار سے اس کو خرچ کے لئے کچھ دے دو یا پھر اچھے طریقے سے انکار کردو بیشک تمہارے پاس ایسے سائل بھی آتے ہیں جو نہ انسان ہوتے ہیں اور نہ جنات بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمتوں سے کیا سلوک کرتے ہیں حضرت سعید بن مسعود کندی سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جو شخص صدقہ کرتا ہے دن میں یا رات میں تو وہ دھنے سے، دبنے سے، اور اچانک موت سے محفوظ رہتا ہے۔

رب کا وعدہ اور شیطان کا مشورہ :

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مال میں صدقہ دینے سے کبھی کمی نہیں ہوتی نیز ظالم کے ظلم کو معاف کردینے والے شخص کی عزت میں اللہ تعالیٰ اضافہ فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرنے والے شخص کو اللہ تعالیٰ مزید رفعتیں عطا فرماتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دو باتیں شیطانی ہیں اور دو باتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ''شیطان تمہیں محتاجی سے ڈراتا ہے اور بُرائی کا حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ تم سے مغفرت اور اس سے بڑھ کر فضل کا وعدہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب وسعت اور خوب جاننے والا ہے'' یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی اطاعت اور صدقہ دینے کا حکم دیتے ہیں تاکہ اس کی مغفرت اور فضل تمہارے شامل حال ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا فضل وسیع ہے اور وہ ذات صدقہ کے ثواب کو جاننے والی ہے حضرت بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جو قوم عہد کو توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے خونریزی میں مبتلا فرمادیتے ہیں اور جب کوئی قوم بے حیائی میں مبتلا ہوجائے تو اللہ تعالیٰ اس پر موت کو مسلط کردیتے ہیں نیز زکوٰۃ دینے سے انکار کرنے والی قوم پر اللہ تعالیٰ بارش کو روک دیتا ہے حضرت نزال بن سبرہ کہتے ہیں کہ جنت کے دروازے پر تین سطریں لکھی ہوئی ہیں پہلی سطر میں لکھا ہے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ، دوسری سطر میں لکھا ہے اُمَّةٌ مُذْنِبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ''امت گنہگار ہے اور رب تعالیٰ بخشنے والا ہے'' تیسری

سطر میں لکھا ہے وَجَدْنَا مَا عَمِلْنَا رَبِحْنَا مَا قَدَّمْنَا خَسِرْنَا مَا خَلَّفْنَا ''ہم نے اپنے اعمل کو پالیا جو آگے کے لئے بھیجا ہے وہ ہمارا نفع ہے جو پیچھے چھوڑا ہے وہ ہمارا نقصان ہے'' کہا گیا ہے کہ جو شخص پانچ روکتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے پانچ چیزوں کو روک دیتا ہے (۱) جو زکوۃ دینا روک دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال کا تحفظ ختم کر دیتا ہے (۲) جو صدقے کو روکتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے عافیت کو روک دیتا ہے (۳) جو عشر نہیں دیتا اللہ تعالیٰ اس کی زمین میں برکت روک دیتا ہے (۴) جو دعاء روکتا ہے اللہ تعالیٰ قبولیت روکت دیتا ہے (۶) جو نماز میں غفلت کرتا ہے یا اس سے منع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ موت کے وقت اسے کلمہ نصیب نہیں فرماتا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں تم میں سے کوئی شخص بھی جب صحت و تندرستی میں ایک درہم خرچ کرتا ہے تو وہ موت کے وقت سو درہم کی وصیت سے بہتر ہے حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میرے والد فرماتے تھے کہ ایک شخص اپنی بخیلی کے باعث عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں معلون کے نام سے مشہور تھا ایک دن اس کے پاس ایک شخص جہاد پر جانے کا ارادہ لے کر آیا اور اس سے کہا اے ملعون مجھے کچھ اسلحہ دے دے جو غزوہ میں میرے کام آسکے اور تجھے جہنم سے بچالے، اس نے منہ پھیر لیا اور کچھ نہ دیا پس وہ شخص تو چلا گیا مگر ملعون کو ندامت ہوئی اور پھر اس نے اس کو بلایا اور اپنی تلوار اسے دیدی وہ شخص لوٹا تو آگے عیسیٰ علیہ السلام مل گئے اور ان کے ساتھ ایک ایسا عابد بھی تھا جو ستر سال سے عبادت الٰہی میں مشغول تھا، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس تلوار کے ساتھ کہاں سے آرہے ہو، عرض کیا کہ یہ اس ملعون نے دی ہے تو عیسیٰ علیہ السلام اس کے صدقے پر خوش ہوئے، ادھر ملعون اپنے دروازے پر بیٹھا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی عابد کے ہمراہ اس کے پاس سے گذرے تو ملعون نے اپنے دل مین سوچا کہ میں اٹھوں اور عیسیٰ علیہ السلام اور اس عابد کا چہرہ دیکھ لوں ''یعنی زیارت کرلوں'' جب اٹھ کر دونوں کی طرف دیکھا تو عابد نے کہا کہ میں تو اس ملعون سے دور بھاگتا ہوں اس سے پہلے کہ یہ مجھے اپنی آگ میں جلائے تب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ میرے اس گنہگار بندے کو بتا دو کہ میں نے اس کو تلوار بطور صدقہ دینے اور آپ سے محبت کے صلہ میں بخش دیا ہے اور عابد کو بتادیں کہ یہ جنت میں تیرے ساتھ ہوگا۔ عابد نے عرض کیا قسم بخدا میں ایسے شخص کے ساتھ جنت میں نہیں جاؤں گا اور نہ ہی ایسے ساتھی کو میں پسند کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ میرے اس ''عابد'' بندے سے کہہ دیں کہ تو میرے فیصلے پر راضی نہ ہوا اور میرے بندے کو حقیر جانا اس لئے ہم نے تجھے ملعون اور جہنمی بنا دیا ہے اور ہم نے تمہارا ٹھکانہ جنت سے جہنم میں بدل دیا ہے اور تمہاری جنت والی منزل اپنے اس بندے کو عطا کردی ہے اور اس کی جہنم والی جگہ تمہیں دے دی ہے۔

سخاوت اور صدقہ کی فضیلت :

حدیث میں آتا ہے کہ حضور علیہ السلام سے کسی نے سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے تو پھر زمین کا ظاہر ہمارے لئے بہت ہوگا یا باطن؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آپ نے فرمایا جب تمہارے حکام اچھے ہوں گے، مالدار سخی ہوں گے اور تمہارے تمام امور باہمی مشورے سے ہوں گے تو پھر زمین کا ظاہر تمہارے لئے اس کے باطن سے اچھا ہوگا اور جب تمہارے حکام بدتر ہوں گے، مالدار بخیل ہوں گے اور تمہارے امور تمہاری عورتوں کے ہاتھ میں ہوں گے تو زمین کا باطن تمہارے لئے اس کے ظاہر سے اچھا ہوگا حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تو اپنے خزانے کو دیمک اور چوروں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے تو پھر یہ صدقہ سے ہی ممکن ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں جس شخص نے زکوۃ ادا کی، مہمان کی خاطر داری کی اور امانت واپس کی تو گویا اس نے خود کو بخل سے بچالیا۔

حضرت فقیہ علیہ السلام فرماتے ہیں تھوڑا بہت صدقہ ضرور دو اس لئے کہ صدقہ میں دس پسندیدہ باتیں ہیں۔ (۱) صدقہ سے مال پاک ہوتا ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ خرید و فروخت میں لغو، قسم اور جھوٹ مل جاتا ہے لہٰذا اس کو صدقہ سے صاف کرو (۲) اس سے بدن کی گناہوں سے تطہیر ہو جاتی ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے ''ان کے اموال سے صدقہ سے مصائب و امراض دور ہوتے ہیں جیسا کہ فرمان رسول ہے اپنے مریضوں کا علاج کا صدقہ سے کرو (۴) صدقہ سے مسکینوں کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور مؤمن کو خوشی پہنچانا سب سے افضل عمل ہے (۵) اس سے مال میں برکت اور رزق میں وسعت ہوتی ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے ''اور جو کچھ بھی تم خرچ کرتے ہو تو وہ اس کا بدلہ دے گا'' آخرت والی پانچ باتیں یہ ہیں (۱) شدت گرمی میں صدقہ آدمی پر سایہ بنتا ہے (۲) صدقہ سے حساب میں تخفیف ہوتی ہے (۳) صدقہ سے میزان بھاری ہو جاتا ہے (۴) پل صراط سے گزرنے میں آسانی کا سبب ہے (۵) جنت میں درجات بڑھ جاتے ہیں اور اگر دعائے مساکین کے علاوہ صدقہ میں اور کوئی فضیلت نہ ہوتی تب بھی عقلمند پر واجب ہے کہ وہ صدقہ دینے میں رغبت کرے پس کیا کہنے ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا بھی ہے اور شیطان کی تحقیر بھی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی کے صدقہ دینے سے ستر شیطانوں کے منہ پھوٹتے ہیں اور اس میں صالحین کی پیروی ہے کیوں کہ صالحین تو صدقہ دینے میں ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔

حضرت فقیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اُم ذرجو کہ اکثر حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں وہ کہتی ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے ایک لاکھ اسی ہزار درہم کی دو تھیلیاں ام المؤمنین بی بی عاشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجیں آپ روزے کی حالت میں تھیں اور

لوگوں میں مال تقسیم کرنا شروع کردیا یہاں تک کہ شام ہوگئی اور آپ کے پاس ایک درہم بھی باقی نہ بچا تھا، جب افطار کا وقت ہوا تو خادمہ سے کچھ افطاری لانے کا فرمایا تو وہ روٹی اور زیتون لائی اور عرض کیا کہ آج آپ نے اسطاعت بھر مال تقسیم فرمایا ہے ہمارے لئے ایک درہم کا گوشت تو لے لیا ہوتا۔ بی بی عائشہ نے فرمایا کہ اب کہنے کا کیا فائدہ اگر پہلے کہتیں تو ایسا کر لیتی حضرت عروہ زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ کو ستر ہزار درہم صدقہ کرتے دیکھا مگر ان کی اپنی قمیص میں پیوند لگے ہوئے تھے، مذکور ہے کہ عبدالملک بن ابجر پچاس ہزار درہم کے وارث بنے مگر وہ تھیلیاں اپنے بھائیوں کے لئے جنت کی تو پھر دنیا کے معاملے میں، میں نے اس سے کیسے بخل کرسکتا ہوں۔ حدیث میں ہے کہ حسان بن ابی سنان کے پاس ایک عورت گئی اور ان سے کوئی چیز مانگی، حسان نے اس کی طرف دیکھا وہ عورت خوبصورت تھی پھر غلام سے کہا کہ اس عورت کو چار سو درہم دے دو، کسی نے کہا اے اللہ کے بندے اس سائلہ نے تو تجھ سے ایک درہم مانگا تھا اور تم نے اسے چار سو درہم دے دیئے ہیں، آپ نے فرمایا جب میں نے اس کے حسن کو دیکھا تو مجھے ڈر لگا کہ یہ کسی فتنے میں پھنس کر معصیت میں نہ گر پڑے اسی لئے میں نے چاہا کہ اس کو غنی کردوں ہوسکتا ہے کہ مال کی وجہ سے کوئی اس سے نکاح کے لئے راغب ہوجائے۔

ایثار کا مشہور واقعہ :

حدیث میں آتا ہے کہ ایک صحابی کو کسی نے بکری کا سر بطور ہدیہ بھیجا، انہوں نے دل میں سوچا کہ میرا بھائی مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے تو وہ اس کی طرف بھیج دیا اس نے یہ سوچ کر کے میرا فلاں بھائی مجھ سے زیادہ ضرورت مند ہے وہ سر اس کی طرف بھیج دیا اسی طرح ایک سے دوسرے کے پاس ہوتے ہوئے سات گھروں سے ہوکر پہلے شخص کے پاس وہ سر آگیا تب یہ آیت نازل ہوئی ''وہ اپنے سے مقدم رکھتے ہیں چاہے ان پر بھوک ہی ہو'' کہتے ہیں کہ یہ ایک انصاری صحابی کی شان میں اتری تھی اس کو حسن نے روایت کیا ہے۔ منقول ہے کہ ایک شخص نے عہد نبوی میں صبح روزہ رکھا جب شام ہوئی تو اس نے افطار کے لئے کچھ نہ پا کر پانی پیا اور افطار کیا صبح کو پھر روزہ رکھا جب تیسرا دن ہوا تو بھوک نے اسے بہت ستایا'' ایک صحابی جو کہ انصاری تھا اسے معلوم ہوا تو وہ اسے شام اپنے گھر میں لایا اور اپنی بیوی سے کہا کہ آج رات ہمارے لئے کچھ کھانا ہے؟ تو لاؤ۔ بیوی نے کہا ہمارے گھر میں اتنا کھانا ہے کہ صرف ایک آدمی پیٹ بھر سکتا ہے جب کہ وہ دونوں روزے دار تھے اور ان کا ایک لڑکا تھا، اس نے کہا کہ ہم اپنا کھانا مہمان کو دے دیتے ہیں اور رات صبر سے کاٹ لیں گے، نیز بچے کو عشاء سے پہلے سلا دیتے ہیں جب کھانا آجائے تو چراغ کو بجھا دینا حتیٰ کہ مہمان یہ سمجھے گا کہ ہم اس کے ساتھ کھا رہے ہیں اس طرح وہ پیٹ بھر کر کھالے گا، پس عورت نے ثرید لاکر رکھا اور چراغ کو صحیح کرنے کے بہانے بجھا دیا پھر انصاری خالی ہاتھ پیالے میں مارتا رہا لیکن کچھ کھایا نہیں تھا، اس طرح مہمان نے پورا پیالہ ثرید کا کھالیا، صبح جب انصاری نے حضور علیہ السلام کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلام پھیر کر انصاری کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تمہارے اس فعل پر اللہ تعالیٰ کو فخر ہے یعنی اللہ تعالیٰ تم دونوں سے راضی ہے اور یہ آیت پڑھی ''اور وہ لوگ جو دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ فاقہ میں ہی ہوں اور وہ شخص جو اپنے نفس کے بخل سے محفوظ ہو پس وہی فلاح پانے والے ہیں۔

حامد نصاف علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں تمہاری چار باتیں مجھے پسند ہیں اگرچہ وہ اسلاف کے طریقے کے خلاف ہیں (۱) فرائض کو تم اختصار اور اہتمام سے ادا کرتے ہو، جوب کہ اسلاف فضیلت والے کاموں میں بکثرت اہتمام کرتے تھے (۲) اپنے گناہوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہو کہ وہ تمہیں نہیں بخشے گا جیسا کہ اسلاف عبادت کی عدم قبولیت سے ڈرتے تھے (۳) حرام مال سے بچنے میں ویسی کوشش کرو جیسا کہ اسلاف حلال مال کیلئے کوشش کرتے تھے (۴) اپنے بھائیوں اور دوستوں کے لئے شفقت اور حسن سلوک کو ترجیح دو جیسا کہ اسلاف اپنے دشمنوں سے حسن سلوک کرتے تھے۔

صدقہ کے ذریعے کیسی مصیبتیں دور ہوتی ہیں

حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رضی اللہ عنہ اپنی سند کے ساتھ ابی الفرج الازدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک گاؤں سے گزر ہوا اور اس گاؤں میں دھوبی رہتا تھا گاؤں والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یہ دھوبی ہمارے کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور اپنے پاس بھی رکھ لیتا ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یہ اپنے گھاٹ سے واپس نہ آئے کہتے ہیں دھوبی اپنے گھاٹ پر کپڑے دھونے گیا اس کے پاس تین روٹیاں تھیں، وہیں پہاڑوں میں عبادت میں مشغول عابد رہتا تھا وہ اُس دھوبی کے پاس آیا اور سلام کر کے کہا کہ کیا تیرے پاس روٹی ہے؟ اگر ہے تو مجھے کھلا دے یا صرف دکھا دے تا کہ میں ایک نظر روٹی دیکھ لوں اور اس کی خوشبو سونگھ لوں، کیوں کہ بہت عرصہ سے میں نے روٹی نہیں کھائی، دھوبی نے اسے ایک روٹی دے دی، عابد نے کہا اے دھوبی اللہ تعالیٰ تیرے گناہوں کو بخش دے اور تیرے دل کو پاک کرے، دھوبی نے دوسری روٹی بھی عابد کو دے دی، عابد نے کہا اے دھوبی اللہ تعالیٰ تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف فرمائے دھوبی نے تیسری روٹی بھی دے دی، عابد نے کہا دھوبی اللہ تعالیٰ جنت میں تیرے لئے محل بنائے شام کو دھوبی صحیح سالم لوٹا تو گاؤں والوں نے کہا کہ اے عیسیٰ علیہ السلام یہ دھوبی تو لوٹ آیا، آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ۔ جب دھوبی آیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے دھوبی بتاؤ آج تم نے کون سا عمل کیا ہے؟ اس نے بتایا کہ ان پہاڑیوں میں سے ایک عابد میرے پاس آیا تھا اس نے مجھ سے کھانا مانگا تو میں نے اسے تین روٹیاں دے دیں پس اس نے ہر روٹی پر مجھے دعا دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنی گٹھڑی لاؤ تا کہ ہم اس کو دیکھیں، وہ لایا اسکو کھولا تو اس میں ایک سیاہ سانپ تھا جس کے منہ میں لوہے کی لگام تھی عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے کالے سانپ، اس نے جواب میں کہا میں حاضر ہوں اے اللہ کے نبی۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے اس کی طرف نہیں بھیجا تھا؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ لیکن پہاڑوں سے ایک عابد اس کے پاس آیا تھا اور روٹی مانگی تھی پھر ہر روٹی ملنے پر اس نے اس کو دعا دی تھی اور پاس کھڑا ہوا فرشتہ آمین کہتا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا اس نے مجھے لوہے کی یہ لگام دے دی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس دھوبی سے فرمایا تیرے عمل نے تجھے بچا لیا بے شک اللہ تعالیٰ نے اس عابد پر صدقہ کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا ہے۔

حضرت سالم ابن ابی جعد فرماتے ہیں ایک عورت اپنے بیٹے کے ساتھ باہر نکلی، ایک بھیڑیا آیا اور وہ بچہ چھین کر لے گیا۔ عورت نے اس کا پیچھا کیا اور اس کے پاس ایک روٹی تھی، آگے سائل مل گیا عورت نے وہ روٹی اس کو دے دی، ادھر وہ بھیڑیا آیا اور اس کے بیٹے کو واپس کر دیا، تب ایک آواز سنائی دی یہ لقمہ اُس لقمہ کے بدلے میں واپس آیا ہے نیز اسی سند کے ساتھ معتب بن سُمی سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک راہب اپنے گرجا گر میں ساٹھ سال تک عبادت کرتا رہا ایک روز اس نے جنگل کی طرف دیکھا تو وہ زمین اُسے عجیب لگی دل میں کہا کہ میں اس میں زمین پر جا کر چلوں، آیا اور چہل قدمی کی اس کے پاس ایک روٹی بھی تھی، اتنے میں ایک عورت آئی اور وہ بے قابو ہو کر فتنہ میں مبتلاء ہو گیا، اور ادھر موت کا وقت آ گیا، اسی حالت میں ایک سائل آیا اور اس نے وہ روٹی سائل کو دے دی، پھر مر گیا۔ پھر اس کے ساٹھ سال کے عمل ترازو کے ایک پلڑے میں اور گناہ کا عمل دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا، ساٹھ سالہ عبادت پر یہ ایک گناہ بھاری ہو جائے گا پھر وہ صدقہ میں دی گئی روٹی اس کے عمل والے پلڑے میں رکھی جائے گی تو گناہ والا پلڑا ہو کر اٹھ جائے گا کہتے ہیں کہ صدقہ میں رکاوٹ ڈالتے تھے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں بتایا جاتا کہ صدقہ گناہوں کو ایسا بجھا دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھی کہ ہاتھ آستین میں چھپائے ہوئے ایک عورت حاضر ہوئی، بی بی عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ تم اپنا ہاتھ آستین سے کیوں نہیں نکالتی ہو، اس نے عرض کیا اے ام المؤمنین اس بارے میں مجھ سے نہ پوچھیں، بی بی عائشہ نے فرمایا تجھ کو مجھے ضرور بتانا ہوگا تو اس نے کہا ام المؤمنین! میرے والدین میں سے والد تو صدقہ دینا پسند کرتے تھے مگر میری والدہ صدقہ روکتی تھی اور میں نے اسے پرانے کپڑے یا چربی کے ٹکڑے کے علاوہ کوئی چیز صدقہ کرتے نہیں دیکھا، جب وہ فوت ہو گئے تو میں نے خواب میں قیامت کو قائم دیکھا اور والدہ کو تمام مخلوق کے درمیان اپنے جسم کو چھپانے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ اسکے ہاتھ میں ایک چربی کا ایک ٹکڑا ہے جسے وہ چاٹ رہی ہے اور پیاس پیاس پکار رہی ہے جب کہ اپنے والد کو حوض کے کنارے بیٹھا ہوا دیکھا وہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے دنیا میں بھی یہی صدقہ یعنی پانی پلانا ان کو پسند تھا۔ پھر میں نے پانی کا ایک پیالہ والدہ کو پلایا تو اوپر سے آواز آئی جس نے اس عورت کو پانی پلایا ہے اس کا ہاتھ شل ہو جائے، پس جب میں بیدار ہوئی تو میرا ہاتھ شل "مفلوج" تھا۔

صدقہ سے متعلق واقعات :

منقول ہے کہ حضرت مالک بن دینار ایک دن بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک سائل نے آکر سوال کیا، آپ کے پاس کھجوروں کا ٹوکرا رکھا تھا بیوی سے کہا کہ یہ ٹوکرا مجھے دو، پھر اس میں سے آدھی کھجوریں فقیر کو دے دیں اور آدھی بیوی کو لوٹا دیں، بیوی نے کہا۔ تیرے جیسے زاہد کہلاتے ہیں؟ کیا کوئی ایک ایسا شخص دیکھا ہے جو بادشاہ کے پاس نامکمل ہدیہ بھیجے؟ چنانچہ مالک بن دینار نے سائل کو بلا کر بقیہ کھجوریں بھی اسے دے دیں پھر بیوی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ تیرا جہاد ہے اور مزید کوشش کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اس شخص کو پکڑو پھر اس کو طوق پہناؤ پھر اسے جہنم میں ڈال دو پھر ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں اس کو جکڑ دو'' پوچھا جائے گا کہ اتنی شدت کی وجہ کیا ہے؟ تو جواب دیا جائیگا ''یہ شخص عظیم معبود پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور نہ ہی مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب دیتا تھا'' اے بیوی جان لے کہ ہم نے ایمان لا کر وبال کا ایک حصہ اپنی گردن سے اتار دیا ہے جب کہ دوسرا حصہ صدقہ سے اتاریں گے محمد بن الفضل اپنی سند سے روایت کرتے ہیں ایک بصری نے بتایا کہ ایک اعرابی کے پاس بکریاں تھیں مگر وہ مال کے مقابلے میں صدقہ کم دیتا تھا ایک دفعہ اس نے انتہائی لاغر اور کمزور بکری کا بچہ صدقہ میں دیا تھا تو اس نے خواب میں دیکھا کہ تمام بکریاں اس کے اردگرد جمع ہیں اور اسے سینگ مار رہی ہیں جب کہ وہ لاغر بچہ اس کا دفاع کر رہا ہے، پس جب وہ بیدار ہوا تو کہا اللہ کی قسم اگر میں قادر رہا تو تیرے حامی بڑھاؤں گا بعد ازاں اللہ کی راہ میں وہ خرچ کرنے لگا۔

حضرت عدی بن حاتم سے مروی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شخص کو اپنے رب سے کلام کرنے کا شرف حاصل ہوگا پھر وہ اپنے اردگرد اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو دیکھے گا پھر وہ سامنے دیکھے گا تو اسے جہنم نظر آئے گی لہٰذا آگ سے بچو اگر چہ کھجور کے برابری صدقہ کرو حضرت فقیہہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دس خصلتوں کے باعث آدمی پسندیدہ لوگوں میں شمار ہوتا ہے اور ان کے درجات کو پہنچتا ہے (۱) زیادہ سے زیادہ صدقہ دے کر (۲) بکثرت قرآن کی تلاوت سے (۳) آخرت کو یاد کرنے والوں کو محفل میں بیٹھنا جو اس کو دنیا سے بے رغبتی سکھائیں (۴) صلہ رحمی کرنا (۵) مریض کی طبع پرسی کرنا (۶) آخرت سے غافل مالداروں سے دوستی نہ کرنا (۷) قیامت کے دن کی فکر کرنا (۸) امیدیں کم رکھنا اور موت کو ہمیشہ یاد رکھنا (۹) خاموش رہنا اور کم بولنا (۱۰) عاجزی و انکساری کرنا، پیوند لگا لباس پہننا، فقراء سے محبت کرنا اور ان سے دوستی کرنا، یتیموں اور مسکینوں کے قریب رہنا اور ان کے سرپرست شفقت پھیرنا۔ مشہور ہے کہ سات باتوں سے صدقہ بڑھا کر دگنا ہو جاتا ہے۔

(۱) حلال مال سے صدقہ نکالنا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اپنی کمائی میں سے حلال چیز خرچ کرو''۔ (۲) صدقہ دو چاہے تھوڑا ہی ہو۔ (۳) صدقہ جلدی دو کہیں وقت نکل نہ جائے۔ (۴) صدقہ میں اچھا مال دو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''ردی چیز کی نیت نہ کرو کہ اس میں خرچ کرو کیوں کہ خود تم اس کو نہیں لیتے ہو مگر یہ کہ تم اس میں چشم پوشی کرو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ ہے اور لائق تعریف ہے''۔ (۵) چھپا کر دو ریا کے خوف سے۔

(۶) احسان نہ جتلاؤ ورنہ اجر ضائع ہو جائے گا۔ (۷) صدقہ کے بعد اس کو اذیت نہ دو کہ یہ گناہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''تم اپنے صدقات کو احسان جتلا کر اور اذیت دے کر ضائع نہ کرو''